جلد ۳۲ | ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۳۳ء | عدد ۴

مضامین

شذرات

ں چھپکر شائع ہوگی، ایک خیام جس میں خیام کے سوانح اور تصنیفات پر ناقدانہ

ں اور فارسی رسالوں اور رباعیات کے ایک مستند نسخہ کا ضمیمہ ہے، ضخامت ۵۰۰

ابیہ کی ساتوین جلد ہوگی، اور اسی پر اس وسیع سلسلہ کا خاتمہ ہوگا، اور تیسری

جودہ سائنس کے تمام شعبون کے نظریاتی مسائل سہل اور آسان اور دلچسپ عبارت

ئی، اور اس خیال سے شائع کیجارہی ہے کہ عربی مدرسون کے نصاب مین

بدید نظریون سے آگاہی ہوسکے،

———

بعہ سلفیہ" کے نام سے ایک علمی مطبع قائم ہوا ہے، اور اس کے ذریعہ سے مفید

، ازرقی نے جو امام مالک کے ہمعصر ہین، مکہ کی تاریخ لکھی تھی، جو گو یورپ مین چھپ

دنے اس کے دوبارہ چھاپنے کا اہتمام کیا ہے، حجاز کے مکاتب کے لیے علم القرآن

ں دوسرے رسالے بھی وہان چھاپے گئے ہین،

———

ت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ؒ نے امام مالک کی موطا کی جو دو شرحین مسوّی

ہندوستان مین کئی دفعہ چھپ چکی ہین، مگر اس طرح کہ عربی شرح فارسی

رسے متن مین چھاپی گئی ہے، شروع مین مولنا عبد الوہاب دہلوی مقیم مکہ معظمہ

ح لکھے گئے ہین اور مصفّٰی کے شروع مین شارح نے جو مفید مقدمہ فارسی مین

لکھا تھا، اس کا عربی ترجمہ شامل کیا گیا ہے، کہین کہین مولنا عبید اللہ صاحب سندھی سابق ناظم نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کے قلم سے مزید حواشی درج ہین، خوبصورت ٹائپ اور مفید حواشی اور ضمیمون کیساتھ اس کتاب کی اشاعت بہترین خدمت ہے، کتاب عہ۱۲ کی قیمت مین شرف الدین کتبی و اولادہ کے مکتبہ واقع بھنڈی بازار بمبئی سے ملیگی،

———

چونکہ اس کتاب کی اشاعت کے ذمہ دار ہندوستان کے علما ہین، اس لئے ان کی خدمت مین یہ گذارش بیجا نہ ہوگی کہ اگر وہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی دیگر فارسی تصانیف کو عربی جامہ پہنا کر شائع کرین تو ہندوستان کی نیکنامی ایک طرف، اس سے زیادہ یہ کہ شاہ صاحب کے علوم سے دنیائے اسلام فیضیاب ہوگی، اور یہ اسلام کی ایک مہتم بالشان خدمت ہوگی، شاہ صاحب کی فارسی شرح مصفّٰی درحقیقت ایک مجتہدانہ تصنیف ہے، اس کا ترجمہ بیحد مفید ہوگا، شاہ صاحب کی ازالۃ الخفا نصف عربی اور نصف فارسی مین ہے، اگر یہ کل عربی مین ترجمہ ہوکر کئی جلدون مین شائع ہو تو بڑی خیر و برکت کی چیز ہوگی، شاہ صاحب کی فوز الکبیر فی علم التفسیر کا فارسی متن اکثر چھپتا ہے، اور اب عربی مدرسون مین اکثر زیر درس ہے، مگر اسکا فارسی متن عربی طالبعلمون کیلئے دقت طلب ہے، اس کا ایک عربی متن بھی ہے جو ۱۲۹۵ھ مین آج سے ساٹھ برس پہلے مکہ معظمہ مین، مجد فیروز آبادی کی سفر السعادۃ (عربی) کے حاشیہ پر چھپا تھا، اور آخر مین فتح الخبیر شامل تھی، اب اگر مطبعہ سلفیہ ان دونون رسالون کا یہ عربی متن مستقل طور سے چھاپے تو علوم قرآن کی تفہیم و اشاعت کی راہ مین عظیم الشان خدمت ہوگی،

———

عین اسوقت جب یہ سطرین زیر تحریر تھین مکہ معظمہ مین دار الحدیث کے قیام کی خوشخبری موصول ہوئی، حرم محترم مین حدیث و قرآن پاک کا درس ہمیشہ سے جاری تھا، اور اس فیض کے سرچشمہ سے پوری دنیائے اسلام سیراب ہوتی تھی، جنگ عظیم کے بعد سے حجاز مین فتنون کا جو سیلاب آیا وہ تمام پچھلی روایات کو بہا کرلے گیا، موجودہ حکومت سرمایہ کی کمی کے باوجود ان روایات کو دوبارہ بہتر صورت مین قائم کرنے کے لیے مقدور بھر کوشان رہتی ہے، حرم محترم کے ہر قسم کے مصارف کا بار اوقاف و عطایا و خیرات کی صورت مین کل عالم اسلام اٹھا رہا تھا، اب اس عہد مین اسلامی سلطنتین کچھ تو برباد ہوگئین، اکثر پر عیسائیون نے قبضہ کرلیا، اور جو باقی

ہے کہ بین الاسلامی تعلقات کا خاتمہ ہوگیا، اب حرم محترم کے مصارف کی ذمہ داری
جیبون پر ہے، اوران دونون کا سرمایہ حرمین کے ضروری مصارف کا بار اٹھانے
کے غور کے لائق ہے،

ل مین یہ کہنا ہو کہ معظمہ مین حدیث و قرآن پاک کے درس کا انتظام اس حکومت
دار الحدیث کے پرانے نام سے ایک نئی درسگاہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ سے
ں جاری ہوگا، صحاح ستہ کا دورہ محدثین سلف کے قاعدہ کے مطابق ہوگا، او
نیس نہ ہوگی اور کتابین وغیرہ طلبہ کو مفت ملینگی، بلکہ بعض مستحق طالب علمون کو وظیفے
طریق املا کو زندہ کیا جائیگا، اور طلبہ کو بحث و تحقیق اور تقریر و املا کی مشق کرائی
ابو السمح، خزانچی عبد اللہ دہلوی، اور ارکان شیخ محمد نصیف، محمد عبد الرزاق
ب دہلوی، محمد کامل کردی، محمد راضی، محمد نور فطانی محمد سیاد منتخب ہوئے ہین،

ادھر توجہ فرمائین، اور وہ کام جن کے انجام دینے سے آج سلطنتین
سے انجام دین، ان مفید کامون کے انجام دینے مین حجاز کے مسلک
سے باز نہ رکھین، کہ حرمین کی خدمات کا فرض سیاسیات اور فرقہ داریون
انچی عبد اللہ دہلوی صاحب ہین، اور غالباً علی جان صاحب مرحوم کی
ادین بھیجی جا سکتی ہین،

تبصرہ علٰحدہ رسالہ کی صورت مین چھپ رہا ہے، اس لئے اس کو ضمیمہ

مقالات

مُسْلمانُون کی آیندہ تعلیم

(۲)

اخلاق کی تعمیر تعلیم کا دوسرا حقیقی مقصد اخلاق کی تعمیر ہے، مذہب اور فلسفہ دونون نے اسکو اصولاً مان لیا ہے، کہ انسان بہت سی باتون مین مجبور ہونے کے باوجود اپنے ارادے اور نیت کی آزادی بہرحال رکھتا ہے، اور یہی آزادی اوسکی ذمہ داریون کی بنیاد ہے،

غریب کشمکش جبر و اختیار مین ہے،

لیکن انسانون کے علاوہ دوسری مخلوقات اس کشمکش کے اختیار سے بھی محروم ہین، اور اُن مین سے ہر ایک یا تو اپنی جبلت یا اپنی فطرت کے ہاتھون مجبور محض ہین، اور ان لوازم، خصائص اور اثرات کی بجاآوری پر مضطر ہین جن کے لئے اون کی خلقت ہوئی، آفتاب سے نور ہی ظاہر ہوگا، گلاب سے خوشبو ہی نکلے گی، اور سنکھیا سے موت ہی صادر ہوگی، مگر انسان سے نور اور تاریکی، خوشبو، اور بدبو، حیات اور ممات دونون صادر ہو سکتی ہین، اس کے اخلاق اور رضائل تربیت پذیر ہین، اور اسی لئے وہ تعلیم و تربیت کا محتاج ہے،

دوسرے لفظون مین یہ کہیے کہ کائنات کی ہر مخلوق فطرۃً اسی کام کے کرنے پر مجبور ہے، جس کے لئے اس کے خالق نے اس کو پیدا کیا ہے، لیکن انسان تھوڑا اختیار یا کر فعل اور ترک فعل کے درمیان ترجیح کا حق رکھتا ہے، اس لئے ضرورت اسکی پیدا ہوتی ہے، کہ وہ پہلے ان اغراض کو سمجھے جن کے لئے اس کی خلقت ہوئی ہے، اور پھر اون کی اغراض کے مطابق اپنے

وے خلقت کے صحیح اغراض کے سمجھنے کا نام تعلیم ہے، اور ان کے مطابق
م اخلاق ہے، تعلیم کی بڑی غرض وغایت یہ ہے کہ ان اخلاق کی صحیح تعمیر کی جائے
آیا یا بھیجا گیا ہے،

، اسی طرح یہ تمام ترب اخلاق بھی ہے، ملک مین مسلمانون کی ایک درسگاہ
اہمیت کو سمجھا ہو، اور جس نے اپنی زندگی کا مقصد با اخلاق انسان
ت ہماری نگاہون مین ایک خاص حیثیت رکھتی ہے، کہ نئی تعلیم کی درسگاہون
س کی تکمیل کے لئے کوشان ہو،

ت محدود ہین، اخلاق کے لفظ سے ہمارا مقصود یہی محدود معنی نہین
نسان کی قوت نفسی کی ایسی تربیت اور مشق ہے، جس سے وہ اپنے
عداد اور صلاحیت پیدا کرلے، درس گاہ کا اہم فرض یہ ہے کہ اپنے
فاسد اور مسموم آب و ہوا سے محفوظ ہو کر صالح اور صحیح اور طاقت ور
تی حیثیت سے درسگاہ ایک قسم کا سینی ٹوریم یعنی دار الصحت ہے جہان

جس درجہ خراب اور فاسد ہے، اسی نسبت سے اس بات کی زیادہ
ح صحیح، اور طاقت بخش ہو تاکہ گھرون کی مسموم فضا سے علحدہ
ور قومی اخلاق و خصائل کے حامل ہون اور اس طرح ایک دن وہ
ت اور مرتق ہوجائے،

ہون کا فرض ہے، کہ وہ اپنے بچون کو سادہ لیکن صاف ستھرا رہنے
ش قیمت کپڑے، اعلی درجے کے مکان، اور قیمتی فرنیچر اور سامان

کے نہین ہین، افسوس ہی کہ اکثر مسلمانون بچون نے اس کے یہی معنی سمجھے ہین، اس کے دو برے نتیجے کھلے طور سے ہمارے بچون
مین پیدا ہین ایک یہ کہ وہ اپنی اندرونی صفائی کے بدلے ظاہری ٹیپ ٹاپ پر زیادہ زور دیتے ہین، اور اس بنا پر ان کی تعلیمی
زندگی نہایت گران ہے، اور وہ اپنے والدین کے لئے سراسر کوفت بنے ہوئے ہین، دوسرے خود طالب العلم بھی اپنے حوصلے کے
مطابق اپنی آمدنی نہ پانے سے ملول و غمگین رہتے ہین جس کا اثر ان کی طبیعت کی تیزی اور ذکاوت پر بہت برا پڑتا ہے، اور ان کا
جو وقت اپنے تعلیمی مسائل اور مباحث کی یاد اور حل مین صرف ہوتا وہ اُن کے بناؤ سنگار مین، اور جو نہین ہی، اس کے حصول
کی فکر اور ناکامی کے غم مین بسر ہوتا ہی،

ہمارے طالب علمون کی زندگی سادہ لیکن صاف ستھری ہونی چاہئے، ان کو شروع ہی سے یہ بتانا چاہئے کہ تمھاری
عزت تمھارے بیش قیمت کپڑون اور اعلیٰ سامان سے نہین، بلکہ تمھارے بیش قیمت علم اور اعلیٰ اخلاق سے ہی، طالب علمون
کے اندر بڑائی اور مسابقت کا معیار ظاہری نمایش اور آرایش کا سامان نہ ہو بلکہ اندرونی لیاقت اور قابلیت کا جوہر ہو،

مسلمان طالب علمون کو جو مسرف اور نمایش پسند قوم کے افراد ہین خصوصیت کے ساتھ یہ بات جتانی چاہئے، کہ اب
وہ وقت نہین کہ ہم اپنے اسلاف کے بقیہ متمولانہ اثرات کی پیروی مین وہ گران نمایشی زندگی اختیار کرین، جو ہم کو اپنے
والدین سے ورثہ مین مل رہی ہی، کیونکہ وہ دولت ختم ہو چکی، اور وہ تمول اب سراب ہی، اس لئے اس کے نمایشی فخر و غرور کے
اسباب کو بھی اب ختم ہوجانا چاہئے، ورنہ یہ تعلیم ہمارے افلاس مین روز بروز اضافہ کرتی جائے گی، اور قوم کی حالت ہر روز
بد سے بدتر ہوتی جائیگی، اسکی مثالین آج بہت سے خاندانون مین ملین گی، کہ نئی تعلیم کی اس غلط تربیت نے ان خاندانون
کی مالی حالت کو کتنا نقصان پہنچایا ہی،

دنیا کے دوسرے ملکون سے بہت بڑھ کر ہندوستان کے مسلمانون کو اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہی، کہ وہ
ایسی قوم کے دوش بدوش چلنے پر مجبور ہین، جو روزمرہ کی زندگی مین حد درجہ کفایت شعار اور سادہ واقع ہوئی ہے،
اس لئے اس کے ذاتی اور قومی مصارف ہمارے مقابلے مین بہت کم ہین، بنابرین اس کے پاس ہمارے مقابلے مین
دولت کی فراوانی ہی، اور نتیجہ یہ ہے کہ جس خرچ مین ہم اپنے ایک بچے کو تعلیم دلا سکتے ہین، ہمسایہ قوم اپنے چند

صول کامون کے لئے اپنے بزرگون کی متروکہ جائدادون کو فرض

ورسگاہین اپنی عمارت، اپنے سامان اور اپنے انتظامات مین

تعلیم کے عہد مین ہماری مسجدین ہمارے تعلیمی کمرے اور ہال اور مسجد

ی وہ مدون کی کفایت کا اندازہ موجودہ گران طریقہ تعلیم سے با سانی

درس گاہ بہتر سے بہتر مقصدون کے ساتھ قائم ہوتی ہے لیکن اس

رف ہو کر رہ جاتی ہے، اوران مبادی سے نکل کر غایت تک

امہ وہ سمجھا جاتا ہی جو اپنے طالب علمون کو سب سے بہتر اور قیمتی کھانا

کمرے مہیا کرے، حالانکہ یہ تمامتر ہمارے پچھلے تماشاے دولت کا

ہی جو ہماری تباہی کی تمامتر ذمہ دار ہے،

اور وہ سادگی اور صفائی ہی، ہمارے نوجوانون نے صفائی

نام رکھا ہی، حالانکہ وہ حقیقت مین گھر کی صفائی، کمرون کی صفائی

روم مین، طالب علمون کو اس بات کی عادت سکھانی چاہئے کہ

ت رکھین جس سے وہ جسمانی و ذہنی صحت اور صفائی اور ستھراپن

جو ہر جس کے حصول پر ہندوستان مین مسلمانون کی آیندہ زندگی

ی جہاد کا نام سن کر اپنی روشن دماغی کے ثبوت مین کتنی دفعہ

ن محترم! اب وقت ہی، کہ ہم جہاد کی حقیقت کو عملاً سمجھین، اور

برت کرو کہ ایں، جہاد جہد سے مشتق ہے جس کے معنی محنت اور تکلیف کے ہین، حق کی راہ مین ہم جو تکلیف اٹھائین، وہ ہمارا جہاد ہے، دنیا کی زندگی سکون پر نہین دائمی حرکت پر قائم ہے، غلط فہمی سے ہم یہ سمجھے ہین، کہ ہم جس قدر سکون پائین گے، اسی قدر آرام اٹھائین گے، پچھلے عہد کے ایک عجمی شاعر نے کہا تھا:-

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را   دویدن، رفتن، استادن، نشستن، خفتن و مردن

لیکن حقیقت مین یہ زوال پذیر قوم کا فلسفہ ہے، راحت کے اس عجمی تخیل کے بالمقابل فصیح عرب کہتا ہے:- فی الحرکۃ برکۃ، جس طرح بھوک کے بعد غذا کا اصلی لطف ملتا ہی اور جو آنکھین بیدار رہی ہین، وہی خواب کی لذت سے آشنا ہوتی ہین، اسی طرح محنت و مشقت کے بغیر آرام و راحت کا وجود ہی نہین ہو سکتا، جبتک ہماری پیشانی سے محنت کا پسینہ ہمارے پاؤن پر نہ ٹپکے گا، جو روٹی ہمارے ہاتھ آئیگی، وہ ہمارے احساس کے ذائقہ کو بھی تسکین نہین دے گی،

سست امیرون کی پر لطف غذائین ہی وہ جراثیم ہین، جو ان کی بیماریون کو پیدا کرتے ہین، ایک محنتی مزدور چونکہ پوری بھوک اور معدے کی پوری خواہش پر کھاتا ہی، اس لئے ہر وہ کھانا جو اس کو وقت پر مل جاتا ہی، وہ اس کی قوت کا سرمایہ اور اوس کی صحت کا خزانہ ہوتا ہے،

مسلمانون کو بچپن سے محنت کا عادی ہونا چاہئے، ان کی طالب علمانہ زندگی مین یہ عادت ایسی پختہ ہو جانی چاہئے کہ وہ تمام عمر کے لئے اس دولت کو اپنے قبضہ مین کر لین، تعلیم، امتحان کی تیاری، ورزش، سفر اور تعلیم کی فراغت کے بعد جس شاہراہ زندگی کو بھی اختیار کیا جائے، وہ نوکری ہو، تجارت ہو، صنعت ہو، ہر ایک مین یہی جوہر ان کا بہترین رفیق زندگی ہو سکتا ہی، پچھلی دولت مندی کا خمار اب تک مسلمانون پر چھایا ہوا ہے، ہماری درس گاہون کا بہترین فرض یہی ہو کہ وہ مسلمان طالب علمون کے یہ ذہن نشین کردین، کہ اب تمھاری زندگی صرف تمھاری محنت جفاکشی اور جانفشانی پر موقوف ہے، یہ دنیا ایک تلاطم خیز سمندر ہے، جس سے نکل کر ساحل تک سلامتی پہنچنا صرف تمھارے ہی ہاتھ پاؤن چلانے پر موقوف ہے،

کون نہین جانتا کہ اس عرصۂ کائنات مین زندگیون کا ایک معرکہ برپا ہی اور ہر ایک مخلوق اپنے جینے اور بڑھنے

معروف ہین، افراد اس مسابقت مین سرگرم ہین، وہی زندہ اور جیتا رہیگا
، اور جس نے ہاتھ پاؤن ڈال دئے، اور نرم بستر کا جویا ہوا، دنیا اس کو
داور قومین اس کو روندتی ہوئی آگے بڑھ جائین گی، زندگی کا فلسفہ صرف
شت تکم سیری کا سامان ہی اور موت کی تلاش زندگی کا سرچشمہ ہی، فاتقل

حقیقت ہی، طالب علمون کو اپنے روزانہ کے ورزشی کھیلون مین کیا یہ راز
ورد ہی فریق کامیاب ہوتا ہے، جو جس قدر اس دن زیادہ محنتی اور
زشی کھیل سے بڑھ کر نہین، اس میدان مین بھی اسی کی جیت ہی
لی راحت انہین کے لئے ہے، جو اپنے کاروبار مین محنت اور جدوجہد

، سب سے زیادہ خوش قسمت، اور سب سے زیادہ قابلِ رشک وہ قوم بھی
ی سلطنت کی باگ ہو، لیکن کیا تاریخ کے اوراق نے اس حقیقت کو اب
ابلِ رشک ہونے کی صلاحیت انکو کتنی محنت، کتنی جفاکشی اور کتنی پے
ے بعد حاصل ہوئی ہے، محمود نے سترہ حملون مین پنجاب پر قبضہ کیا،
ے سال بھر اپنے شکست کے وقت کے پہنے ہوئے کپڑون کو تبدیل
سر کرایا، مین نے ان فقرون کو ہمیشہ کہا ہی اور پھر کہتا ہون کہ بدو حنین
ت کی خواہش حماقت ہے، جس کو لال قلعے مین شاہجہان کے تخت
ن خشک پہاڑیون مین سر مارنا چاہئے، کوہ کنی کے بغیر "جوی شیر" کا

آج یورپ کی قومین دنیا کے طول و عرض مین سلطنت کا تخت بچھائے کوس لمن الملک بجا رہی ہین، لیکن اپنے سپاہیون کے کتنے خون، اپنی دولت کے کتنے صرف اور اپنی محنت و جانفشانی کے کتنے مظاہرے کے بعد یہ سعادت ان کو نصیب ہوئی ہی، آج تجارتون، صنعتون، اور کاریگریون کی زندگی ہے، یہ زندگی کتنی زندگیون کی قربانیون کے بعد حاصل ہوئی ہے، کروڑون مزدور کان کنی مین لگے ہین، لاکھون آلات کے بنانے اور چلانے مین معروف ہین، لاکھون دن رات دوڑ دھوپ اور محنت اور تگاپو مین معروف ہین تب جا کر ان کی قوم کے سر پر سلطنت کا تاج ہی اور ان کے خزانون مین معدنیات، تجارت اور صنعت و حرفت کی دولت ہی،

بابر سے کر عالمگیر اول تک اور پھر بہادر شاہ اول سے لیکر بہادر شاہ ثانی آخری مغل بادشاہ دہلی تک کی زندگیون پر غور و فکر کی نظر ڈالئے، کیا تین سو برس کی یہ تاریخ یہ حقیقت نہین بتاتی کہ جنھون نے تکلیف کی زحمت اوٹھائی، اونھون نے تختِ سلطنت پر آرام کیا، اور جنھون نے آرام کی خواہش کی اونھون نے عمر بھر زحمتون اور تکلیفون مین بسر کی،

الغرض مسلمان طالب علمون کو اب یہ نکتہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ محنت اور جفاکشی ہی کی عادت وہ چیز ہے جو ان کی تعلیمی اور علمی دونون زندگیون مین ان کو کامیاب بنا سکتی ہے، جہان قومی سلطنتین اور قومی تعلیم گاہین ہین، وہان کے نظامِ تعلیم پر ذرا غور کرنے سے یہ نکتہ حل ہو سکتا ہے، کہ ان کے نصابِ تعلیم مین جو اہمیت کتابون کو حاصل ہی اس سے کم اہمیت ان کے جسمانی کھیلون اور مختلف ورزشون کو حاصل نہین ہے، میدانی کھیلون کے علاوہ پہاڑون پر چڑھنا، دریاؤن مین کشتی چلانا، دھوپ مین دوڑنا، ہواؤن مین اڑنا، وہ کون سی جانفشانی ہے، جس کی مشق یہ قومین اپنے حکمران بننے والے افراد کو نہین کراتین، انگلستان کی بہترین درسگاہون کے دیکھنے کا موقع ملا ہے، اور یہ نظر آیا ہے کہ ان ورزشی کھیلون کی اہمیت وہان تعلیم کے برابر ہی برابر ہے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ وہان کی عام تعلیم گاہین بھی تقریباً نیم فوجی ہین، اسی سے ہندوستان کی تعلیم کا یہ نقص کہ وہ تمامتر نظری رہتی ہے، عملی نہین وہان دور ہو جاتا ہے، مسلمانون کو اگر آیندہ ہندوستان کی سلطنت مین حصہ لینا ہی، تو ان کو یہ نکتہ فراموش نہ ہونا چاہئے کہ آیندہ، ان کو صرف نظری نہین بلکہ عملی قوم

...ین،

...ن کی اخلاقی تعمیر کا نہایت اہم عنصر اپنے افراد کے اندر خود اعتمادی کا جوہر
...ب ہوسکتا ہی، اور نہ کوئی قوم خود اعتمادی سے مقصود اپنے اندر فیصلے کی
...کے مطابق خدا کے بعد خود اپنی ذات پر بھروسہ کرکے کام کو شروع کردینا
...ن نے اس نکتے کو صرف دو لفظون مین ادا کیا ہے، اذا عزمت فتوکل
...کر) اس سے پہلے مشورے کا حکم ہے، مشورے کے بعد جو فیصلہ ہوجائے
...ے مطابق اس کو کر گذرنا، اور اس کی کامیابی کے لئے خدا کی توحید اور

...تعت ہوکر ایک غریب مسافر ہمت کی کمر باندھکر تن تنہا کھڑا ہوتا تھا،
...رب اور مغرب سے مشرق کو چلا جاتا تھا، ایک یتیم طالب العلم گھر سے
...ک کی خاک چھان کر ایک ایک شہر مین علم وفن کے ماہرین وقت کی
...وطن کو لوٹتا تھا، ذرہ ہوکر نمودار ہوتا اور پھر آفتاب بن کر چمکتا تھا، ایک
...ی سندباد بحری اور کبھی سندباد بری بن کر نکلتا، اور دولت کے جہاز اور
...اور اسپین کی بندرگاہون مین اترتا، ایک معمولی سپاہی اپنی تلوار لیکر نکلتا
...پنے لئے ایک حکومت و ریاست کھڑی کرلیتا،
...ی کے ہندوستان مین ان سے کھو گیا، جن کو حیرت ہوگی، کہ وہ بابر جس نے
...رباره ہزار کی فوج سے ہندوستان کو فتح کر ڈالا، اس کی اولاد
...ادس کو یہ بھی معلوم نہ تھا، کہ کس طرح اپنے ہاتھون سے اپنی روزی

والدین اپنے بچون کے ساتھ اپنی بہترین محبت یہ سمجھتے ہین کہ اس کو تنہا کوئی کام کرنے نہ دین، تنہا راستے مین نہ چلین، راتون کو اکیلے گھر سے باہر نہ نکلین، کمرون مین رات کو تنہا سونے نہ پائین، ایک بڑے عالم باپ کو مین نے دیکھا کہ اپنے جوان بیٹے کو کالج کی تعلیم کے لئے لکھنؤ اس لئے نہین جانے دیتے تھے کہ یہ کالج مین پڑھنے جانیوالا بچہ کہین آتے جاتے راستے مین موٹرون سے کچل نہ جائے، امیر مسلمانون کے گھرون مین یہ بات دولتمندی کی نشانی سمجھی جاتی ہے، کہ انائین اور کھلائیان جوان جوان لڑکون سے بھی علحدہ نہ ہونے پائین، ہم نے اٹھارہ انیس سال کے ایسے نواب زادون کے واقعے سُنے ہین جن کو اس وقت تک نیند نہین آتی تھی، جب تک ان کی انا بی بی ان کو پلنگ پر سُلاتی نہ ہون، آپنے ایسے نواب زادون اور امیر زادون کو دیکھا ہوگا، جو کسی درسگاہ کے دار الاقامے مین جب داخل ہوتے ہین تو اُن کے ساتھ اُن کو ناگہانی اتفاقات سے بچانیکے لئے اسٹاف کا اسٹاف ہوتا ہی،

غریب مسلمانون تک مین یہ بات عمومًا دیکھی جاتی ہے، کہ وہ اپنے بچون کو خود تنہا اپنے کام کی ذمہ داری اوٹھانے کی زحمت دینے پر بہت کم رضامند ہوتے ہین، یہی سبب ہے کہ ہمارے بچے عزم اور ارادہ کے کچے، ہمت کے بودے اور استقلال کے کمزور ہوتے ہین، اور اس لئے تعلیم کے زمانہ کے اندر اندر بھی وہ آتالیق اور ٹیوٹر کے سہارے کے بغیر نہین چل سکتے اور تعلیم کے بعد بھی اپنے بل بوتے پر کھڑے نہین ہوسکتے، الغرض وہ بچپن مین انا اور کھلائی کے، تعلیم مین آتالیق اور ٹیوٹر کے، اور ملازمت مین سعی وسفارش کے محتاج ہوتے ہین، زندگی کے ہر مرحلے مین ہر قدم پر ان کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہی، کہ وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر چلین، ایسی قوم کے افراد کیا حکومت کی بلند چوٹی پر چڑھنے کی ہمت کرسکتے ہین،

کیا اسلامی ہندوستان کی تاریخ ہمارے سامنے نہین، اُن کی ترقی کا عہد وہ تھا جب بادشاہ کے زیر سایہ امرا کھڑے ہوکر ملک کا انتظام کرتے تھے، اور ان کی تنزلی کا زمانہ جب آیا، تو یہ شہزادے اپنے اپنے امیرون کے سہارے کھڑے ہوکر تخت پر بیٹھنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان امیرون نے ان کو اٹھا کر تخت سے دور پھینک دیا، اور بالآخر تخت اور تخت نشین دونون کا خاتمہ ہوگیا،

یورپ کی ترقی یافتہ قومون کے افراد مین آج یہ جوہر ان کی انھین درسگاہون مین پیدا ہوتا ہی، اور اسی کا

بچے وہین وہ کام دینے لگتا ہے، ایک فرنچ مصنف نے انیگلوسیکسن قوم کی
ہی جس کا ترجمہ عربی مین "سر تقدم الانکلیز السکسونیین" کے نام سے ہوا ہی، اس
ز قوم کی ترقی کا بڑا راز یہی خود اعتمادی کا جوہر ہے، ایک اور فرنچ نے،
صورت مین ایک کتاب لکھی ہی اسمین بھی بڑی خوبی سے یہ دکھایا گیا ہے، کہ ہان
ن مین جس وصف کے پیدا کرنے کی کوشش کیجائے، وہ خود اعتمادی ہے،
قابل ہے، کہ ہم نے انگلستان کے فٹ بال کے میدانون مین خود اعتمادی اور
یا تھا، وہی نپولین کے مقابلے مین ہمارے کام آیا،
دی اقلیت مین ہین، اس کی تلافی صرف ان کی اخلاقی قوت اور عملی طاقت
ہون کو اس ملک کے مسلمانون کو آیندہ زندگی بخشنے کے لئے ضرورت
اور یہ طاقت پیدا کرین، تاکہ وہ اپنے استحقاق سے اس ملک مین زندہ
ت کے قیام اور استواری مین کسی طرح ان سے حکومت وقت کو بے نیازی نہ ہو سکے،
کی طرف سب سے کم توجہ کی جاتی ہے، وہ استادون کے انتخاب
اب کا معیار یہ ہے، جو کم تنخواہ لے اور سرکاری درس گاہون مین یہ کہ جو سب
ر "الفکیشن" تو وہ منتر ہے جس سے ہر تعلیمی بھوت بآسانی بھاگ جاتا ہے،
ذاہب ماہر اور محقق سے محقق ہو مگر اگر اس کے پاس یورپ کی کسی درس گاہ
ردی تعلیم کا بڑا تجربہ کار اور نوآموز ترجیح پائے گا، ہماری بڑی سے بڑی
ون کے ناموں کے جادو مین گرفتار ہے، اور اس کو منہ مانگی تنخواہ دیتے ہین
اپنی تعلیم کا کوئی نصب العین مقرر نہین کیا ہی، بلکہ خود قوم نے بھی اپنی زندگی

کا کوئی مقصد قرار نہین دیا ہی، اس لئے استادون کے انتخاب کا معیار صرف یہ رہ گیا ہے، کہ اعلیٰ سند کا کاغذ اور سات
سمندر پار کے حکمران اقوام کی گوری شخصیت، انتہا یہ ہی، کہ عربی فارسی اور تصوف کے پڑھانے کیلئے بھی ہم اپنی قوم کے کسی
فرد پر اعتبار کرنے کے لئے اس وقت تک تیار نہین، جبتک پروفیسر مارگولیتھ، پروفیسر براؤن، ڈاکٹر آرنلڈ اور ڈاکٹر
راس کے دستخطون کا کاغذ اس کے پاس نہین،

ہم نے اس سے پہلے مسلمانون کے تعلیمی مقاصد کا جو خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا ہی، اگر وہ ذہن نشین ہے تو آپ اسکا
فیصلہ کرنے مین ایک ذرہ بھی تامل نہ فرمائین گے، کہ استادون کے انتخاب کا معیار کاغذی سند سے بڑھ کر ان کی شخصیت
مین ان مقاصد کا وجود ہے جن پر اس تعلیم گاہ کی بنیاد قائم ہے، اگر آپ کسی ایسی درس گاہون کا باہم موازنہ کرین
جنمین سے ایک ایسے اوستادون کا اسٹاف رکھتی ہے، جو اعلیٰ کاغذی سندون کے تو مالک ہین، مگر ان مقاصد سے سر
تا سر خالی ہین، اور دوسری گو اعلیٰ کاغذی سندون کے لحاظ سے کم درجہ ہے، مگر اس کے اوستاد اپنے اندر وہ جوہر رکھتے
ہین، جو اس کے تعلیمی مقاصد کا حقیقی عنصر ہین تو یقیناً عملی حیثیت سے دوسری پہلی سے کہین زیادہ مفید ہو گی، کیا ہماری
نئی اسلامی درس گاہین استادون کے انتخاب کے وقت یہ معیار اپنے سامنے رکھتی ہین کہ ان مین سے کون زیادہ مسلمان، کون
زیادہ راستباز، کون زیادہ مخلص، کون زیادہ محنتی، کون زیادہ جفاکش اور کون حقیقت مین مسلمانون کے تعلیمی نصب العین کے
پورا مطابق ہی، ؟ کیا کسی غیر قوم کے استاد سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ دوسری قوم کے حقیقی تعلیمی نصب العین کے
مطابق اپنے کو بنائے گا، اور خود اس کا نمونہ بن کر طلبہ کے سامنے آئے گا، ؟ ایسے استادون کے زیر تعلیم و تربیت جنمین
سے ہر ایک کا قبلۂ مقصود صرف دوسری قوم کی ظاہری نقالی ہو، اور جن کا حوصلہ صرف سوٹ، اکوٹھی، فرنیچر اور موٹر تک
محدود ہو، ایسے لڑکون کے پیدا ہونے کا خواب دیکھنا جو مسلمان ہون، قوم پرور ہون، سادہ ہون، جفاکش ہون، اور
مسابقت اقوام کی دوڑ مین اپنی برتری دکھا سکین، کہان تک حق بجانب ہے، یہ ویسا ہی ہی، جیسے کوئی احمق کاشتکار
اپنے کھیتون مین جو بو کر گیہون کاٹنے کی امید رکھے اور اس سے بے خبر ہو، کہ ع

گندم از گندم بروید جو ز جو

...سلمانون کے سامنے پیش کیا جائے، اور جس کو مسلمان اپنا قومی مقصد او...

...ون کے انتخاب کا معیار ہو،

...ت، نہ برندش بہ بارگاہ وحمدیر،،

...سے بڑا سبب یہ ہے، کہ ہم نے پہلے تو اپنا کوئی تعلیمی مقصد متعین نہین کیا،

...انتخاب کیا، مثال دیتا ہون، ہم نے عربی پڑھانے کیلئے یورپ کے

...اور یورپ مین عربی مطبوعات و مخطوطات کی پوری فہرست ہمارے بچون

...اسلام کا وہ ذوق قومی ہم کو کیونکر عطا کر سکتا ہو، جو نہ صرف یہ کہ اس کو

...پیشہ ور معلم ہین جنھون نے اس پیشے کو صرف اس لئے اختیار کیا ہے

...ت وہ ہمارے قومی مقاصد تعلیمی نصب العین اور اسلامی ذوق سے

...ع رکھتے ہین، کہ وہ آیندہ ہمارے بچون کو ہمارے قومی مقاصد تعلیمی نصب

...وس نے اپنے استادون کے انتخاب مین اس نکتے کو پیش نظر رکھا ہے،

...، بلکہ اپنے تعلیمی مقاصد کو رکھا ہو، فرض کیجئے کہ اگر اس درس گاہ مین ایک

...، جو گو یورپ مین استاد کا بڑا اوٹ اپنے قبضے مین رکھتا ہو، مگر اوس کے

...سلمات ہون جن پر اس درس گاہ کی بنیاد ہے، تو کیا ڈاکٹر ذاکر حسین

...لئے بھی اس کے فضل وکمال کے ان کاغذی دستاویزات کا پاس کرین گے؟

...جود، اپنی تعلیم اور اپنے فیض صحبت سے علانیہ ہمارے قومی مقاصد کی

...سے وطنی اغراض کی تلبیس کرتے ہین، اور پھر صرف اس لئے گوارا کیا

جاتا ہو، کہ ان کے پاس کاغذی دستاویزات کا اچھا ذخیرہ موجود ہے،

جوہر طینت آدم زخمیر دگراست توتوقع زگل کوزہ گران می داری،

ارکان جامعہ سے بھی ایک بات کا برملا اظہار کر دینا ہے کہ ہم نے اب تک جامعہ ملیہ کو اسلامیت اور وطنیت جدید اور قدیم دونون کی لطیف و معتدل آمیزش کا نتیجہ سمجھا ہو، اس لئے اساتذہ کے انتخاب مین صرف "اخلاص و ایثار" کی سند اتنی زبردست نہین کہ اس کے لئے اسلامیت کی نفی کر دین، یا وطنیت سے انحراف پسند کر لین، اگر وطنی اغراض کے مخالف کو اس جامعہ مین معلم نہین باقی رہنا چاہئے، تو اسلامی اغراض کے مخالف کیلئے رواداری کیون برتی جائے، اگر کوئی درس گاہ اس قسم کی رواداری برتتی ہے، تو در حقیقت وہ اپنے مقاصد کی جڑ پر آپ کلھاڑی مارتی ہے، بہرحال اس بات کے اظہار مین ہم کو کوئی پس و پیش نہین کہ ہماری یہ نوعمر درس گاہ اس اصول کو بہت کچھ اپنے سامنے رکھتی ہے، اور دعا ہے کہ اس کے کارکنون کو اپنے معیار کی سختی پر مزید استقامت نصیب ہو،

علوم | ہم کو اپنی درس گاہون مین کن علوم کو پڑھنا اور پڑھانا چاہئے؟ یہ وہ سوال ہے، جس پر اب تک مسلمانون نے کیا بلکہ ہندوستانیون نے بھی غور نہین کیا، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ہم ڈیڑھ سو برس سے جس تعلیمی شکنجے مین گرفتار ہین، اس سے مجبور رہ کر ہم اس پر غور کر بھی نہین سکتے، ہندوستان مین نئی تعلیم جن اسباب سے پھیلائی گئی ہے، ان کو بیان کرنے مین برطانی مُدبرین نے کبھی پس و پیش نہین کیا ہو،

۱- سب سے پہلی بات یہ ہو کہ ہندوستانیون کے دلون سے اپنی تہذیب و تمدن اور دین و مذہب کی عصبیت مٹ جائے، اس کے لئے اس کی ضرورت تھی، کہ نصاب تعلیم کو ہر مذہبی اسپرٹ سے خالی رکھا جائے، یہان تک کہ اس مین خدا کا نام بھی نہ آنے پائے،

۲- بنگال کی ابتدائی مثالون سے انگریزون کو یہ دھوکا ہوا، کہ یہ نئی تعلیم عیسائیت کی اشاعت مین معین ہو گی، اسی لئے گورنمنٹ کی طرف سے مشنری اسکولون کی پوری حوصلہ افزائی ہوئی، اور ان مین انجیل کی تعلیم داخل کی گئی،

علیم مین ایسے ماتحتون کی ضرورت تھی، جو اُن کے دفترون کے لئے کچے

ور فیصلے کے لئے مرتب کرسکین، اوران کو ان کی زبان مین معاملے کی

پہلے تو مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے یکسر خالی رکھا گیا، پھران مین صرف انھین

لم یافتون کو ان کے لئے مہیا کرسکے، ایسے محررون، کلرکون اور ماتحت

کہ وہ ان کی زبان مین سلطنت کے معاملات اور کاغذات کو پیش کرسکین

حساب و کتاب کو درست رکھ سکین، چنانچہ جونئی تعلیم ہندوستان مین

انگریزی اور حساب، اوس کے ساتھ تیسری چیز جغرافیہ ہے جس سے

ے آفتاب کبھی نہین ڈوبتا، اور اوس سے اوس سلطنت کی وسعت اور

بھی معلوم ہو، چوتھی چیز تاریخ ہے جس کا مقصد اس ملک کی قومون

ین تازہ رکھنا اور انگریزون نے جیسا کہ وہ کہتے ہین، اس ملک مین

ملک پر جو احسان کیا ہے، اس کو بار بار دہراتے رہنا، چنانچہ حکومت

س نے ہندو مسلمانون کے درمیان بغض و عداوت کی وہ آگ بھڑکادی

سکی،

ں اور علوم یعنی سائنس، یہ دونون حصے حد درجہ ناقص ہین، آرٹس مین

ت اس قدر ہے کہ سلطنت کے لئے ماتحت افسر حاصل ہون، ابھی

ن ٹیرل نے پٹنہ یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد مین جو خطبہ پڑھا، اس مین

مغالطہ آمیز فقرہ ہے، وہ کون سا آرٹ ہے جس مین ایک

بی، اسے مہارت حاصل کرتا ہو،

لے دے کر ایک تاریخ، دوسری انگریزی اور تیسری پولیٹیکل اکانمی جس کی مناسبت قانون خوانی اور وکالت کے خیال سے ہو، اور پھر نظری فلسفہ علوم مین ایک عجیب ندرت یہ رکھی گئی ہو کہ "نظریات" کو اہمیت دی جائے، اور "عملیات" سے پہلوتہی کی جائے، ہماری ایک بڑی درس گاہ مین سائنس کالج کی سب سے بڑی اہمیت علم حیوانات کی تعلیم ہے، حالانکہ ہم ابھی علم انسان سے بھی آشنا نہین، حیوانات کے خصائص، اور زوجی فرائض کے علم سے بہتر ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم یہ جانین کہ ان مین سے کس کا چمڑا ہم کس طرح کام مین لا سکتے ہین،

غرض ان بے عمل اور نظری علوم کی تعلیم سے ممکن ہے، کہ موجودہ حکام تعلیم کا یہ مقصد ہو کہ تعلیم یافتہ ہندوستانی اپنی زندگی گذارنے کے لئے حکومت وقت کے دست نگر رہین، تاہم یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے کہ جیسے جیسے یہ تعلیم بڑھتی جاتی ہو، لکھے پڑھے اپاہجون کی تعداد بھی روز افزون ہے، اور چونکہ ہندوستان مین بے کارون کے لئے کام مہیا کرنا حکومت کا فرض نہین، اسلئے اس کو اپنے طریق تعلیم مین تغیر کی ضرورت بھی محسوس نہین ہوتی،

حکومت کی ابتدائی تعلیمی پالیسی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ہندوستان مین اور خصوصاً مسلمانون مین تعلیم کی ضرورت صرف نوکری کے حصول کے لئے ہو، اور اب انقلابات نے ہماری آنکھون سے یہ پردہ اوٹھا دیا ہے، کہ یونیورسٹیون کی یہ تعلیم نوکریون کے حصول مین بھی اب کار آمد نہین رہی ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ آخر پھر اسی تعلیم کے پیچھے ابتک دوڑے چلے جانا کہان تک صحیح ہے، اگر اس تعلیم سے سرکاری نوکریون کا سہارا بھی ہو، تو بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ سرکاری نوکریان قومی افلاس کے دور کرنے کا علاج نہین ہین، وہ علوم و فنون جو حصول دولت کے اصلی ذرایع ہین، ان کی تعلیم ہمارے نظام تعلیمات سے قطعاً خارج ہے، عملی کیمسٹری، آلات سازی اور صنائع و حرفت کی تعلیم جن پر قومی روزی کا دار و مدار ہے، ہمارے تعلیمی دائرے سے تمامتر باہر ہے، کہ اگر ان کی تعلیم یہان ہو، تو پھر ہندوستان مین انگلستان کی مصنوعات کا بازار باقی نہ رہے، ڈاکٹری ہم کو یہان سکھائی جاتی ہو، مگر دوا سازی نہین کہ اگر ایسا ہو تو پھر دواؤن کی قیمت مین ہندوستان اپنا سرمایہ انگلستان کو دینے پر مجبور کیون ہو،

...س کی تعلیم برائے نام ہی چھوی جاتی ہے، جغرافیہ طبیعی، حفظان صحت اطبیعیات

...ان کو اور کچھ بتایا نہین جاتا، اور ٹوٹی پھوٹی انگریزی لکھنے اور بولنے اور

...ین آتا، کالجون کی اعلیٰ تعلیم مین اونھین خاکون کو اور زیادہ ابھار دیا جاتا ہے

...قت سے گفتگو کرنے کیلئے مین اپنے مین اہلیت نہین پاتا، اس لئے تفصیلات

...ر کے صرف چند سرسری اشارون پر اکتفا کرتا ہون،

...اور غیر قومی تعلیم آیندہ جاری رہنا چاہئے؟ کیا ایسا نصاب تعلیم آپ کیلئے زہر

...رح سے یکسر خالی ہو،؟

...یعیار تعلیم کہ ہر ہندوستانی خالص انگریزون کی طرح اس زبان مین

...اس قدر جاننا کافی ہے، جس سے اس کے ذریعہ گفتگو، کاروبار اور

...کر دی جائے جن سے ہم کو عملی فائدہ پہنچے اور وہ ہمارے علم کے ساتھ ہماری

...، کہ گھڑی سے وقت کیون کر پہچانین، ٹکٹ لے کر ریل پر کیون کر بیٹھین

...، تار لکھ کر بابو کے ذریعہ تار کیونکر بھیجین، لیکن یہ نہین پڑھایا جاتا، کہ ہم گھڑی

...، پھر لوہے کو کیسے صاف کرین، پھر کیون کر ریل کی پٹریان اور

...ٹکڑون اور ان ٹکڑون کو کیسے بنا کر جوڑین، اسی مثال پر دوسری

...اسکول کی تعلیم کے بعد کالج کی تعلیم کی طرف دوڑتے چلے گئے ہین، اور

...ی کی منزل کو پہنچ گئے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ کالج کی گران قیمت تعلیم

مین ہم اپنے بچون پر جس قدر صرف کرتے ہین، اکثر ایسا ہو رہا ہے، کہ ان لڑکون کو اس تعلیم کے بعد اتنی رقم بھی ماہوار ملنی مشکل ہے،

ہمارے لڑکے بی اے تک ایک بنی ہوئی شاہراہ پر پوری امنگ اور ولولون کے ساتھ دوڑتے چلے جاتے ہین اور ان

کو ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ اس سڑک کے خاتمے پر ان کو اپنی منزل کا پتہ مل جائے گا، مگر وہ جب وہان پہنچتے ہین، تو دفعتہً

منزلِ مقصود کی رفیع عمارت کے بجائے ایک عمیق غار ان کو نظر آتا ہے، اور وہ ٹھٹک کر کھڑے ہو جاتے ہین، اور اب

سوچتے ہین، ؎

گذری جو گذرنی تھی اب چاہئے کیا کرنا

غور کرتے ہین تو سرکاری نوکری کے سوا اپنے اندر اور کسی کام کی صلاحیت نہین پاتے، اس سے مایوس ہو کر

بعض لوگ تو ذرا اکتر اکر پھر آگے دوڑنا شروع کر دیتے ہین یعنی ایم اے کی تیاری مین لگ جاتے ہین، اور بعض

قانون یاد کرتے ہین، یا ٹرننگ کی فکر کرتے ہین لیکن اب ٹرننگ کا دروازہ بھی بند ہو رہا ہے، اور قانون کے میدان مین

جو بھیڑ بھاڑ ہے اوس سے کون بے خبر ہے،

ان واقعات نے یہ غور کرنے کا موقع دیا ہے جن کو علم علم کے لئے حاصل کرنا ہے، آیا اون کے لئے اس طریقہ

تعلیم مین علوم کی تحصیل کا سامان ہے، اور جن کو علم کمائی کے لئے حاصل کرنا ہے، کیا انھون نے اس موجودہ طریقۂ تعلیم مین

اپنی شکم سیری کا بھی کوئی فن سیکھا ہے؟

اب اس مسئلے مین ذرا بھی شک کی گنجائش نہین، کہ ان چند لوگون کے سوا جو علم کی واقعی تحصیل چاہتے ہین، یا

علمی اور تعلیمی پیشے مین زندگی گذارنا چاہتے ہین، بقیہ افراد کو صرف اسکول کی تعلیم پر قناعت کرنی چاہئے، اور اعلیٰ تعلیم کا

فریب نہ کھانا چاہئے، اس تعلیم کے بعد اون کو کسی صنعت و حرفت، تجارت یا اور دوسرے ذرائع معاش کی طرف

توجہ کرنی چاہئے، اعلیٰ تعلیم مین صرف اونھی کو جانا چاہئے جو واقعی علم کے شیدا ہون، اور تحقیق و تکمیل کے طالب ہون،

اس مین شک نہین، کہ موجودہ حکومت نے اس اعلیٰ تعلیم کو اپنے چند بلند عہدون کے لئے انتخاب کا معیار مقرر کر لیا ہے

اور ان عہدون کا لالچ قوم کی قوم کو اس کی طرف کھینچ رہا ہے، مگر غور کے قابل بات یہ ہے کہ یہ چند عہدے جو ہر صوبے مین

...درا کھون مسلمانون کو نہین مل سکتے، جب چند سال کی دفتر گردی کے بعد بالآخر وہ مین
...ی تیاری کیون نہ کیجائے، ؟

...ونی اور محدود صورت ابتک یہ کہ خواہ لڑکے مین مناسبت ہو، یا نہ ہو، اوران
...ال وہ ان کو پڑھنا ہے، اوران مین ان کو کامیاب ہونا ہے، ورنہ آیندہ وہ کسی
...ریق تعلیم نے ہمارے طلبہ کی ذہانتون کا اور والدین کے سرمایے کا بے دریغ
...اور مالی فضول خرچی کب تک جاری رہے گی، اور کیا اب بھی وقت نہین آیا، کہ
...ہو آپ ایک منظم تعلیم کی بنیاد ڈال کر عملًا بغاوت کا اظہار کرین اوران علوم کو
...ن سیکھنا ہو، اوران علوم کو اختیار کرین، جن سے قومی تربیت کے بعد حصول زر

...کما ہے، جس کا مقصد علم کا حصول ہے، کہ اس کیلئے سب سے پہلی شرط پیٹ کے
...یا ہے کہ علم اور پیٹ دونون مقصدون کو ایک تعلیم کے اندر جمع کر دین، اور
...حاصل نہین ہوسکتی، یہی سبب ہے کہ ہم نے مسلمانون مین اس نئی تعلیم کے ذریعے سے کوئی بڑا
...مورخ، کوئی بڑا سائنسٹ، کوئی بڑا موجد، کوئی بڑا کیمسٹ، کوئی بڑا اسٹرانومر
...اتفاقًا پیدا ہو بھی گیا تو اس نے علمی زندگی نہین پائی، کیونکہ علم کی صبرآزما اور
...نے کے بجائے جھوٹی پالٹیکس اور سرکاری نوکری کے ذریعہ فخر و شہرت
...آسان نظر آتا ہے، اور علم کا تقاضا ہے، کہ علم کے سوا اوس کے طالب کا

...ان کا مسئلہ ہے، مین نے ابھی مسلم یونیورسٹی کے خطبے مین اس پر اپنے مفصل
...حاجت یہان نہین، اب وقت آگیا ہے، کہ ہم اس بدیسی زبان کی گرفت سے

جو ۱۳۲۵ھ مین ہم پر مسلط کی گئی آزادی حاصل کرین، یہ نکتہ بھلایا نہ جائے کہ ہم نے بدیسی زبان کے ذریعہ تعلیم ہونے کی مخالفت کی ہے، نئے علوم اور کسی قوم کی علمی و ادبی زبان سیکھنے کی نہین، علوم و فنون خواہ کتنے ہی نئے ہون، اور کسی قوم سے اون کو نسبت ہو، وہ کسی خاص زبان کے اندر محدود نہین، مسلمانون نے ہندوستان، ایران اور یونان کے سب علوم و فنون سیکھے مگر اس طرح نہین کہ اونھون نے اپنی تعلیم کی زبان ہندی یا ایرانی یا یونانی کر دی ہو، بلکہ یہ کیا کہ ان تمام زبانون کے علوم و فنون کو خود اپنی زبان مین منتقل کیا، یا دوسرون سے منتقل کرایا، اور اس اپنی زبان کے ذریعے لوگون کو ان علوم و فنون کی تعلیم دی، آج اگر یورپ ہی کی تقلید کمال کی دلیل ہے، تو کیا کسی بہت سے بہت یورپین قوم کی مثال دی جاسکتی ہے، جس نے اپنی زبان کو چھوڑ کر دوسری اعلیٰ قومون کی زبانون کو علوم و فنون کی عام تعلیم کا ذریعہ قرار دیا ہو، کل بیت الحکمت نے بغداد مین جو کچھ کیا وہ کیا ہے، جو دارالترجمہ عثمانیہ مین آج نہین ہوسکتا، جاپان نے انگریزی اور فرنچ کے ذریعے اپنے ہان تعلیم نہین پھیلائی، اور نہ آج ترکی تک باین ہمہ جدت پسندی جرمن اور فرنچ کو تعلیم کا ذریعہ بنا رہے ہین، کیونکہ وہ اس نکتے کو سمجھتے ہین، کہ زبان کو قومیت کی تخلیق مین کیا اہمیت حاصل ہے،

۱۹۲۰ء مین فرانس جب شام کو امیر فیصل سے چھین کر اس پر قبضہ کر رہا تھا، تو اوس وقت اتفاق سے مین فرانس کے شہر ویشی مین تھا، فرنچ اخبارات شام پر اپنے قبضے کے جو وجوہ بتا رہے تھے، ان مین سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ "یہ وہ ملک ہے، جہان فرنچ زبان کے تین سو اسکول ہین" یہی وہ اسکول ہے، جہان شامی بچون کے دلون مین فرانس کی محبت کا بیج بویا گیا، یہ بیج بڑھا، اور آج ایک تناور فرنچ حکومت کے سایہ دار درخت کی صورت مین شام مین موجود ہے،

جامعہ کی چاردیواری مین اس اہمیت مین استدلال قائم کرنے کی ضرورت نہین، جو قومون کی تکوین و تخلیق مین زبانون کو حاصل ہے، مذہب کے بعد وہ زبان ہی ہے، جو پوری قوم کو ایک متحد قوم بناتی ہے، وہ زبان جو کسی قوم مین ذریعۂ تعلیم نہ ہو کبھی سرسبز نہین ہوسکتی، یہی سبب ہے، کہ جہان تک نئے تعلیم یافتہ افراد کا تعلق ہے، ہماری زبانون کو بہت کم امداد ملی ہے، وہ تعلیمی زبان نہ ہونے کی وجہ سے علوم و فنون کے خزانون

اس جال کے ایک ایک تار پود کو الگ الگ کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہو کہ یہ علوم کسی خاص زبان کے پابند نہین، شراب کو جس پیالے مین بھی پیؤ وہ شراب ہے، اور تلوار کو جس غلاف مین بھی رکھو، وہ تلوار ہے، سوال ظرف کا نہین مظروف کا ہے،

مسلمانو! اٹھو اور ایک نئے تعلیمی نظام کی بنیاد رکھو، دنیا کا انتظار نہ کرو، وقت ہو کہ تم آگے بڑھو، دنیا خود تمھارے پیچھے آئے گی،

ہم کو اس کا احساس ہے، کہ آج کی گفتگو مین کچھ دل خراش باتین بھی ہین، مگر سنجیدگی سے غور اس پر کرنا ہو کہ یہ سچی باتین ہین یا نہین، اگر ہین تو زخمون پر کب تک اس ڈر سے نشتر نہ لگایا جائے کہ اس سے بیمارون کو تکلیف ہوگی،

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین،

---

۲۶۴ مسلمانون کی آیندہ تعلیم

یسے پنجرے مین بند ہین، جہان تک رسائی ہے اس کے ممکن نہین
حاصل کرلین، پھر بھی ہمارے بچے ان علوم کی تہ تک بآسانی اس
سے پہلے وہ اس زبان کی مشکل کو حل نہ کرلین، مثال یہ ہے،
انگریزی زبان مین سوال دیتے ہین، بچے کو پہلی مشکل یہ ہے،
کرے، پھر بھی وہ اس کو اس آسانی سے نہین سمجھ سکتا جس
اور سمجھ لینے کے بعد بھی اس کو مادری زبان مین دہرانے
مناسب الفاظ اور مصطلحات کے پیدا کرنے کی مشکل درپیش

ان مین علم کی تحصیل سے معذور ہین، بلکہ یہ کہنا چاہئے، کہ
زبانون کا دنگل ہے، صوبہ دار زبانون کو چھوڑ کر اردو
وطنی بھائیون نے اُس اہمیت کو پوری طرح محسوس
یا ہے کہ وہ ہندی کو پوری مادری نہ سہی تو علمی وادبی
عزم اور فیصلے سے غافل ہین، اور ابھی تک انگریزی
ین، اور دوسری قوم سے مستعار مانگی ہوئی دولت پر فخر
وم بنتا ہے، تو یہان کی زبان کو بھی ایک ہندوستانی
ان کی ملی جلی طاقت نے ایک ہزار برس کے میل جول سے

ے، کہ ان نئے علوم کی تعلیم بدیسی زبان کے سوا ہندوستان
رہا ہے، اور سرکار نظام کی بہادرانہ پیش قدمی نے

[نف]سیاتِ حکیم ناصرِ خسرو

از

[...]الرحمن، ایم، اے، اُستاذ نفسیات، جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد دکن،

(۱)

[...] حیات ذہنی میں دلچسپی لینا شروع کی ہو اس وقت سے اس مطالعہ نے دوراستے
[...] دوسرا علمی (سائنٹفک) ان میں سے پہلا طریق تفکر دراصل انسان کی مذہبی ضروریات
[...]ت جسمانی کے بعد حیاتِ روحانی پر اعتقاد کا نتیجہ تھا، ذہن کے اس مطالعہ کا نام عقلی
[...] فطرت کا نتیجہ تھا، اس مطالعۂ ذہنی نے بالآخر وہ صورت اختیار کی، جس کو
[...]ہے، ان دونوں طریقوں کی مزید توضیح یہ کہکر بھی کی جاسکتی ہو کہ عقلی نفسیات روح
[...]رتی ہے، اس طرح یہ فلسفے کی ایک شاخ ہو فلسفے میں منجملہ اور مسائل کے مسئلہ
[...]شاخ میں یہ بحث ہوتی ہے، اس کو مابعد الطبیعیات کہتے ہیں، اب چونکہ روح
[...]ین کو اہم ترین ہے، لہذا عقلی نفسیات (روح جس کا موضوع بحث ہے) مابعد
[...] کے مقابلے میں تجربی نفسیات واقعاتِ حیاتِ ذہنی (جس صورت میں یہ ہمارے
[...]روح کی حقیقی و باطنی ماہیت یا اس کے وجود کے مسئلے سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ ان
[...]ین، روح اس کا اصول موضوعہ ہے مختصراً یون کہنا چاہئے، کہ ان دونوں میں فرق

Empirical Psychology سے Ration[...]
Ps[...]

یہ ہے، کہ عقلی نفسیات تو اس سوال کا جواب ہے، کہ "روح کیا ہے،" اور تجربی نفسیات اس سوال کا کہ "ذہن کیا اور کس طرح کام کرتا ہے؟" اپنے اس امتیاز کو باقی رکھنے کے لئے تجربی نفسیات "روح" کے لفظ کو ترک کرکے "ذہن" "ذات" یا "شعور" کے الفاظ اختیار کرتی ہے، چنانچہ اس کے موافقین فخراً اور مخالفین طنزاً اس کو "نفسیات بلا روح" کہتے ہیں،

مندرجۂ بالا گفتگو سے معلوم ہوا کہ تجربی نفسیات سے مراد وہ مطالعۂ ذہن ہے، جو حیات ذہنی کے واقعات کے مشاہدے پر مبنی ہوتا ہے، نہ وہ جو عام مابعد الطبیعیاتی تخیلات سے مستنبط کیا جاتا ہے، اب چونکہ واقعاتِ مشاہدہ اس کا نقطۂ آغاز ہیں، لہذا یہ مطالعہ علمی (سائنٹفک) ہوتا ہے نہ کہ فلسفیانہ،

حیات ذہنی کے مطالعہ کے تجربی طریقے افلاطون وارسطو کے وقت سے مستعمل ہیں، ان دونوں کی تصانیف میں ذہنی مظاہر کے متعلق قیمتی بیانات ملتے ہیں، ان دونوں نے ذہن کی تحلیل کی ہے، اور نفسی اعمال کے مراتب ومدارج متعین کئے ہیں لیکن تجربی نفسیات پر سب سے پہلا باقاعدہ رسالہ ارسطو نے لکھا، ازمنۂ وسطیٰ میں بھی یہ دلچسپی باقی رہی، اگرچہ یہ مابعد الطبیعیاتی نفسیات کے زیر اثر رہی، واقعہ یہ ہے، کہ یہ خصوصیت یونانی، ازمنۂ وسطیٰ اور زمانۂ حال کی نفسیات کے بڑے حصے میں پائی جاتی ہے، زمانۂ حال کی تجربی نفسیات کا آغاز کہنا چاہئے، کہ جان لاک[1] سے ہوا، اس کے ہاتھوں میں اگرچہ فلسفہ پر غالب آئی لیکن پھر بھی اس کی نفسیات اس کے فلسفیانہ عقاید ہی کی ترقی یافتہ صورت ہے، تجربی نفسیات کو اصلی اور آخری آزادی انیسوین صدی کے ربع آخر میں جاکر حاصل ہوئی،[2]

(۲)

مسلمانوں میں بڑے بڑے جید فلاسفہ گزرے ہیں، کہ جنھوں نے ارسطو کے فلسفے کی تشریح میں اپنے اجتہاد

[1] جان لاک John Locke ۲۹ راگست ۱۶۳۲ء میں پیدا ہوا، اور ۲۸ راکتوبر ۱۷۰۴ء میں انتقال کیا، ایک معنی میں یہ پہلا فلسفی تھا، جس نے ماہیت علم کی تحقیق کی طرف توجہ کی جو تحقیق اس نے شروع کی اس کا خاتمہ جاکر کانٹ پر ہوا،

[2] مزید تفصیل کے لیے دیکھو، (Foundation of Psychology از J. S. Moore) باب اول، اور (Contemporary Psychology از Villa) باب اول،

کے شارح تھے، لیکن اس شرح میں انھون نے وہ وہ نکات پیدا کئے
ین ان سے بھی آگے بڑھ گئے؛[۵۰] تاہم اس مین شبہ نہین کیا جا سکتا کہ انھون
اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انھون نے بعض ایسے مصنفات کو، جو
جو کہ ان کو اپنی شرح کی بنیاد کے طور پر اختیار کیا، لیکن ہمارا خیال
نے دیدہ و دانستہ یہ کیا کہ بعض بعض مسائل خود گھڑ کر ان کو ارسطو کی
جود ہین، کہ جن کی تفصیل کا یہ موقع نہین، مولوی محمد یونس فرنگی محلی
ان فلاسفہ و متکلمین کو دھوکے مین ڈالا، اور انھین کی تصنیفات کی بدولت
کر دئے گئے، جن کا نام و نشان بھی ارسطو کی کتابون مین نہین ملتا؛[۵۱]
فلسفے مین اُن کے خدا تھے، لہذا انھون نے یہ گوارا نہ کیا، کہ ان کے
دفع کرنے کیلئے انھون نے تمام زورِ تخیل خرچ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اس
تا کہ اس سے فلسفہ یا فلاسفۂ اسلام کی تنقیص مقصود نہین، اپنا
سمجھ لیا جائے، تب بھی ان کی عظمت مین کوئی شبہ نہین، مثل
کچھ جوہر تو ان مین تھا، کہ یہ شارح بنے اور ایسے شارح بنے، کہ

مصنفہ Renan) ترجمہ انگریزی ص۵۲، ۵۲ ابن رشد ص۱۹۵ سلسلۂ
چنانچہ فارابی نے اپنا رسالہ الجمع بین رأی الحکیمین افلاطون الالٰہی
فان الحکیمان هما مبدعان للفلسفة ومنشئان لاوائلها
فی قلیلها وکثیرها والیهما المرجع فی یسیرها وخطیرها وما یصدر
... پھر تھوڑی ہی دور آگے چلکر کہتا ہے: ... هذین الحکیمین
کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ فارابی نے افلاطون اور ارسطو کو متحد الخیال ثابت
[illegible]

یونانی فلسفے کو ابدالآباد تک زندہ رکھے گئے،[۵۲]

لیکن باینہمہ عظمت و اجتہاد تقریباً تمام فلاسفۂ اسلام اپنی نفسیاتی تعلیمات مین ارسطو سے آگے نہ بڑھ سکے، ان تمام فلاسفہ مین سے ابن سینا غالباً اکیلا فلسفی ہے، جس نے اپنے نفسیاتی عقاید کو باقاعدہ طور پر مرتب رسالون کی شکل مین بیان کیا ہے؛[۵۳] لکھنے کو دیگر فلاسفہ نے بھی نفس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے لیکن یہ سب "عقلی نفسیات" ہے، "تجربی نفسیات" نہین، ابن سینا کی خصوصیت یہ ہے، کہ اوس نے ماہیتِ نفس پر نہین، بلکہ اعمال و احوالِ نفس پر بحث کی ہے، لیکن اوس نے جو کچھ اور جتنا کچھ لکھا ہے، اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہم ارسطو کی کتاب کا اردو ترجمہ پڑھ رہے ہین، مطلب یہ ہے کہ اُس نے تجربی نفسیات کی حد تک کوئی نئی بات بیان نہیں کی، اس خصوص مین ہمارے نزدیک حجتِ خراسانی حکیم ناصر خسرو ان سب پر فائق ہے، یہ خیال رہے کہ اس وقت مابعد الطبیعیات کا ذکر نہین، ذکر نفسیات، اور بالخصوص تجربی نفسیات کا ہے، اوراق آیندہ مین ہم حکیم ناصر خسرو کے نفسیاتی عقائد کی توضیح کرین گے، اس کے مطالعہ سے قارئین بطورِ خود ہمارے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکین گے،

(۳)

نفسِ مضمون کی طرف رجوع کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ بطورِ تعارف حکیم ناصر خسرو کے سوانحِ حیات[۵۴]

[۵۰] اس ضمن مین پروفیسر ویبر کا یہ فقرہ بہت پر معنی ہے، کہ (He is more learned than original.) دیکھو تاریخ فلسفہ، انگریزی ترجمہ ص ۲۱۰ حاشیہ نمبر ۲، [۵۳] ابن سینا کے نفسیاتی عقائد کے لئے دیکھو:- (Z.D.M.G.) بابت ۱۸۷۵ء اس مین ڈاکٹر لانڈوئر (Landauer) نے اس کا ایک رسالہ مع جرمن ترجمہ کے شائع کیا ہے، اس کے علاوہ کتاب النجاۃ، کتاب الشفاء، اور شہرستانی کی ملل و نحل (مطبوعہ یورپ ص ۴۱۳، ۴۲۹) سے تمام منفصل عقائد معلوم ہو سکتے ہین، ہم آج کل "نفسیات ابن سینا" پر ایک مبسوط رسالہ بزبان انگریزی تالیف کر رہے ہین، جو عنقریب شائع ہوگا، [۵۴] حیات ناصر خسرو کے لئے دیکھو:- تاریخ ادبیاتِ ایران مصنفہ براؤن جلد دوم ص ۲۱۸ و مابعد، ریو (Rieu) کی (Catalogue of the Pe. Mss. in Br. Museum)

...بعض ابو معین ناصر بن خسرو[1] القبادیانی المروزی جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے،

...راتہ کا قول ہے کہ اس کا وطن بلخ تھا،[2] دلیل اس دعویٰ کی اس نے پیش کی

...ل ڈاکٹر براؤن مشہور غلط نویس دولت شاہ کے نزدیک اس کا وطن اصفہان

...و خود اپنے آپ کو قبادیانی کہتا ہے[3]، اس کے علاوہ ایک رباعی میں وہ اپنے

...ن کرتا ہے،:-

...ن است   از پس پیری دلی دسری،
...رسول   کرد مرا ایمگی و ماندری،

Grundriss der Iranischen ...کی (Ethe...

...سفرنامہ مطبوعہ کاویانی، مندرجہ بالا الفاظ اسی مقدمہ سے ماخوذ ہے، اور

...ے میں، [1] غنی زادہ ص   ج   [2] بقول غنی زادہ قبادیان "قصبہ ایست

...یہ خلافت مشرقی" مصنفہ لی اسٹرینج، مترجمہ محمد جمیل الرحمٰن صاحب شائع کردہ

...) لیکن پروفیسر براؤن کے نزدیک "یہ ترمذ اور جیحون کے قریب ایک شہر اور

...۲۲، حاشیہ) لی اسٹرینج لکھتا ہے "شہر قبادیان اس دریا کے کنارے آباد ہے،

...پہلے دریائے جیحون میں گرا ہے" (ایضاً ص ۴۰۲) اس طرح یہ ترمذ کے قریب مشرق

...کے بیان کے مطابق ہے، لیکن غنی زادہ کا بیان بھی غلط نہیں، دقت صرف یہ ہے

...واقع ہے، لہٰذا قبادیان کو ترمذ کے قریب کہنا مرو شاہجہان کے قریب کہنے

[3] (Grundriss der Iranischen) Bd. "...
Philologie

...یانی ص

لہٰذا پروفیسر اتہ اور دولت شاہ دونوں کے بیانات بداہتہ غلط ہیں، یہ ۳۹۴ھ مطابق ۱۰۰۳ء میں پیدا ہوا،

اس کے تحصیلِ علم کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں[1]، زاد المسافرین کے مطالعہ سے اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے، کہ اوس کو فلسفے کا بہت

شوق تھا، اور فلاسفۂ یونان خصوصاً سقراط، افلاطون، اور ارسطو کی اکثر کتابیں اس کے مطالعے میں رہتی تھیں، اسی ضمن میں

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بوعلی سینا[2] کی صحبت سے بھی مستفید ہوا تھا، لیکن یہ محقق نہیں، سفرنامہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے،

کہ مکہ کی طرف سفر کرنے سے قبل وہ سلیمان جغر بیگ داؤد بن میکائیل (جو ایران میں سلطنت سلاجقہ کے مؤسس طغرل

بیگ کا بھائی تھا) کے زمانہ میں خراسان میں دیوانی کی کسی خدمت پر مامور تھا، اور شہر کے عمائد میں اس کا شمار ہوتا تھا،[3]

اس کے اکثر اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بہت عیش و عشرت اور عزت و احترام کی زندگی بسر کرتا تھا،

اس کا اپنا قول[4] ہے، کہ ۴۳۷ھ میں جوزجان میں اوس نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص اسکو شراب پینے سے (جس

کا وہ بہت عادی تھا) منع کر رہا ہے، ایسی چیز کا شوق دلا رہا ہے جس سے ہوش و خرد میں ترقی ہو، اور مکہ کی طرف

سفر کرنے کی ترغیب دلا رہا ہے، خواب سے بیدار ہونے کے بعد[5] اس نے ہاتھ منہ دھویا، اور جامع مسجد جا کر نماز پڑھی،

---

[1] واقعہ یہ ہے کہ ناصر خسرو کی شخصیت مختلف افسانوں سے اس طرح ڈھکی ہوئی ہے، کہ اوس کے اصلی سوانح کو معلوم کرنا بہت دشوار ہے، ان تمام افسانوں کا ماخذ، بقول ڈاکٹر براؤن، ناصر خسرو کی وہ جعلی خودنگاشتہ سوانح عمری ہے جو اسکے دیوان مطبوعہ تبریز کا مقدمہ ہے، (ادبیات ایران، جلد دوم ص ۲۱۹) ان ہی افسانوں میں سے ایک عجیب افسانہ القزوینی نے اپنی کتاب آثار البلاد میں یمگان کے ذکر میں بیان کیا ہے، اس میں ناصر خسرو کو بلخ کا بادشاہ بتایا گیا ہے جسکو اس کی رعایا نے باہر نکال دیا تھا، لہٰذا اوس نے یمگان میں جا کر پناہ لی یمگان پہنچ کر اوس نے نہایت حیرت انگیز حمام، باغات اور طلسمی بت بنوائے، یہ بت اس قسم کے تھے، کہ جو انکی طرف دیکھتا تھا اسکی عقل جاتی رہتی تھی قزوینی کا بیان ہے کہ یہ حمام اسکے وقت تک موجود تھا چنانچہ اوس نے اسکو بالتفصیل بیان کیا ہے،
[2] ابوعلی حسین بن عبد اللہ ایران اور مسلمانوں کا مشہور فلسفی ۳۷۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۴۲۸ھ میں انتقال کیا، [3] سفرنامہ مطبوعہ کاویانی ص ۲، [4] ایضاً ص ۳ [5] اسی خواب کے بعد اوس نے اپنے آپ کو حکیم کہنا اور کہلوانا شروع کیا، کیونکہ خواب میں اسکو متنبہ کیا گیا تھا کہ جو شخص بے ہوشی و بے خودی پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال نہیں کرتا، بلکہ ہوش و خرد کو بڑھانے کی تدابیر کرتا ہے، اوسکو اصلی معنوں میں "حکیم" کہنا چاہیے، وہ بھی خواب کے بعد چونکہ شراب سے تائب ہو چکا تھا، لہٰذا اس تنبیہ کے مطابق وہ بھی اصلی معنوں میں حکیم بن گیا تھا،

...ر چاہی[۱] اس کے بعد جمعرات کے دن ۶ جمادی الاخری ۴۳۷ھ کو راہِ سفر

...ں ہوا، اور ۲۳ شعبان ۴۳۷ھ کو مرو سے روانہ ہو کر ۱۱ شوال کو نیشاپور

...رہ کر پھر روانہ ہوا، اور سمنان، رے، اور قزوین سے ہوتا ہوا، آذربائیجان

...براہ مرند و خوی، شہروان پہنچا، اور وہان سے براہ اخلاط، بطلیس میافارقین

...علا معری زندہ تھا، کہ معرۃ النعمان مین داخل ہوا، لیکن ابو العلاء سے ملاقات

...طف پیرایے مین کیا ہے:- لکھتا ہے:

...معری می گفتند، نابینا بود و رئیس شہر او بود، نعمتی بسیار داشت

...ن بندگان بودند، وخود طریق زہد پیش گرفتہ بود، گلیمے پوشیدہ

...زان ہیچ نخورد، ومن این معنی شنیدم، کہ در سرائے باز نہادہ است

...رجوع با و کنند، ووے نعمت خویش از ہیچ کس دریغ ندارد

...مشغول نشود، واین مرد در شعر و ادب بدرجہ است کہ افاضل

...او نبودہ است، وغیت، و کتابے ساختہ آن را الفصول و

...رشلہا بالفاظ فصیح وعجیب کہ مردم بران واقف نمی شوند

...چنانکہ او را تہمت کردند کہ تو این کتاب را بمعارضۂ قرآن کردی

...ہ باشند و پیش او ادب و شعر خوانند وشنیدم کہ او را زیادت

...یزد تبارک و تعالی این ہمہ مال و نعمت ترا دادہ است، چہ سبب

...د کہ مرا بیش ازین نیست کہ می خورم او چون من آنجا رسیدم

...ین پیدا ہوا، اور ۴۴۹ھ مین انتقال کیا، [۲] سفرنامہ مطبوعہ کاویانی ص ۱۵-۱۶

معرۃ النعمان سے نکل کر طرابلس، صیدا ہوتا ہوا فلسطین پہونچا، اور ۵ رمضان ۴۳۸ھ کو واردِ بیت المقدس ہوا، دو ماہ بعد مکہ گیا، اور حج سے فارغ ہو کر پھر بیت المقدس لوٹ آیا، یہان سے چاہتا تھا، کہ دریا کے راستے سے مصر جائے، لیکن ہوا مخالف تھی، لہذا مجبوراً خشکی کے راستے تونس سے ہوتا ہوا مصر پہنچا، یہان خلیفہ فاطمی المستنصر باللہ برسرِ حکومت تھا، مصر کے شکوہ و عظمت اور خلیفہ کے دبدبہ و احتشام سے بہت مرعوب ہوا، اسی وقت اور یہین یہ فرقۂ اسماعیلیہ مین داخل ہوا، اور عہد کیا کہ ایران جا کر اس کی تبلیغ کریگا،

غرہ ذی القعدہ ۴۳۹ھ کو دوسری مرتبہ بعزم زیارتِ مکہ مصر سے روانہ ہوا، اور مدینہ کی زیارت سے مشرف ہوا، ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ پہنچا، لیکن چونکہ وہان قحط پھیلا ہوا تھا، لہذا وہان توقف نہ کیا، بلکہ فوراً ہی مصر واپس چلا آیا، اگلے سال یعنی ۴۴۰ھ مین پھر چونکہ قحط تھا، اور خلیفہ نے حاجیون کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا، لہذا قاضی عبد اللہ (جو خلیفہ فاطمی کی طرف سے غلافِ کعبہ کا حامل تھا) کے ساتھ اس کو تیسری مرتبہ مکہ جانا پڑا، اس سال بھی یہ فوراً ہی مصر واپس آگیا، اگلے سال ۴۴۱ھ مین اوس نے حج نہ کیا، بلکہ ۱۴ ذی الحجہ کو مصر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ماہ جمادی الاخری چوتھی مرتبہ مکہ پہنچا، اس مرتبہ قریب چھ ماہ یہان مقیم رہا، اور ۴۴۲ھ مین آخری حج کر کے مختلف مقامات سے ہوتا ہوا، ۲۰ شعبان ۴۴۳ھ کو بصرہ مین آیا، دو ماہ یہان قیام کر کے پھر اسی طرح سیاحت کرتا ہوا، ۸ صفر ۴۴۴ھ کو اصفہان مین وارد ہوا، بیس دن یہان ٹھہرا، اور پھر اور شہرون کی سیر کرتا ہوا، ۲۶ جمادی الاخری ۴۴۴ھ کو اپنے بھائی ابو سعید کے ہمراہ بلخ پہنچا، اور اپنے دوسرے بھائی ابو الفتح عبد الجلیل سے آملا، اس طرح اوس نے پورے سات سال سیر و سیاحت مین بسر کئے[۱]

[۱] یہان اس نظریے کی طرف اشارہ کرنا نامناسب نہ ہوگا، جس کو ڈاکٹر ریو (Rieu) جیسے فاضل نے پیش کیا ہے، اور جس کو پرتش (Pertsch) اور فاگنان (Fagnan) کی تائید حاصل ہے، اس کے مطابق ناصر خسرو دو تھے، اور ان دونون کی کنیت ابو معین تھی، ان مین سے ایک شاعر فلسفی اور ساحر تھا اور دوسرا سیاح لیکن شفر (Schefer) اور ان کی تحقیق کی روشنی مین یہ نظریہ (بقیہ حاشیہ ص ۲۷۴ پر)

...ین، بقول غنی زادہ، ناصر خسرو نے فوق العادۃ تکالیف اوٹھائین، چنانچہ اکثر
...ین اعراب بادیہ نشین کے درمیان نہایت خطرے مین زندگی بسر کی ہے،
...مقام پر چار ماہ قیام کرنا پڑا، یہ مقام ایک بیابان کے وسط مین اس طرح
...تک آبادی کا نام نہ تھا، اس تمام مدت مین اوس نے کھجورین کھا کھا کر اپنی زندگی
...طے کرنے پڑے ہیں، کہ جہان کے باشندے سالون پانی کی شکل تک نہین دیکھتے،
...بصرہ پہنچنے کے وقت جو حالت اس کی تھی، اوس کو اوس نے اپنے سفرنامہ مین بڑے

...نگی و ترشی کا اثر ناصر خسرو پر یہ ہوا کہ اس کے مزاج مین انتہا درجے کی غریبی پیدا
...بقیہ عمر مذہبی مجادلات کے لئے وقف کر دی، اسی زمانہ مین وہ مصر کے خلفائے
...بات یہ ہے، کہ اوس نے اپنی کسی تصنیف مین بھی اپنے آپ کو "اسماعیلی"
...حجت خراسانی یا محض حجت کہتا ہے، اوس کے دیوان مین اکثر اشعار اس

...خیالات کی تبلیغ ناصر خسرو نے کی وہ عقائد طائفہ اہل سنت کے منافی تھے
...از کم ظاہرا خلفائے بغداد کی متابعت کرتے تھے، اور اپنے آپ کو تولی
...سرو کی یہ تبلیغ کسی کو بھی خوش نہ آئی، پھر ان کو یہ بھی اندیشہ ہوا،
...کے خلفائے فاطمیہ کا اثر و نفوذ یہان زیادہ ہو جائے، نتیجہ

...تاریخ ادبیات ایران جلد دوم ص ۲۲۴ و ۲۲۵) لہ سفرنامہ ص ۱۲۹،
...کے مقدمہ مین یہ فقرہ لکھ گئے کہ "درے ایکیاں از طائفہ شیعہ اسماعیلیہ و مبلغین آنہا بود...
...فیست ص ق،

اس سب کا یہی ہونا چاہئے تھا، کہ ناصر خسرو اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوا، یعنی اوس کو جلا وطن کیا گیا،
چنانچہ خود لکھتا ہے:۔

"........جہال است کہ مارا بدین خوانند و برما غلبہ کردند و از مسکن و شہر خویش مارا براندند[1]....."

ایک خیال یہ ہے کہ یہ سب کچھ خلیفۂ بغداد کے حکم سے ہوا، چنانچہ اس کے بعض اشعار مین بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے، علامہ غنی زادہ کی تحقیق یہ ہے، اور اس طرف فضلائے فرنگ مین سے کسی کا ذہن بھی منتقل نہ ہوا کہ خراسان سے جلا وطن ہو جانے کے بعد وہ مدت تک مازندران مین رہا،[2]

ناصر خسرو کی تاریخ وفات کے متعلق اختلاف آرا ہے، اس کے متعلق جو افسانے زبان زد عوام ہین ان کے مطابق اس کی عمر ۱۴۰ سال کی ہوئی، اور مرنے کے بعد جنون نے اسکو دفن کیا، لیکن تقویم التواریخ کے مطابق اس نے ۴۸۱ھ مین انتقال کیا، علامہ غنی زادہ اس سے بھی متفق نہین،

اس کے مصنفات مین سے جن کتابون کے نام ہم تک پہنچے ہین، وہ حسب ذیل ہین:۔ سفرنامہ، روشنائی نامہ، سعادت نامہ، زاد المسافرین، دیوان اشعار، وجہ دین، بستان العقول، خوان اخوان، دلیل المتحیرین، ان کے علاوہ بعض تذکرہ نویسون نے منطق اور بقول صاحب آتشکدہ فلسفہ کی کتاب اکسیر اعظم، سحر اور علم فوق العادۃ کی کتاب قانون اعظم، فقہ کی کتاب المستوفی، علم یونان کی ایک کتاب دستور اعظم، ایک رسالہ کنز الحقائق، اور ملاحدۂ باطنیہ کے نقطۂ نظر سے ایک تفسیر القرآن کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن آج تک ان مین سے کوئی بھی ہمارے ہاتھ نہین لگی، معلوم مصنفات مین سفرنامہ، روشنائی نامہ، سعادت نامہ اور زاد المسافرین کو مطبع کاویانی جرمنی نے شائع کیا ہے،

اس تعارف کے بعد اب ہم اپنے نفس مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین: ناصر خسرو نے اپنے فلسفیانہ عقائد کو زاد المسافرین مین بہت شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے، ہم نے بھی اس کے نفسیاتی عقائد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، وہ اسی سے ماخوذ ہے، یہ کتاب باعتبار حجم اس کی تمام مصنفات مین سے سب سے بڑی ہے، اور معلوم ایسا ہوتا ہے، کہ بلحاظ مضمون بھی وہ اسکو

[1] زاد المسافرین مطبوعہ کاویانی ص ۳۹۷، [2] ص ۳۶ تاریخ ادبیات ایران مصنفہ براؤن جلد دوم ص ۲۲۱،

...ں لکھتا ہے:-[1]

...لسا فر | کہ معقولات را اصل ست و قانون
...انند | تنا خواند مرا خاک فلاطون

...یفہ فاطمی المستنصر باللہ کے نام سے تصنیف کیا ہی[3] مقصود اس تصنیف کا خود

...صود ما از تالیف این کتاب آنست وآن مقصود بیان است از آنکہ نفس

...واز کجا می آید و کجا می شود، واندرین سفر زاد او چیست"[4]

...ایم اے پی ایچ ڈی (کینٹب)، حال پرنسپل اسمٰعیل کالج اندھیری (بمبئی)

...۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء مین شائع کیا، اوراقِ آیندہ کی تدوین کے وقت

(۴)

...اپنے نفسیاتی عقاید کو یکجا اور مسلسل طور پر بیان نہین کیا، اس کے مضامین

...لہذا جو خاکہ اس نے اپنے ذہن مین اپنے فلسفہ کا قائم کیا ہی، اس کے مطابق

...ی گئی ہی، نتیجہ اس کا یہ ہے کہ کتاب مین تسلسل اور مضامین ومباحث مین

...ت کے متعلق اس کے خیالات کو دریافت کرنے کیلئے تمام کتاب کی ورق

...عقیدہ پختہ اور خیالات مین منطقی ربط ہے، لہذا کتاب کے مختلف صفحات مین سے

...ے باہمین نہ تو تضاد پایا جاتا ہی، نہ خیالات کے تسلسل مین انقطاع، اس کی نفسیاتی

...فرین ص ۲۰۰، [3] ایضاً مقدمہ ص ز ج، [4] ایضاً ص ۱۲۱ اسی مناسبت نے

تعلیمات کے لئے بھی ہم کو یہی کرنا پڑا ہے، کہ مختلف مقامات سے اس کے خیالات کو منتزع کرکے ان کو ترتیب دیا ہی، اور ایک خاص سلسلے مین ان کو بیان کیا ہے، لہذا یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اوراقِ آیندہ مین مضامین ومباحث کا جو سلسلہ ہم نے قائم کیا ہی، وہ اصل کتاب سے بالکل مختلف ہے، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے، کہ ہمارے نزدیک ہمارے اختیار کردہ سلسلے سے اس کے نفسیاتی عقائد سہولت کے ساتھ اور واضح طور پر ذہن نشین ہوتے ہین، اور مصنف کے اجتہادِ فکر کا سب سے زیادہ بین ثبوت مہیا کرتے ہین، ہم سب سے پہلے ماہیتِ نفس کو لیتے ہین،

حکیم ناصر خسرو نے نفس کی تعریف اس طرح کی ہے، کہ یہ ایک جوہر ہے کہ جسمین حرکت مطلق ہوتی ہے، جو بذاتِ خود زندہ ہے، جو رتون کا مکان ہے، دانش پذیر ہے، جسم کی فنا کے بعد بھی بذاتِ خود قائم رہتا ہے، خداوند علیم ہے اور جسم نہین[1] اسکا کوئی مکان نہین[2] اور اسکا علم ہمکو بلا واسطہ نہین ہوتا بلکہ اسکے افعال کے ظہور کی وساطت سے ہوتا ہی[3]

اپنی اس تعریف کو اوس نے ماہیتِ نفس کے متعلق مروجہ نظریہ کا ابطال کرکے ثابت کیا ہی، ماہیتِ نفس کے متعلق مروجہ نظریہ یہ تھا کہ نفس کوئی ایسی چیز نہین، جو بذاتِ خود قائم ہو، یہ دراصل اعتدالِ مزاج کا دوسرا نام ہے، اسی اعتدال کی وجہ سے جسم حیوانی زندہ ہے، اور اسی کی بدولت اس سے افعال صادر ہوتے ہین، ثبوت اس نظریہ کا یہ دیا جاتا ہی کہ جب دیوانگی، بیماری، یا مستی، کی وجہ سے اعتدال باقی نہین رہتا، تو تمام افعال ناقص ہو جاتے ہین، اور جانی اور پہچانی ہوئی چیزون کو نہ وہ جان سکتا ہی، نہ پہچان سکتا ہے، اس کا مطلب صریحاً یہی ہے، کہ چونکہ اعتدال کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے علم وعمل دونون بگڑ جاتے ہین، لہذا ان دونون مین ربطِ علیت ہی، اس کے علاوہ جب ہم کو یہ معلوم ہے کہ اعتدال مین ذرا سے فتور ہی سے علم وعمل دونون مین کچھ نہ کچھ فتور واقع ہو جاتا ہی، تو نتیجہ نکالا جا سکتا ہی، کہ جب جسم مین انحلال واقع ہوگا، اور

---

[1] زاد المسافرین ص ۱۲۱، ص ۲۲۱، ۲۰-۲۲، ص ۲۲۲، ص ۵۵، [2] ایضاً ص ۲۴۷، [3] ایضاً ص ۱۱۲، [4] ناصر خسرو نے بیان نہین کیا کہ یہ کس خاص فلسفی کا نظریہ ہے، صرف اتنا لکھا ہے، کہ گروہے از ضعفائے خلق کہ رنج آموختن علم نتوانستند کشیدن، ولطائف مرالصورت خویش نتوانستند کردن، گفتند......" ص ۸۵

معارف:- یہ اطبائے طبِ یونانی کا نظریہ ہے،

جائین گے اس طرح ثابت ہوا، کہ حیوانات کا علم وعمل اعتدالِ مزاج کا نتیجہ

کا خاتمہ ہوجاتا ہے، اسی کو اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے، کہ جسم کے فنا

با لفاظ دگر نفس قائم بذاتِ خود نہیں، بلکہ اپنے قیام کے لئے جسم کا

ل غور ہین، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اعتدالِ مزاج کسے کہتے ہین، ؟

کچھ نہین ہوسکتی، کہ ایک جسم کے اجزا مرکبہ علی السویہ ہون، جسم چونکہ آب

ب کے مطابق اعتدال اس وقت قائم ہوگا، جب یہ چارون ایک دوسرے

چونکہ تمام حیوانات بشمول انسان مین علم وعمل ہوتا ہے، لہذا ان سب کے

ہے، کہ ان سب مین یہ چارون عناصر ایک دوسرے کے برابر ہون، اگر

کا مزاج بالکل ایک ہی سا ہو، اور اس لئے ان سب کا علم وعمل بھی ایک

ب کا مزاج ایک ہی سا ہوتا ہے، اور نہ ان کا علم وعمل ہی ایک نہج پر ہوتا

غلبہ ہوتا ہے، اور کسی کے مزاج مین سردی وتری کا ہم کو یہ بھی

کی وبیشی کا نتیجہ ہوتا ہے، لہذا ظاہر ہے کہ انسانون کے مزاج مین

ے کے حیوانات کا ہے، چنانچہ بعض حیوانات برف مین پیدا ہوتے ہین

پانی مین مرجاتے ہین اور بالعکس بعض پانی مین زندہ رہتے ہین، اور جن

ن بھی اعتدالِ عناصر نہین ہوتا، نظریہ زیرِ تنقید کے مطابق اعتدال

یوان کا علم وعمل موقوف ہوتا ہے، اور یہ اعتدال، جیسا کہ ہم نے ابھی

رہنے چاہئین، اور نہ ان مین علم وعمل ہونا چاہئے لیکن باوجود اس

عدم اعتدال کے زندہ بھی رہتے ہین، اور ان مین علم وعمل بھی ہوتا ہے، نتیجہ بداہتہً یہ ہے کہ ان کو زندہ رکھنے، اور ان مین علم وعمل پیدا کرنے کیلئے اعتدالِ مزاج کافی نہین ہوتا، بلکہ اس کیلئے کسی اور چیز کی ضرورت ہوتی ہے، یہ اجسام چونکہ نفس کی وجہ سے ذی حیات بنتے ہین، اور اسی سے ان مین علم وعمل پیدا ہوتا ہے، لہذا نفس اعتدالِ مزاج کا ہم معنی نہین ہوسکتا، اس کے علاوہ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اعتدالِ مزاج حیوانات کو زندہ رکھنے والا ہے، اور یہ ہر حیوان مین پایا جاتا ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ اعتدالِ مزاج عرض ہوگا، نہ کہ جوہر، اگر یہ نظریہ صحیح ہے، تو صورتِ حال یہ ہوئی کہ عرض جوہر کو زندہ رکھنے والا ہے، اور حرکت دینے والا ہے، اگر ایسا ہے، تو عرض جوہر ہے، اور جوہر عرض لیکن یہ غلط اور محال ہے، لہذا ثابت ہوا کہ نفس اعتدال طبائع نہین،[1]

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے، کہ اس نظریے کے ثبوت مین یہ واقعہ پیش کیا گیا ہے، کہ جب دیوانگی، بیماری یا مستی کی وجہ سے اعتدال مین فساد واقع ہوتا ہے، تو علم ناقص ہوجاتا ہے، لیکن اس ثبوت کو پیش کرتے وقت یہ واقعہ نظر انداز کردیا گیا ہے، کہ صحت وہوش کے عود کر آنے سے جب اعتدال دوبارہ قائم ہوجاتا ہے، تو غائب شدہ علم بھی عود کر آتا ہے، اور ناقص علم کا نقص رفع ہوجاتا ہے، اب اگر ہم اعتدال کو نفس کا ہم معنی، اور اس لئے "خداوند علم" فرض کرلین، تو پھر صحت وہوش کے عود کر آنے کے وقت صورتِ حال کچھ ایسی ہوگی :- اعتدال خراب ہوجانے کا مطلب یہ ہے، کہ طبائع حیوانی کے عناصر مین سے بعض فاسد ہوگئے ہین، لہذا جو عناصر کہ صحیح وسالم رہے، وہ اس اعتدال کے بگڑ جانے کی وجہ سے بے علم ہوگئے، صحت وہوش کے عود کر آنے سے اعتدال دوبارہ قائم ہوجانے کا مطلب صرف اسی قدر ہوسکتا ہے، کہ فاسد عناصر کی جگہ نئے عناصر پیدا ہوگئے، یہ نئے عناصر ان عناصر کے علم سے بداہتہً بے خبر ہین، جو فاسد ہوگئے تھے، اس سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے، کہ پہلے اعتدال کے وقت جو علم موجود تھا، وہ نئے اعتدال کے وقت نہ ہونا چاہئے، لیکن ہمارا تجربہ ومشاہدہ اس کے خلاف ہے، یعنی بیمار شخص اپنی بیماری سے صحت پانے کے بعد اپنے گذشتہ علم کو بجنسہٖ پالیتا ہے، یہی حالت دیوانہ ومست کی ہوتی ہے، ان تمام باتون کو پیش نظر رکھنے سے ظاہر ہے، کہ ہم اعتدال کو نفس نہین کہ سکتے،

[1] زاد المسافرین ص ۵۹، ۶۰

خادم ہے اور یہ تمام علم اعتدال میں نہیں، بلکہ نفس میں تھا، اور یہی نفس

ری، اس لحاظ سے اعتدال کے بگڑ جانے سے علم کا ناقص یا غائب ہو جانا،

کر (۱) ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہمارا کوئی خادم بیمار ہو جاتا ہے، تو جو کام کہ اس کے

م کے تندرست ہو جانے کے بعد وہ خاص کام پھر ٹھیک ٹھیک ہونے

رات کو کسی وجہ سے گم کر دینے کے بعد دوبارہ حاصل کر لیتا ہے یہی امر

ذاتِ نفس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، کیونکہ اگر یہ خلل واقع ہوتا تو

رجے کی موت ہے، لہذا کہا جا سکتا ہے کہ موت سے بھی نفس کا علم تباہ

س کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ فسادِ جسم سے ذاتِ نفس میں کوئی

و اعتدال کا ہم معنی نہیں[۱]

ر تحلیل جاری رہتی ہے، اسی وجہ سے سیری کے بعد بھوک لگتی ہے پس

طرح معتدل رہ سکتی ہے، لیکن دہری کہتا ہے کہ جو اعتدال جسم حیوانی

ب اگر ایسا ہی، تو لازم آتا ہے کہ کبھی تو حیوان میں زندگی کم ہو، اور کبھی

کے وقت جو حالت انسان کی ہوتی ہے، وہ اس حالت سے مختلف

اگر حالتِ سیری حالتِ اعتدال ہے، تو حالتِ گرسنگی لازماً حالتِ

ی زندگی قائم رہتی ہے، لہذا بحالتِ سیری تو ان میں زندگی ہو گی

ت وہ حیوان مردہ ہو گا، لیکن ہمیں معلوم ہے کہ حیوان بھوک کی حالت

ئع کا دوسرا نام نہیں[۲]

اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ اعتدال طبائع ہی نفس ہے، تو ایک سوال

یہ پیدا ہوتا ہے، کہ آخر وہ کون سی چیز ہے کہ جو اجزائے طبائع کو اس طرح برابر کر دیتی ہے کہ وہ معتدل ہو جاتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے کل سے بھی جدا نہیں ہوتے؟ جواباً اگر کہا جائے کہ یہ اجزائے طبائع خود بخود جدا ہو جاتے ہیں، اور پھر خود بخود ہی ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں، تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ تمام طبائع فی الجملہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں، کیونکہ یہ تمام اجزاء کلیات میں سے ہیں، اور کل جسم خود اپنے اجزاء کے سوا اور کیا ہے؟ لیکن فی الواقع ہوتا یہ ہے کہ کل طبائع میں سے بعض اجزاء تو مل جاتے ہیں، اور بعض بدستور جدا رہتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اجزاء کو ملانے والی کوئی اور قوت ہے توضیح اس کی یوں کی جا سکتی ہے کہ سب جانتے ہیں کہ آدمی کی صورت نطفہ ہی میں بن جاتی ہے، اور نطفہ مفعول ہے، اب ہر مفعول کیلئے اس کی اپنی ذات کے علاوہ کسی اور ذاتِ فاعل کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ یہ محال ہے، کہ ایک ہی ذات خود اپنی ہی فاعل ہو اس وجہ سے کہ اس طرح جو چیز کہ زمانۂ آیندہ میں آنے والی ہے، وہ اپنے وجود سے قبل موجود ہو جاتی ہے یعنی ایک ہی چیز موجود بھی ہو جاتی ہے اور معدوم بھی، جو بداہتہً محال ہے پس واجب ہے کہ نطفہ میں ایک ایسی قوت ہے، جو ذاتِ نطفہ کے ہر جزو کی نگہداشت کرے، اس کو ایک خاص صورت دے، اور ایک موزون مقام میں اس کو جگہ دے کہ اس کے لائق غذا مہیا کرے، اور اس طرح اس کو زندہ رکھے، دوسرے الفاظ میں یہ قوت جسم نہ ہوگی، بلکہ اس جسم (نطفہ) کی نگہبان اور صورت گر ہو گی، اس دعوی پر دلیل یہ لائی جا سکتی ہے، کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ نطفہ بذاتِ خود اپنی ذات کا صورت گر ہے، کیونکہ یہ ایک ہی جوہر کے اجزاء سے مرکب ہے، اور ان میں سے کوئی بھی جزو اس قابل نہیں کہ دوسرے باقیماندہ اجزاء کی صورت گری کر سکے، پھر یہ بھی روا نہیں کہ اس کے تمام اجزاء خود اپنی ذات کے لئے فاعل بھی ہوں اور منفعل بھی، کیونکہ جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے، یہ محال ہے، ماحصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ تمام کا تمام نطفہ مفعول اور صورت پذیر ہے، اسی سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، کہ نطفہ میں کوئی ایسی چیز لازمی ہے، جو اس کے لئے فاعل اور صورت گر ہے، اور اسی سے یہ بھی لازم آتا ہے، کہ یہ چیز جسم نہ ہو گی، کیونکہ اگر یہ جسم ہے تو یہ اسی نطفہ کا ایک جزو ہے، اور اس لئے مفعول ہے اس طرح آخری نتیجہ یہ ہے کہ نطفہ میں جو صورت گر ہے، وہ جسم تو نہیں لیکن جوہر ضرور ہے، کیونکہ عرض جسم میں کوئی صورت پیدا نہیں کر سکتا، اس وجہ سے کہ عرض قائم بالذات نہیں ہوتا، اور جو چیز کہ قائم بالذات نہیں، اس کا کوئی فعل نہیں ہوتا

...عل ہوتا ہے، لہذا یہ عرض نہیں، اور چونکہ یہ عرض نہیں لہذا لازماً جوہر ہے، اگر منزل جز...
...س کو شبہ ہو کہ انسان یا دیگر حیوانات کے نطفہ مین ایک جوہر ایسا ہوتا ہے
...ت کرتا ہے، اسکی غذا مہیا کرتا ہے اور اس کو زندہ رکھتا ہے، تو اوس کو جاننا
...ے، کیونکہ ان مین بھی اسی قسم کی قوت ہوتی ہے، اور اُن مین یہ قوت ایک جز کی
...دہ پیوست ہے[۱]

...نطفہ مین یا نباتات کے بیجون اور اُن کی جڑون مین ایک جوہر ہوتا ہے جسکا
...وتا ہے[۲]، اب جو چیز کہ ابداعی ہوتی ہے، وہ کسی اور چیز کا جزو نہین ہوتی،
...ثبوت بھی نطفہ اور بیجون پر غور کرنے سے ملتا ہے، ان دونون مین یہ قوت
...نے اتنی گندم پیدا ہوتی ہے، کہ اوس سے زمین اور آسمان پُر ہو سکتے
...وت ہوتی ہے، جو اس پہلے دانے مین بھی جس سے کہ یہ سب گندم پیدا
...گرم ہوتا ہے نہ سرد، نہ تر ہوتا ہے، نہ خشک نہ گران ہوتا ہے نہ سبک،
...، کیونکہ ان سب کا حال جُدا جُدا ہے، لہذا اُن مین نفس بھی نہین ہوتا،
...بدائی بھی نہین ہے لیکن یہ سب خلاف واقعہ ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو ان مین

...یا گیا کہ اگر جانورون کے طبائع متکافی الاجزاء ہوتے، تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ

...رونے تفصیل کے ساتھ نفس کے جوہر ابداعی ہونے کو ثابت کیا ہے، لیکن عجیب بات
...ہر ابداعی ہونے کے متعلق کی ہے، اس مین نفس مطلق (تعریف کیلئے دیکھو ملت[۲۲۹])
...انکہ اوپر جو بحث ماہیت نفس کے متعلق ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ عرف نفس
...ل،

وہ نہ زمین پر ہوتے، نہ آسمان پر، اُن کو نہ تو خاک پر قرار آنا چاہئے تھا، نہ پانی مین، نہ آگ مین، نہ ہوا مین، کیونکہ ان عناصر مین سے ہر ایک کی طبیعت اعتدال کے منافی ہے، لیکن خود ہمارا یہ حال ہے کہ ہم خاک پر رہتے ہین، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم مین اجزائے خاکی کا غلبہ ہے، یعنی ہم مین اعتدال نہین، پھر اگر جانورون کے طبائع متکافی الاجزا ہوتے تو اُن مین سے بخارات بھی خارج نہ ہونے چاہئے تھے، کیونکہ بخارات صرف اس وقت پیدا ہوتے ہین، جب پانی یا آگ کا غلبہ ہو جاتا ہے، یہی اس بات کی دلیل ہے، کہ اُن کے مزاج مین گرمی تری پر غالب ہے، اس حالت مین ان مین اعتدال کس طرح قائم رہ سکتا ہے، اسی طرح اگر نفس اعتدال ہے، تو اور جانورون کے طبائع متکافی الاجزاء ہین، تو پھر حیوانات محض چھونے سے گرم کیون ہو جاتے ہین، ؟ کیا وجہ ہے کہ زمین تو ان کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، اور ہوا آگ اور پانی اُن کو اپنی طرف نہین کھینچ سکتے، ؟ کیا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ان مین بادی اور آتشی اجزاء تو کم ہین اور آبی اور خاکی اجزاء زیادہ ؟ اگر یہ صحیح ہے، اور یقیناً صحیح ہے، تو یہ معتدل اور ان کے طبائع کے اجزاء متکافی کس طرح ہو سکتے ہین، ؟ لہذا معلوم ہوا کہ نفس اعتدال نہین، ان تمام باتون کے علاوہ اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اگر نفس اعتدال ہے، اور ہر جانور (بشمول انسان) کی طبیعت معتدل ہے، تو حالت یہ ہے کہ انسان تو بات کرنے والا اور عقلمند ہے لیکن دوسرے جانورون مین بات کرنے کی قابلیت ہے اور نہ ان مین عقل ہے، اگر نفس اعتدال ہوتا، تو ہر جانور مین بلا امتیاز یہ صفات پائی جانی چاہئے تھین، اب اگر بات کرنے والے اور عقلمند جانور (انسان) کی طبیعت کو معتدل کہا جائے تو ظاہر ہے کہ بے سخن اور بے عقل حیوان کی طبیعت معتدل نہین ہو سکتی، لیکن حالت یہ ہے کہ معتدل اور غیر معتدل دونون طبیعت والے جانور زندہ ہین، لہذا ظاہر ہے کہ ان کو زندہ رکھنے والا اعتدال نہین، بلکہ کوئی اور چیز ہے یہی کوئی اور چیز نفس ہے[۱]،

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جسم حیوانی مین کوئی مخصوص جگہ ایسی نہین، جسے طبیعت کا ظرف، یا مستقر کہا جا سکے، یہ اس کے تمام جسم مین پراگندہ ہوتی ہے، کسی جگہ گرمی زیادہ ہوتی ہے، مثلاً دل مین کہ معدن حرارت جسمانی ہے، کسی

---

[۱] زاد المسافرین ص ۶۶، ۶۵

سردون پرجان سردی کی وجہ سے ناخن سخت ہوگئے ہین کسی جگہ تری غالب ہوتی ہے
تا ہے کسی جگہ خشکی کی زیادتی ہے، مثلاً نیڈلیون مین اب قابل غور بات یہ ہے کہ
جس کے طبائع کے اجزا اس قدر مختلف و متفرق ہون، اس کو معتدل کہنا
جسم حیوانی مین یہ طبائع پیدا ہوتے ہین، اور تحلیل کی وجہ سے یہ سٹ بھی جاتے ہین
طبائع کی ترکیب و تقسیم کرے خود طبائع کا ایک جز و تقسیم کرنے کا آشنا ہی کم اہل ہے
وہ یہ بھی محال ہے کہ قاسم و مقسوم ایک ہی جوہر سے ہون، اگر کہا جائے کہ گرمی
تی ہے، تو سوال ہوتا ہے کہ گرمی کو کون سی چیز تقسیم کرتی ہے، ؟ وقس علی ہذا،
سی جسم بالذات، فاعل بھی ہو، اور مفعول بھی، اور ہم اوپر دیکھ چکے ہین، کہ یہ محال ہے، نتیجہ
کرتی ہے، اور یہ چیز طبائع کے علاوہ کوئی اور جوہر ہے، اس وجہ سے کہ
وقت ہو سکتا ہے، کہ یہ جوہر جسم سے خارج ہو جائے، اور اس طرح یہ

ئی ہے، اس سے بخوبی واضح ہو گیا ہوگا، کہ نفس اعتدال طبائع نہین، اب ثبوت
لئے عرضی ہے، عرضی وہ چیز ہوتی ہے، جو کبھی تو ایک چیز مین موجود ہو، اور کبھی
، اور کبھی زندہ نہین ہوتے، لہذا ہماری تعریف کے مطابق اجسام کی زندگی
سے پیدا ہوتے ہین، کہ وہ معنی اس دوسری چیز مین جوہری ہون، چنانچہ جب
تا ہے، اب گرمی آگ کیلئے جوہری ہے، جب لوہا آگ مین ڈالا جاتا ہے، تو اس
لئے جوہری ہے، بعینہ یہی حال ہمارے اجسام کا ہے، جب ہمارے اجسام
وتی ہے، جس کیلئے زندگی جوہری ہے، اسی چیز کی جوہری زندگی سے ہمارے

اجسام اپنی عرضی زندگی اخذ کرتے ہین، ہم اسی چیز کو جس کے لئے زندگی جوہری ہے، نفس کہتے ہین، اس طرح ہم کو ایک ایسی چیز مل جاتی ہے، جو نہ صرف بذات خود زندہ ہے، بلکہ جو ایک جوہر کو زندگی بخشنے والی بھی ہے، اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ چیز جوہر ہے نہ کہ عرض، پھر ہم نے دیکھا کہ جس چیز کیلئے زندگی عرضی ہے، وہ تو فانی ہے، لہذا ہم کہہ سکتے ہین کہ جس چیز کیلئے زندگی جوہری ہے، وہ غیر فانی ہے، یہ بھی اس سے قبل[1] واضح کیا جا چکا ہے کہ جسم مین حرکت قسری[2] کے سوا اور کوئی حرکت نہین ہوتی، اور یہ حرکت کسی ایسی چیز سے پیدا ہوتی ہے، جو بذات خود متحرک بالارادہ[3] ہے، لہذا معلوم ہوا کہ جسم کی حرکت قسری نفس سے پیدا ہوتی ہے جس کی حرکت ارادی[4] ہے، اس کے علاوہ زندہ جوہر متحرک ہوا کرتا ہے، اور نفس چونکہ زندہ ہے، لہذا لازم آیا کہ حرکت مطلق صرف اُس نفس کیلئے ہے جس کیلئے زندگی جوہری ہے[5]،

انسان "صور تہائے نطقی و کتابتی و صنعتی" کو اُن کے مخصوص ہیولیٰ پر پیدا کرتا ہے، محسوس صورتون کو قوت متخیلہ کے ذریعہ اس ہیولیٰ سے منتزع کر کے قوت حافظہ مین محفوظ کرتا ہے، اور معلومہ صورتون کو اپنے نفس مین اس طرح جگہ دیتا ہے، کہ ایک معلومہ صورت اور کسی دوسری معلومہ صورت مین خلط ملط نہین ہوتا، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ نفس مجرد صورتون کا مستقر و مکان ہے، اس قول کی توضیح اس طرح بھی ہو سکتی ہے، کہ جب کوئی شخص کسی چیز کو پہلی مرتبہ دیکھتا ہے، تو اس کو پہچانتا نہین، اس وجہ سے کہ اس کی قوت متخیلہ نے اس صورت کو اس کے ہیولیٰ سے مجرد نہ کیا تھا، اور اس لئے اس کے حافظے نے اس کو محفوظ نہ کیا تھا، لیکن جب وہ اس کو دوبارہ دیکھتا ہے، تو اس کو پہچان لیتا ہے، اس سبب کہ پہلے تجربے کے بعد اس نے اس کی مجرد صورت کو محفوظ کر لیا تھا، دوسرے تجربے کی مجرد صورت کو چونکہ وہ پہلے تجربے کی مجرد صورت کے مشابہ پاتا ہے، لہذا وہ کہتا ہے، کہ یہ وہی چیز ہے، اسکو وہ شناخت کہتا ہے، دوسرے الفاظ

---

[1] دیکھو زاد المسافرین ص ۴۵ [2] یعنی وہ حرکت جو اندر مطبوعات آید، و مرآن را برخلاف طبع آن بجنبانند چون حرکت سنگے کہ ما او را سوے ہوا بر اندازیم تا بقہر سوے ہوا بر شود و بطبع فرود آید، (ایضاً ص ۳۹، ۴۰) [3] حرکت قسری را پدید آرندہ حیوانست کہ متحرک است، بحرکت ارادی (ایضاً ص ۴۰) [4] اما حرکت ارادی مر حرکت جانوران را گفتند کہ ایشان بحرکات مختلف متحرک اند، (ایضاً ص ۴۰) [5] (ایضاً ص ۶۹)

کو قبول کرتا ہے، اس بنا پر کہا جاسکتا ہے، کہ نفس "صور تہائے علمی" کے لئے
صناعی" کیلئے ہیولی ہے، پھر جسم مختلف صورتین قبول کرتا ہے، چنانچہ پانی، آگ،
ف صورتین ہین لیکن جسم کی یہ مختلف صورتین بغیر حرکت کے پیدا نہین ہوتین،
بذاتِ خود کوئی حرکت نہین ہوتی، لہذا ظاہر ہے کہ جسم کو حرکت دینے والی
ہے یہ بھی دکھایا جا چکا ہے کہ نفس ہی ایسی چیز ہے، جسمین حرکت ذاتی ہوتی
لتا ہے کہ نفس جسم کو صورت دیتا ہے یعنی نفس خداوندِ صنعت" ہی پھر چونکہ
ں ہے، لہذا ثابت ہوا کہ نفس جسم نہین ہے،

ہے کہ ہم مین ایک جوہر ہے، جو بذاتِ خود زندہ ہے، اور مرنے والا نہین
کان ہے، "خداوندِ صنعت" ہے، "دانش پذیر" ہے، جسم کی فنا کے بعد باقی
کہتے ہین،

(باقی)

یاتِ ترغیب،

ب کے لئے ہم کیونکر آمادہ کرسکتے ہین، اور اس کو ترغیب اور شوق
س کتاب مین انھین اصول کی تشریح ہے، تجارت، اشتہارات
ی ضرورت ہے، اس لئے تجارت کے مشتہرین، واعظین، مدرسین،
خامت ۲۱۱ صفحے، قیمت عہ

"منیجر"

گجراتی زبان اور اوس کی تاریخ،

(ماخوذ از تاریخ گجرات زیر ترتیب مولوی سید ابو ظفر صاحب ندوی،)

(۲)

زبانِ گجراتی کے قواعد، زبان اور قواعد ایک دوسرے سے جدا نہین کئے جاسکتے ہین، گرامر (قواعد) زبان کی کنجی ہے، اس مختصر مضمون مین ہم گجراتی زبان اور گجراتی لٹریچر کا ذکر کر رہے ہین اور اگر ہم اس کی گرامر کے متعلق کچھ لکھین تو بیجا نہ ہوگا، ابتدا مین گجراتی زبان کی کوئی گرامر نہ تھی، بہت پرانے زمانہ مین سدھراج "جے سنگھ" کے زمانہ مین ہیمچند نے گرامر لکھی تھی، لیکن وہ پرانی گجراتی زبان، یا اپابھرنشا کے لئے تھی، اس کا موجودہ گرامر سے بہت کم تعلق ہے، گجرات مین ہم تو سیع تعلیم کیلئے پادریون یعنی (مشنریون) کے ممنون ہین، پرانی کتابون کو جمع کرنا، اور ان کی طباعت و اشاعت یہ سب اُنھین لوگون کے محنت و مشقت کا نتیجہ ہے، گجراتی زبان کی سب سے پہلی گرامر بھی ایک انگریز مشنری کی محنت کا نتیجہ ہے، گجراتی ابجد کے حروف سنسکرت زبان سے لئے گئے ہین، پہلے حروف پر لکیر کھینچی جاتی تھی، جیسا کہ "دیوناگری" مین کرتے ہین، مثلاً "گائے کالی چھے،" (یہ گائے کالی ہے) الفاظ بھی جدا جدا نہین لکھے جاتے تھے، لکیر کھینچنے کی عادت رفتہ رفتہ غائب ہوتی گئی، لیکن بنیون کی اب تک یہ عادت ہے کہ وہ تجارتی حروف اور بہی کھاتون مین لکیر کھینچتے ہین،

گجراتی ابجد کے حرفِ علت اور صحیح حسب ذیل ہین، الفاظ،

اَ، آ، اِ، اِی، اُ، اُو، اے، اَے، او، اَو، اَم، اَہ،

حروفِ صحیح،

ک، کھ، گ، گھ، انگ، چ، چھ، ج، جھ، ن، ٹ، ٹھ، ڈ، ڈھ، ن، ت، تھ، د، دھ، ن، پ، پھ، ب، بھ، م،

ور مختصر۔ اے، ائی، اُو، اُو، ام، اہ، مختصر حروف علت ہین اور باقی طویل ہین

ن کی شاعری،

پندرہوین صدی کا میسری سے لیکر آج تک بہت سے گجراتی کے شاعر پیدا ہوئے ہین

میران اور بھالان ہین،

اعتراض ہین، اور میران کی نظمین زیادہ تر اخلاقی ہین،

نامی تھا، یہ گو اتنا مشہور نہ تھا، جتنا کہ وہ دونون تھے، تاہم وہ بڑا

بر کی زبان کو سنسکرت تصانیف کے ترجمہ کا فخر حاصل نہ تھا، بھالان

ی کادمبری، کا ترجمہ گجراتی نظم مین کیا تھا، اس مین کوئی شک نہین

وار کام تھا، بھالان کی تصانیف بہت ہین،

[illegible]) اور پدمنابھا، وغیرہ، پدمنابھا نے ایک تاریخی نظم لکھی

لٹریچر مین بہت بے نظیر ہے، یہ تصنیف حال ہی مین دستیاب ہوئی

گجرات پر حملہ کرنا، کھانادکا اوس کو اپنے ملک مین سے گذرنے دینے

لڑکے ویرام اور شہزادی کے عشق کی ابتدا، اور فوجون کے کوچ

شکست پر آہ وزاری کرنا، شہزادی فیروزہ کی ناکامی، یہ تمام

ین، زبان بھالان سے زیادہ پرانی معلوم ہوتی ہے، اس کی وجہ

سے یہ بیان کرنے مین کم نہ ہونے پائی یہ تصنیف حال ہی مین دستیاب ہوئی

سولہوین صدی کا زمانہ مقابلۃً ایسا زمانہ ہے، جسمین کوئی لٹریری تصنیف نہ تھی، سولہوین صدی گجراتی لٹریچر مین ضعیف ترین اور بدترین زمانہ ہے، لیکن اس کے بعد سترہوین صدی کا زمانہ گجراتی کی تاریخ مین بہترین زمانہ سمجھا گیا ہی، فلاسفر اکھو لا، پریمانند . . . . اور شامل قصہ گو جیسے بڑے شاعرون نے اسی صدی مین ترقی کی ہے،

"اکھو احمد آباد کے ایک مالدار سنار (زرگر) نے سوسائٹی سے تنگ آکر اپنی تمام زندگی اصلی گرو" کی جستجو کیلئے وقف کر دی جب کبھی اور جہان کہین وہ سادھوون کی جماعتون مین گیا، اوس نے اوس کو ذلیل ترین حالت مین پایا، اور اوسے کوئی اصلی گرو نہ مل سکا، اس کی جو کچھ آرزو تھی، وہ یہ تھی، کہ اوسے ایسا نیک اوستاد ہاتھ لگے، جو اوسے صحیح راستہ دکھائے، اور وہ اسی تلاش مین روانہ ہوا، بنارس اور الٰہ آباد کی جاترا کو جاتے ہوئے راستہ مین اوس نے جے پور مین گوکل ناتھ کے یہان قیام کیا، جو وشنو کے ولبھ چاریا مندر کے سردار تھے، چونکہ مالدار تھا، اوس کی آؤبھگت (خاطر تواضع) خوب ہوئی، لیکن یہ عالم بزرگ نقلی بادشاہون سے دھوکا نہین کھا سکتا تھا، اُس کی روحانی خواہشین تشنہ لب تھین، ذو وشنو نقطۂ نظر کے سادھوؤن سو واقف تھا، اوسے ایک قابل گرو کے نہ ملنے سے مایوسی ہوئی، ایک دفعہ بنارس کے قریب ایک جھونپڑی مین اوس نے ایک سنیاسی کو صرف ایک ہی طالب علم کو ویدانتا فلاسفی کے اصول بیان کرتے ہوئے سنا، ایک ایسے پوتر (مقدس) شہر مین جہان چھوٹے سے چھوٹا گرو بھی ایک سو چیلے جمع کر سکتا ہے، یہ بہت ہی غیر معمولی واقعہ تھا، اکھو تعلیم کے وقت جھونپڑی کی پتلی دیوارون کے پیچھے چھپ کر اُس کے لکچر (وعظ) کو بہت توجہ کے ساتھ سننے لگا، اس طرح سے کئی دن گذر گئے، اس کے شاگرد کا یہ معمول تھا، کہ پڑھنے والے کے الفاظ کا جواب ہُن ہُن کر یا سر ہلا کر دیدیا کرے، اور اس طرح سے اس کی ہمت افزائی ہو، اور اوسے یہ بتایا جائے کہ اوس کا شاگرد بیدار ہے، اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے، اوسے وہ سُن اور سمجھ رہا ہے، اوس کی تمام کوششون کے باوجود یہ خاص سامع روز سو جایا کرتا تھا، اور چونکہ یہ ضروری تھا کہ پڑھنے والے کی دلچسپی کو قائم رکھا جائے، اکھو دیوار کے پیچھے سے اوس کا جواب دیدیا کرتا تھا، اس حرکت نے گرو کو چوکنا کر دیا، اور تلاش کرنے پر اوس نے دیکھا کہ اکھا ہے، اُس سے اس عجیب حرکت کی وجہ دریافت کی گئی، اور

ی کی کہ اوسے شاگرد بنالیا جائے، اپنی اس خواہش کے ثبوت مین اوس نے
یسون بیک سنا تھا، سوامی کو اس کا یقین ہوگیا، کہ اوس سے اوس کو
ا کہانے ویدانتک فلاسفی پر ملکہ حاصل کرلیا، احمد آباد واپس لوٹتے وقت
و مہاراج تھا، ملنے گیا، اس ملاقات سے اُس کا مقصد یہ دیکھنا تھا، کہ اب
ت تعلیم ہی کی دولت اوس کے پاس تھی، اوس کی آؤ بھگت کیسے ہوتی ہے
ے تو اوسے پہچانا تک بھی نہین کہ وہ آگہا ہو، آگہا اس سے بہت ہی برہم ہوا

ا تھا جیسے پُرانے بیل پر لگام لگانا، جو کھانا ضرور ہے، لیکن اس آنکس
دولت کو تم سے لے لیتا ہے، مگر تمہارے قلب کی بیچینی و بیقراری
ا کام ہو سکتا ہے۔

ن آگیا تھا، اوس نے اس دنیا کو حقیقی ہستی کی تلاش کرنے کیلئے ترک
ادس نے دنیا اور اوس کے طریقون کے متعلق بہت سے مفید سبق
ن کو نظم کرنے کی کوشش کی جو دراصل ایک بہت مشکل کام تھا، اس کے
ن کوئی دلفریبی پیدا ہوئی ہو، اوس کی زبان تو شستہ ہے نہ مسجع،
زبان سے کوئی خاص انس نہین ہے، وہ نہین چاہتا تھا، کہ اُس
اتی کا ایک ادر غدائی گذرا ہے، گجرات کی زبان اور لٹریچر کو گمنامی
کی طرح یہ بھی چودہ یا پندرہ سال کی عمر تک اَن پڑھ تھا، اسکا نام پریانند تھا،
ی زبان مین لکھتا تھا، ہندی اوس وقت کے زمانہ کے عالمون
گرو راجمون نے اوسے اپنی مادری زبان گجراتی مین نظمین لکھنے

کی ہدایت کی، یہ اوسے بہت ناگوار گذرا، اور اس وقت اوس نے یہ عہد کرلیا، کہ جب تک وہ گجراتی زبان "تجارتی کی زبان"
کے وجہ سے کو اپنی مادری زبان کے سر سے ہٹا نہ دیگا، اور اوس کو ترقی نہ دے لیگا، سر پر پگڑی نہ رکھے گا، ان ایام مین
برہمنون کے لئے پگڑی سر پر نہ رکھنا بہت بد تہذیبی تھی، پریانند کو اپنی زبان کو ترقی دینے کا عشق ہوگیا تھا، اوس نے اپنے اس عہد
پر ہر حالت مین پابند رہنے کا مصمم ارادہ کرلیا، جو کام پریانند نے گجراتی لٹریچر کے لئے کیا، وہ آج تک بہت قیمتی اور بے نظیر ہے، اوس نے
ایک ادبی مجلس قائم کی، اور خود اس کا صدر بنا، اس مجلس کے ہر ایک ممبر کے ذمہ خاص کام تھا، ہندوستان کی ہر ایک زبان کی
خصوصیات کو شامل کرنے کیلئے اوس نے ملکی زبانون کے مطالعہ کا کام اپنے جماعت کے چیدہ چیدہ ماہرون کے سپرد کیا، چند عورتین
بھی جو ہمدردی کا مادہ رکھتی تھین، اس مجلس کی ممبر تھین،

ان کام کرنے والون مین سے چھ اشخاص اپنا نام کر گئے ہین، ان مین سے ایک خود شاعر کا لڑکا ویرولبھ تھا، باپ اور
بیٹے دونون کو اپنی مادری زبان کو ترقی دینے کا بہت ہی عشق تھا، ولبھ اپنے باپ کو اپنا گرو سمجھتا تھا، اور اپنی تصانیف کی
افتتاحیہ نظمون مین شکریہ مین اس کا نام درج کرتا تھا، وہ اپنے اور گرو کی مدح سرائی اس قدر کرتا تھا، کہ وہ اوس کو نہ صرف
ایک بڑا بلکہ افضل ترین شاعر کہتا تھا، ولبھ کے سپرد ہندی زبان کی خوبیون کو شامل کرنے کا کام تھا،

اس کے شاگردون مین سے دوسرا شاگرد تیتنشور تھا، جو سنسکرت زبانون کے مطالعہ کرنے اور اس کی خصوصیات
کو گجراتی زبان مین شامل کرنے مین مصروف تھا، اوس نے بعض سنسکرت تصانیف کا ترجمہ کیا ہے، مثلاً "آگہا" پریانند بھی
نہین چاہتا تھا، کہ لوگ اسے شاعر کہین، اوس نے اپنی نظمون مین کبھی اپنے کو شاعر نہین لکھا ہے، وہ اپنے کو سادہ طور پر صرف
بھٹ پریانند کہتا تھا، کہا گیا ہے کہ پریانند نے اپنی آخری عمر مین (بھگوت گیتا) کا (دسوان باب) دساما اسکندھا کے ترجمہ کرنے
کا کام شروع کیا، چونکہ اوسے یہ اندیشہ تھا کہ اس کے قوا روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہین، اور یہ کام ناتمام رہے گا، اس لئے
اوس نے اپنے چار بہت زیادہ ترقی یافتہ شاگردون کو بُلا کر باقی حصہ کے ترجمہ کرنے کا کام اُن کے سپرد کیا، اُن کا امتحان
لیا گیا، تمام شاگردون نے اپنے اپنے ترجمے شاعر کو پیش کئے، لیکن ترجمہ کے آخر مین، اُن مین سے ہر ایک نے سوائے سُندر کے
اپنے تئین شاعر لکھا، کیونکہ اس وقت کے نظم لکھنے والون کی ہمیشہ یہی عادت تھی، سُندر کے حق مین فیصلہ ہوا، گو کہ اُس کا ترجمہ بہت

... دہرگ دمیت ترجمہ کی تکمیل کا کام اس کے سپرد کیا گیا، اُن ایام مین جیسا کہ
... پڑھنے والون کی جماعت تھی، جو گاگریا بھٹ یا "مان بھٹ" کہلاتی تھی، یہ پڑھنے
... کے لئے ایک تنگ گلے کے تانبے کو جسے گاگر، یا "مان" کہتے ہین، بجاتے ہین
... سادہ اور دلچسپ زبان مین بڑے مجمع کے سامنے گلیون مین پڑھا جاتا ہے،
... عوام کو پُران کی تعلیم اسی طرح دیجاتی تھی، مہابھارت اور رامائن کا جو کچھ
... کا ترجمہ ہے، پریمانند، خود "مان بھٹ" تھا، وہ کتھا کے لئے نظمین لکھتا تھا،
... مہابھارت اور بھگوت سے مضامین انتخاب کر کے خود اپنے آکھیان
... وغیرہ اس کی بعض اس قسم کی تصانیف ہین، جن کے مضامین پُران کے کتھا
... مین سے "اوکھیان" بہت زیادہ مقبول عام تصنیف ہے، نہ صرف یہی کہ
... مین سے بہترین تصنیف ہے، بہتیرے "آکھیان" کے پڑھنے کی آواز
... قصبہ اور گاؤن مین سنائی دیتی ہین، مختلف مقامات سوسائٹی کے رسوم
... والی دو نون چیزون کی تصویر لفظون مین کھینچا، اور مردون اور
... پریمانند کے جو بیانات ہین، وہ تمام تشبیہات اور استعارون سے بھرے
... اس کا کوئی ثانی نہین ہوا، اور وہ گجراتی زبان پر مستقل طور پر حکمرانی کرتا
... ہے، اب تک کوئی شخص اس کی طرز تحریر کی نقل اُتارنے مین کامیاب
... بزرگون کی تعریف مین نظمین لکھی ہین، اوس نے نرسنگھ کی زندگی کے
... مین سے اعلیٰ درجہ کا شاعر ہے۔
... عصر تھا، ڈبھوئی کا (جسے اب گومتی پور کہتے ہین) جو احمد آباد کے قریب
... پریمانند کے مقابلے مین دوسرے درجہ کا شاعر ہے، یہ دونون شاعر

ایک دوسرے کے بڑے حریف تھے، پریمانند کی یہ عادت تھی، کہ وہ پُرانے "پرانون" سے مضامین انتخاب کرتا تھا، اور سامل
خود اپنی خیالی قصون کو نظم کیا تھا، ان دونون شاعرون کے درمیان ادبی بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے، پریمانند خود ان
مین حصہ نہ لیتا تھا، مگر اس کے لڑکے ولبھ کو ان سے بہت دلچسپی تھی، سامل ہی نے گجراتی لٹریچر مین قصہ نویسی کا طریقہ جاری
کیا ہے، یہ بیجا نہ ہوگا، اگر ہم اوسے گجرات کا سوفٹ (SUFET) کہین، قصے ناول کے پیش خیمہ ہوتے ہین، سامل
کے مضمون کی خواتین کا کیرکٹر نازک، عالمانہ اور ظریفانہ ہے، سامل کے قصون مین رقاصہ عورتون کا بہت کچھ حصہ ہوتا،
مذہبی جماعتون کے درمیان کوئی فرق نہین سمجھتا ہے، اور سوسائٹی کے آپس کے رشتون کی پروا نہین کرتا ہے، لیکن ذاکر
قابل ہے، کہ اخلاقی قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کرے، ایک نیا نجیر روک ٹوک کے کسی رقاصہ سے شادی کر سکتا ہے، اور
اوس پر بھی اس کے کیرکٹر اور چال چلن مین کوئی دھبہ نہین آتا، وہ اپنی چارون بیویون کا مساویانہ طور پر خیال رکھتا ہے، اور
وہ اس کی خدمت بہت ہی اچھی طرح کرتی ہین، چار بیویان آپس مین ایک دوسرے کو بہن خیال کرتی ہین، وہ مردون کی طرح
بہادر اور نڈر ہوتی ہین، عورتون کے کیرکٹر مین مردون کی اصلی فطرت دکھائی گئی ہے، سامل کی عورتین گو جوان ہین مگر بوڑھون
کی سی عقل رکھتی ہین، اس کے مرد اور عورتون کے ویسے ہی جذبات ہوتے ہین، جب کہ وہ ایک دوسرے کے عاشق ہوتے
ہین، اور اون کے عشق کا انجام یہ ہوتا ہے، کہ اُن کی شادی ہو جاتی ہے، اور وہ جب شادی کرتے ہین، تو یا تو محض ذوق
کے خاطر یا حسن یا سچے عشق کی وجہ سے ایسا کرتے ہین، لیکن وہ اکثر والدین کی مرضی کے خلاف ایسا کرتے ہین، "انگد دستی"
"پدماوتی" "نند بتریسی" "سنہاسن بتریسی" یہ اسکی بعض بہت مقبول کتابین ہین، اس کی زبان سادہ ہے، لیکن بہت ہی پُراثر ہے،
اوس نے گجراتی زبان پر گہرا نقش چھوڑا ہے، اس کے "چھپّون" (ایسی نظم جسمین چھ مصرعے ہوتے ہین) نے اوس کی یاد کو
ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا ہے، اوس کی طرز تحریر خود اوس کی طرز تحریر ہوتی ہے یعنی اوس کی زبان سادہ، مصرعے سادہ، نیک
عادات کے متعلق سادہ کہانیان وہی سچا شاعر ہے، جو سادہ زبان مین تعلیم دے سکتا ہے، ایک الدار کنبی پٹیل رکھیدا س
نام "سامل" کا مربی تھا،

اوس صدی کے چھوٹے چھوٹے شاعرون کی تعداد اس قدر تھی، کہ اُن کو نظرانداز نہین کیا جا سکتا، اٹھارہوین

ں کا نام دبیر بھٹ تھا، اور جو مہادیوی کا فدائی تھا، اوس نے "بھی چار ادھا" کے نام

یا نہ تھا، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مہادیوی اس کے پُرخلوص عقیدت سے اس

شی شکتی سے اُسے علم کی نعمت سے سرفراز کردیا، اُس صدی مین کوئی مشہور و معروف

تھا، جو انیسوین صدی مین گذرا ہے، اس کا جنم پٹے وار یا گُبنی گھر مین ہوا ہے، جو

نے بہت سے صوفیانہ بھجن لکھے ہین، اوس نے اپنے زمانہ کے تمدنی رسم و

ال کے پیچھے پریتم داس کے بارے نرسنگھ کے صبح کے ترانے (پربھاتیان) اور بھوج

س نے تجرد اور مکری کو بہت ہی بیدردی کے ساتھ بدنام کیا ہے، اوس کی زبان

لوص ضرور ہے، وہ نہ تو پڑھا لکھا تھا، نہ شایستہ و مہذب تھا،

[illegible]ء مین پیدا ہوا، اور [illegible]ء مین مرگیا، راماین کو گجراتی زبان مین لکھنے والا

وس کی اس گجراتی زبان مین راماین کو بہت سے لوگ پڑھتے ہین،

ت اور کاٹھیاواڑ مین قائم کی، اور (جو دراصل اجودھیا سے آئی تھی) گو وہ

بون مین اس کے بہت زیادہ پیرو ہوگئے تھے، سہجانند کے عقیدے کے اس

ادن مین دو اشخاص برہمانند اور نشکولانند بہترین لوگون مین سے ہین، برہمانند

ں کے ساتھ گاتے ہین، (باقی)

یادِ ایام

م ناظم ندوۃ العلماء کی تاریخ گجرات جس مین وہان کے علماء و مشائخ اور علوم و فنون

بارہ، اوس مین مرحوم مصنف کی مختصر سوانح عمری کا بھی اضافہ کردیا گیا ہے،

"منیجر"

ایک یورپین اہل قلم کی نہرہ سرائی

خالد و لیلی کا مفروضہ افسانۂ عشق

از مولینا شاہ معین الدین احمد صاحب رفیق دار المصنفین،

یورپین اہل قلم کا یہ نہایت قدیم اور خوشگوار مشغلہ ہے کہ جب وہ اسلامی تاریخ پر قلم اوٹھاتے ہین، تو ان کی بارے مین نظر عموماً اونھین بے سر و پا افسانون اور مشتبہ واقعات پر پڑتی ہے، جنھین تھوڑی سی حاشیہ آرائی اور ردوبدل سے اسلام اور مسلمانون کے خلاف کوئی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہو، اس خوشگوار مشغلہ کے ماتحت حال مین ایک اہل قلم مسٹر گرہیم لونس نے جو شرقیات پر ایک سلسلۂ مضامین ارقام فرما رہے ہین، ۲۷ اگست ۱۹۳۳ء کے السٹرٹیڈ ویکلی آف انڈیا مین ایک مختصر مضمون کے ساتھ اسلام کے فاتح اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کی فرضی معشوقہ لیلیٰ کا ایک مرقع دیا ہے،

اس مرقع مین حضرت خالدؓ ایک نہایت آراستہ و پیراستہ کمرہ مین جو اپنی سجاوٹ کے اعتبار سے کسی مشرقی بادشاہ کا ایوان نشاط معلوم ہوتا ہے ایک مکلف کوچ پر تشریف فرما ہین، بیرون کے نیچے ایک نفیس پا انداز ہے، کمرہ کے دروازون پر نہایت مکلف پردے اور چھت مین قندیلین آویزان ہین، بخورات کا دھوان کمرہ کی فضا کو معطر کر رہا ہے پاس ہی ایک وحدۃ علی شاہی پیچوان لگا ہوا ہے، اور ایک منقش میز پر فواکہات اور (غالباً) شراب کی صراحی اور بلوری جام قرینہ سے رکھے ہوئے ہین، اور خالد کے بالمقابل ان کی معشوقہ نیم استادہ ہے، اور دونون ایک دوسرے کو مست و مخمور نگاہون سے دیکھ رہے ہین،

اس مرقع کی نیچے ایک طویل نوٹ یا مختصر مضمون کی شکل مین اس مرقع کی تشریح ہے، اس کا خلاصہ آگے آتا ہے، پہلے مین مسٹر گرہیم کی اس خوش مذاقی کی داد دیتا ہون کہ اونھون نے ایک خشک اور جنگجو عرب سردار کو جو تہذیب و معاشرت کی نفاستون کا کیا ذکر ان کی ابجد سے بھی واقف نہین ہے، اور جس کی ساری زندگی میدان جنگ کے خارزارون مین گذری ایک آراستہ و پیراستہ کمرہ مین جو اپنی سجاوٹ اور سامانِ آرائش کے لحاظ سے جہانگیر کی بزم نشاط معلوم ہوتا ہے، بٹھا دیا ہے، صرف

کا اس زمانہ میں وجود بھی نہ تھا، محض لطفِ مجلس کے لئے تازہ کرکے لگا دیا، اگر
کے مغل فرمانرواؤں یا بغداد کے عباسی خلفاء میں سے کسی کو مرقع میں دکھایا ہوتا
ا ایسا ہی ہے جیسے مسیح کسی حواری کو ہوائی جہاز میں بٹھا کر پیرس کی سیر کرا دینا،
ون دیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسلمان مالک بن نویرہ خالد بن ولید
تی ہے، اور دونوں اپنی اپنی جماعت بنا کر ایک دوسرے سے لڑ جاتے ہیں، خالد
ار کرکے قید کر دیتے ہیں، لیلیٰ شوہر کی رہائی کی سفارش لیکر خالد کے خیمہ میں آتی ہے، خالد اسکے حسن و جمال
لیلیٰ کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں، اور اس فریفتگی کے نتیجہ میں عکبر کے معرکہ میں شکست کھا جاتے ہیں،
افسانہ شامل کیا جاتا ہے کہ لیلیٰ کی اسیری کے زمانہ میں ایک بدو سردار موجہ بھی
کو آتے ہیں، اور لیلیٰ کو قتل کر ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن موجہ لیلیٰ کے تیرِ عشق کا نشانہ
ہے، اور لیلیٰ کی شمعِ جمال سے نظر افروزی کے لئے قید کو رہائی پر ترجیح دیتا ہے، رفتہ
پھیل جاتا ہے، اور اوس کے حسن و جمال پر عبد الرحمن (ابن ابی بکر) فریفتہ ہو جاتے
تے ہیں، کہ اپنی تمام بیویوں سے رُخ پھیر لیتے ہیں، اور لیلیٰ کو گھر کی ملکہ بنا دیتے ہیں،
روز بدحال ہوتی جاتی ہے، اور اس کا سارا حسن و جمال رخصت ہو جاتا ہے، اس
جاتا ہے، اور اس کے ساتھ بے اعتنائی شروع کر دیتے ہیں، اور لیلیٰ اپنے گھر
ت میں بسر کرتی ہے،
ل نتائج مضمون نگار کے پیش نظر ہیں،
اور وہ فاتح اعظم جو رسول اللہ صلعم کا صحابی ہے، اپنے ایک شریک جنگ سے لڑ جاتا ہے
خفیہ ہم کو شوہر کو قتل کرکے بیوی سے شادی کر لیتا ہے، (۳) اور ایک عورت
ول جاتا ہو، اور عکبر اکے معرکہ میں اسے شکست ہوتی ہے، (۴) پھر ایک دوسرا صحابی

عبد الرحمن خالد کے رقیب بنتے ہیں، اور لیلیٰ پر قبضہ کر لیتے ہیں، (۵) لیکن ان کا عشق لیلیٰ کے ظاہری حسن و جمال پر تھا، اس لئے جب اوس کے حسن پر زوال آتا ہے، تو عبد الرحمن کا عشق بھی زائل ہو جاتا ہے، اور لیلیٰ ان کی بے اعتنائی سے دل شکستہ ہو کر بقیہ زندگی عزلت میں بسر کرتی ہے، اس طرح ایک حسین عورت کی زندگی دو مسلمانوں کی بوالہوسی سے برباد ہو جاتی ہے،

لیکن اوپر کے واقعات میں سے ایک واقعہ بھی صحیح نہیں ہے، بعض تو بالکل بے بنیاد ہیں، بعض میں کسی قدر واقعیت ہے لیکن انھیں مسخ کرکے بہت بدنما بنا دیا گیا ہے، بعض غلط مقدمات قائم کرکے اس سے غلط نتائج نکالے گئے ہیں، اور بعض مختلف واقعات کو محض بدنما بنانے کیلئے باہم ملا دیا گیا ہے، اب ان سب کی حقیقت ملاحظہ ہو،

مالک بن نویرہ جس پر اس افسانہ کی ساری عمارت کھڑی کیجاتی ہے، درحقیقت مقتول ہونے کے وقت مسلمان ہی نہ تھا، اور اگر تھا بھی تو خالد کے علم و یقین میں نہ تھا، اسکی تاریخ یہ ہے، کہ وہ بنی حنظلہ کے سرداروں میں تھا، آنحضرت صلعم کے آخری زمانہ میں مشرف باسلام ہوا، آپ نے اس کے رتبہ اور اعزاز کو برقرار رکھنے کیلئے بنی حنظلہ کا محصل زکوٰۃ و صدقات مقرر فرما دیا، اور وہ اپنے قبیلہ سے صدقات اور زکوٰۃ وصول کرکے مدینہ بھیجتا تھا، (اصابہ ج ۵ ص ۳۶)

اس کے قبول اسلام کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مالک ان مسلمانوں میں نہ تھا، جو اسلام کے ضعف اور غربت کے زمانہ میں اسلام لائے تھے، بلکہ اوس کا شمار مؤلفۃ القلوب یعنی ان مسلمانوں میں تھا، جو اوس زمانہ میں مسلمان ہوئے، جب بغیر اسلام قبول کئے ہوئے کوئی چارۂ کار باقی نہ رہ گیا تھا جیسا کہ خود اس نے ایک موقع پر جسکا ذکر آگے آئیگا اُس نے اپنی تاخیر اسلام کا اعتراف کیا ہے،

قبول اسلام کے بعد چند دنوں تک مالک بن نویرہ بنی حنظلہ کے صدقات بھیجتا رہا، آنحضرت صلعم کی وفات اور حضرت ابوبکرؓ کی مسند نشینی کے بعد جب ارتداد کا فتنہ اوٹھا، اور مرتد قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، اوس وقت مالک بن نویرہ نے بھی زکوٰۃ بھیجنی بند کر دی، بظاہر نظر یہ سوال ہوتا ہے کہ اوس نے تنہا زکوٰۃ بند کی تھی، لیکن اسلام پر قائم رہا ہوگا، لیکن اولاً اس کی کوئی صورت نہیں، اسلام کے ہر رکن کا انکار اسلام کا انکار ہے، اسی لئے حضرت ابوبکرؓ نے منکرین زکوٰۃ اور مرتدین میں کوئی فرق نہیں کیا، اور دونوں کے خلاف یکساں جہاد کیا، لیکن مالک کے متعلق حافظ ابن حجر نے بہ تصریح لکھا ہے کہ اوس نے زکوٰۃ وصول کرنی بند کر دی اور اپنے قبیلہ والوں سے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو زکوٰۃ وصول کرنے سے کوئی تعلق نہیں، تم جانو تمھارا کام جانے اور جس قدر وصول شدہ

واپس کردی، اوران اشعار میں اپنے ارتداد کا اظہار کیا،

یرخائف ولا ناظر فیما یجئی من الغد

اکر تم با خوف و خطر اور بلا کل کو سوچے ہوئے اپنا مال واپس لے لو،

ائمرء اطعنا و قلنا الدین دین محمد،

رپھر کھڑا ہوا، تو ہم مطیع ہو جائیں گے اور دین محمدی کی صداقت کا اقرار کرلیں گے

منکر زکوٰۃ ہی نہ تھا، بلکہ اسلام سے بھی برگشتہ ہوگیا تھا (دیکھو اصابہ ابن حجر جلد ۶ ص ۳۶)

فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں جب عرب کے بعض حصوں میں مدعیان نبوت اٹھے، اور ایک

نے نبوت کا دعوی کیا، اور قبیلہ بنی ہذیل نے اس کا ساتھ دیا، اس وقت مالک

ری ص ۱۹) سجاح نے مشہور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے شادی بھی کرلی تھی لیکن ایکے

لتک نباہ سکتی تھی، اس نے چند ہی دنوں کے بعد وہ یہ تماشہ ختم کرکے اپنے قبیلہ میں

ائی ہوئی، اور وہ سخت گھبرایا (طبری ص ۱۹) اسکے بعد مورخین کے بیانات مختلف

م ہوتا ہے، کہ مالک اسی حالت میں مارا گیا، چنانچہ مورخ بلاذری لکھتا ہے، کہ خالد

بہت سے قبائل کو مطیع بناتے ہوئے، بطاح اور بعوضہ بنی حنظلہ کی آبادیوں

ور مالک بن نویرہ مارا گیا، پھر مالک بن نویرہ کا تعارف کراتے ہیں، کہ وہ رسول اللہ

یا رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اس نے کام چھوڑ دیا، اور بنی حنظلہ سے کہا تم جانو تمہارا

ہ لکھتے ہیں کہ خالد کو بطاح اور بعوضہ میں کوئی نہیں ملا، اس لئے مرتدین کی تلاش

و بھیجدی ایک دستہ ضرار بن ازور کی ماتحتی میں بھیجا، یہ دستہ مالک بن نویرہ اور اسکے

ونھیں قتل کرادیا، (بلاذری ص ۱۰۵)

معلوم ہوتا ہے کہ مالک حالت ارتداد یا کم از کم انکار زکوٰۃ کے سلسلہ میں مارا گیا

دوسری روایت طبری کی ہے، اوس کے مطابق، مالک سجاح کی واپسی کے بعد پشیمان ہوکر پھر مسلمان ہوگیا، لیکن جن اسباب کی بنا پر اور جن حالات میں دوبارہ وہ اسلام لایا وہ طبری ہی کے الفاظ میں سنو، وہ لکھتے ہیں کہ سجاح کی واپسی کے بعد جب مالک بن نویرہ کا کھیل بگڑ گیا اس وقت مالک نے اپنے قبیلہ کو یہ کہکر منتشر کردیا کہ ہم کو جب شروع میں اسلام کی دعوت دی گئی اوس وقت بھی ہم نے اس کے قبول کرنے میں تاخیر کی، اور اس تاخیر سے ہم نے کوئی فلاح نہیں پائی، میں نے اس پر غور کیا، مجھے نظر آرہا ہے کہ مسلمانوں کے حالات بغیر سیاست برتے ہوئے ان کے موافق ہوجائیں گے، اور جب بغیر سیاست برتے ہوئے کسی قوم کے حالات اس کے موافق ہوتے جارہے ہوں، تو ان کا مقابلہ نہ کرنا چاہئے، اس لئے تم لوگ منتشر ہوجاؤ، اور اس امر (مذہب اسلام) میں داخل ہوجاؤ (طبری ص ۱۹۲۴)

طبری اور ابن اثیر کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ مالک اپنی ناکامی کے بعد بھی برضا و رغبت اور تائب ہوکر اسلام نہیں لایا تھا، بلکہ جب اوس نے دیکھا کہ مسلمان فتنۂ ارتداد کے دبانے میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں، اور اس پر اڑے رہنا ہلاکت ہے، تو وہ ع کافر نتوان گشتن ناچار مسلمان شو کے اصول پر مسلمان ہوگیا،

بہرحال مالک کے دوبارہ اسلام لانے کی صورت میں بروایت طبری اس کے مقتول ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ جب خالد بن ولید فزارہ، غطفان اور اسد، طے وغیرہ کے قبائل سے نپٹے ہوئے بطیحہ جہاں مالک کا قبیلہ آباد تھا پہنچے اوس وقت مالک ان سب کو منتشر کرچکا تھا، خالد نے یہاں پہنچکر مختلف سمتوں میں فوجی دستے پھیلا دئے اور ہدایت کردی، کہ جو لوگ اسلام نہ لائیں، انھیں گرفتار کرلیا جائے، اور جو مزاحمت کرے اوسے قتل کردیا جائے، حضرت ابوبکرؓ کی ہدایت تھی، کہ اسلامی فوجیں جہاں منزل کریں، وہاں پہلے اذان دیں، اگر مرتد قبائل سے اوس کے جواب میں اذان کی آواز آئے تو مسلمان ہاتھ روک لیں اور اگر اذان کی آواز نہ آئے تو حملہ کردیں، جو لوگ اسلام قبول کرلیں ان سے زکوٰۃ مانگی جائے اگر وہ زکوٰۃ ادا کردیں تو ان کا اسلام صحیح سمجھا جائے ورنہ ان سے جنگ کی جائے؛

بطاح میں اسلامی فوجیں منتشر ہونے کے بعد ایک دستہ مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھ چند بنی ثعلبہ کو گرفتار کرکے خالد کے پاس لایا، لیکن ان قیدیوں کے اسلام کے بارہ میں لوگوں کی شہادت مختلف تھی، ابوقتادہ انصاری کی شہادت تھی کہ یہ لوگ مسلمان ہیں، اور ان لوگوں نے اذان دیکر نماز پڑھی ہے، لیکن دوسری شہادتیں اوس کے خلاف تھیں، رات کا وقت تھا، اس لئے

...ی کر دیا، اور جو لوگ گرفتار ہو کر آتے تھے، وہ قید کر دیئے گئے رات کو ٹھنڈک
...نے کیلئے فوج میں منادی کرا دی کہ ادفئوا اسراکم یعنی اپنے اپنے قیدیوں کو
...ور بعض قبیلوں کی لغت میں دف قتل کے استعارہ میں بھی استعمال ہوتا تھا، اس لئے
...ے، اس غلط فہمی میں مالک اور ان کے چند ساتھی قتل کر دیئے گئے، خالد شور سن کر
...اس وقت بجز حسرت و افسوس کے اور کیا کر سکتے تھے، چنانچہ یہ کہکر خاموش ہو گئے،

...ی ص ۱۹۲۴، ۱۹۲۵)

...مین مالک کے دوبارہ اسلام لانے کے بھی قائل ہیں، وہ بھی اس کے غلط
...عورت کو وجہ قتل قرار دینا قطعاً صحیح نہیں ہے، کسی مورخ یا ارباب سیر نے
...حدثین اور ارباب سیر پہلی یعنی حالتِ ارتداد میں مارے جانے کے قائل ہیں،
...اونھوں نے اپنی کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں مالک کے حالات
...میں ضمناً صرف اسقدر لکھ دیا ہے، کہ اوس کے بھائی مالک کے حالتِ اسلام اور
...ے، لیکن وہ خود حالتِ ارتداد ہی میں مارے جانے کے قائل ہیں، ورنہ مالک
...کے حالات لکھے ہیں، اونھوں نے موافق اور مخالف دونوں قسم کی روایتیں جمع
...ف فیہ ضرور ثابت ہوتا ہے،

...شادی کرنے کا سوال تو یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ان کا یہ فعل نہ صرف یہ کہ ...ہے، اگر
...مالک کے حالتِ ارتداد میں مارے جانے کی روایت تسلیم کر لی جائے، تو غالباً
...خاندان کو اسلام پر مضبوط کیا جائے اور مالک کے اثرات بد کا ازالہ کیا جائے
...کسی اور مسلمان کے ساتھ کیوں نہ کر دی، تو اوسے مالک کی بیوی کے رتبہ پر غور
...ئے اس کی بیوی کے لئے سرداری سے رشتہ موزون تھا، جس کا اسلام نے ہمیشہ

کا لحاظ رکھا، اس لئے خالد نے اُسے اپنے حبالۂ عقد میں لینا مناسب سمجھا، بہرحال ان تاریخی حقائق نے خالد کے حسن و عشق کے افسانہ کو بالکل جعل کر دیا،

غالباً اس حسن و عشق کی کہانی کی بنیاد دیر قسطہ کے ایک مسلمان مصنف ثابت بن قاسم کی کتاب الدلائل پر قائم کیجاتی ہے جس کو چوتھی صدی ہجری میں اندلس میں مرتب کیا گیا تھا، اور جس کا مرتب شرابی تھا (معجم البلدان ذکر قسطہ) حافظ ابن حجر نے اس حکایت کو تردید کے لئے اپنی کتاب اصابہ میں نقل کیا ہے، اور اس کا بے بنیاد ہونا ظاہر کیا ہے، وہ حکایت یہ ہے کہ ثابت کہتے ہیں کہ جب خالد نے مالک کی حسین و جمیل بیوی کو دیکھا تو مالک نے بیوی سے کہا کہ تو نے مجھے مار ڈالا، یعنی میں تیری وجہ سے قتل کیا جاؤں گا، یہ روایت نقل کر کے حافظ ابن حجر اس کے متعلق اپنی رائے لکھتے ہیں کہ خالد نے کسی عورت کی وجہ سے مالک کو قتل نہیں کیا تھا، یہ ایک اتفاقی بات ہے کہ مالک کے سوء ظن کے بعد اس کے قتل کا واقعہ پیش آگیا، (اصابہ جلد ۵ ص ۳۷)

اور اگر اس حکایت کی روایتی حیثیت معلوم ہو جانے کے بعد کسی کو اس کی صداقت پر اصرار ہو، تو بھی خالد پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا اسلئے کہ مالک نے ایک سوء ظن کا اظہار کیا تھا اتفاق سے مالک کے قتل کا واقعہ پیش آگیا اس سے حقیقۃً خالد کی بدنیتی کہاں سے ثابت ہوتی ہے،

درحقیقت اس واقعہ کو بدنما بنانے میں مالک کے بھائی متمم کے دلدوز مرثیوں کو بڑا دخل ہے، متمم کو مالک کے ساتھ جو محبت تھی اس کی موت نے متمم کو دیوانہ بنا دیا تھا، اور اس عالم دیوانگی میں اوس نے مالک کے ایسے دردانگیز مرثیے لکھے کہ سننے والے بیقرار ہو جاتے تھے اسی زمانہ میں حضرت عمرؓ کے محبوب بھائی حضرت زیدؓ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے تھے، حضرت عمرؓ کو ان کی موت کا شدید قلق تھا، اس اشتراکِ غم کی وجہ سے حضرت عمرؓ متمم کے مرثیوں سے بہت متاثر ہوئے،

ایک مرتبہ متمم حضرت عمرؓ کے پاس آیا، حضرت عمرؓ نے اوس کی دردانگیز حالت دیکھ کر فرمایا، تم کو بھی اپنے بھائی کی موت کا کس قدر شدید قلق ہے، مالک نے کہا، مرض کی وجہ سے ایک آنکھ کے آنسو خشک ہو گئے تھے، مالک کے غم میں جب وہ اشکبار ہوئی ہے آجتک آنسو نہیں تھمے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، یہ غم و الم کی آخری حد ہے، کوئی مرنے والے کا اتنا غم نہیں کرتا، اگر میں بھی شاعر ہوتا تو زید کا مرثیہ کہتا، متمم نے کہا کہ امیر المومنین اگر میرا بھائی بھی یمامہ کی جنگ میں شہید ہوا ہوتا، تو میں کبھی نہ روتا، اوس کی اس تعزیت پر حضرت عمرؓ کو بڑی تسلی ہوئی، (ابن سعد ج ۳ ق اول ص ۲۷۵) متمم کے ان دلدوز مرثیوں نے حضرت عمرؓ کو اتنا متاثر کیا، کہ مالک کی بیوی کے ساتھ خالد کے عقد کا معاملہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش ہوا، آپ نے رفعِ شر کے خیال

...لم دیا، یہ اصل واقعہ ہے جس کو آب و رنگ دے کر کیا سے کیا بنا دیا گیا ہے، بدؤون کے
...ی ہے، اور محض خالد کے افسانہ کو تقویت دینے کے لئے گڑھا گیا ہے، عکبرا کی جنگ کی
...ت کا سوال الگ رہا، اس نام کی سرے سے کوئی جنگ ہی نہیں ہوئی، جن شاذ لڑائیوں
...و کسی عورت کی خبر ہی نہیں بلکہ فطری تھی جہاں انھوں نے بہت میدان سرکرکے ایک آدھ میں شکست بھی کھا گئے
...مالک کی بیوی کے حسن و جمال کا شہرہ اتنا بڑھا کہ مدینہ میں عبد الرحمن بن ابی بکر اس
...میں جو مضمون نگار نے لکھی ہے، بالکل غلط ہے لیلیٰ نامی ایک عورت سے عبد الرحمن
...رملتا ہے، لیکن اولاً وہ چنداں قابلِ وثوق نہیں ہے، اس لئے کہ یہ واقعہ زبیر بن بکار
...ص ۵۰۴ و اصابہ جلد ۴ ص ۱۶۰) زبیر بن بکار جاہلیت اور عرب کے اخبار و ایام و حکایات
...مستند مورخ، یا ثقہ محدث نہیں ہیں، ان کی روایات زیادہ تر ایام انساب عرب کے متعلق ہیں،
...قدی اور مدائنی اور کلبی سے کچھ اونچے ہیں، انکے بیان میں بہت سی منکر روایتیں بھی شامل
...مسلم) ایسی حالت میں عبد الرحمن اور لیلیٰ کی محبت کی روایت پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا،
...ی دونوں واقعوں یعنی جو مضمون نگار نے لکھا ہے، اور جو زبیر کے افسانہ میں ہے کوئی مناسبت
...تھی، وہ مالک کی بیوی نہ تھی، بلکہ ایک دوسری عورت تھی، معلوم نہیں مضمون نگار نے
...ا ہے، اس کا نام لیلیٰ کسی تاریخ میں نہیں ملتا، طبری اور ابن اثیر وغیرہ نے ام تمیم
...سال تھا، اور عبد الرحمن کو جس عورت کے ساتھ محبت بیان کی جاتی ہے، اوس کا نام
...دونوں کے وطن بھی مختلف ہیں، منہال کا وطن بطیحہ عراق تھا، اور جودی دمشق
...ن کو ایک کرنا انتہا درجہ کی خیانت اور بددیانتی ہے،
...محبت کے واقعہ کی صحت کی صورت میں اس کا واقعہ یہ ہے کہ عبد الرحمن تجارت کے
...میں ان کی نظر لیلیٰ پر پڑ گئی، لیلیٰ بہت حسین و جمیل عورت تھی، عبد الرحمن کو اوس سے

...ب ابن ندیم اور ابن خلکان و یاقوت در معجم الادبا)

محبت ہو گئی، ان کی محبت حضرت عمرؓ کو بھی معلوم تھی، اس لئے جب شام پر فوج کشی ہوئی، تو آپ نے ہدایت کر دی کہ اگر لیلیٰ بنت جودی ہاتھ آئے تو عبد الرحمن کے حوالہ کر دی جائے، چنانچہ جب دمشق فتح ہوا تو لیلیٰ عبد الرحمن کو دیدی گئی، متقدمین میں زبیر نے صرف اسی حد تک یہ واقعہ لکھا ہے، (دیکھو استیعاب ج ۲ ص ۵۰۴) اور اس میں کوئی بدنمائی نہیں ہے،

اس کے بعد جس قدر زمانہ گذرتا گیا، اس واقعہ کے آب و رنگ میں اضافہ ہوتا گیا، چنانچہ اصابہ میں اس کی یہ شکل ہو گئی، کہ لیلیٰ بنت جودی کے حاصل ہونے کے بعد عبد الرحمن کو اس کے ساتھ اتنی شیفتگی بڑھی، کہ اوس کو اپنی دوسری بیویوں پر ترجیح دینے لگے، حضرت عائشہؓ نے عبد الرحمن کو اس پر ملامت کی، لیکن اونھوں نے کوئی توجہ نہیں کی، پھر کچھ دنوں کے بعد عبد الرحمن کا طرز عمل لیلیٰ کے ساتھ بدل گیا، اور اوس پر زیادتی کرنے لگے، لیلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی، اونھوں نے عبد الرحمن سے کہا تم نے دونوں حالتوں میں افراط و تفریط سے کام لیا، (اصابہ ج ۴ ص ۱۹۰)

ابن اثیر جزری اس پر اور اتنا اضافہ کرتے ہیں، کہ جب لیلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے عبد الرحمن کی بدسلوکی کی شکایت کی، تو اونھوں نے عبد الرحمن سے کہا کہ تم نے لیلیٰ کے ساتھ محبت اور نفرت دونوں میں افراط اور تفریط سے کام لیا، یا تم اوس کے ساتھ منصفانہ سلوک کرو، ورنہ اوس کو اس کے گھر پہنچا دو، عبد الرحمن نے لیلیٰ کو اس کے گھر پہنچا دیا، (اسد الغابہ جلد ۳ ص ۳۰۶)

بہرحال تین کتابوں میں یہ واقعہ تین طریقوں سے ملتا ہے، اور ان میں جو اقدم ہے اس میں صرف محبت کا ذکر ہے، باقی محبت میں افراط و تفریط اور اوس کے بعد لیلیٰ سے بے اعتنائی، اور اس کے گھر پہنچانے وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس لئے یہ سب متاخرین کی حاشیہ آرائی معلوم ہوتی ہے، بہرحال اگر ان میں سے پہلا صحیح مانا جائے، جو تقدم زمانی کے اعتبار سے یقیناً سب میں زیادہ مستند ہے، تب تو کوئی اعتراض کی گنجایش ہی نہیں رہ جاتی، عبد الرحمن کو ایک عورت سے محبت ہوئی، اور اوس کے ساتھ اُنھوں نے شادی کر لی، اس میں کوئی مذہبی یا اخلاقی قباحت نہیں ہے، اور اگر آخری روایت بھی صحیح مان لی جائے، تب بھی عبد الرحمن پر کوئی مذہبی الزام عائد نہیں ہوتا، ان کو ایک عورت سے محبت تھی اس کے ساتھ اونھوں نے شادی کر لی، لیکن پھر کسی سبب سے نبھ نہ سکی، اور پہلی محبت باقی نہ رہی، اور اپنی بہن کے کہنے پر لیلیٰ کو اس کے گھر پہنچا دیا،

…خیص و تبصرہ

…انجمن ترقی سائنس کا سالانہ اجلاس

…لانہ اجلاس ۶ ستمبر ۱۹۳۳ء کو لیسٹر (انگلستان) مین منعقد ہوا، اس کے صدر
… (Sir Frederi…) تھے، اس اجلاس کی متعدد نشستین ہوئین جنمین
…ت اور نظریے پیش کئے، اس اجلاس مین تقریبًا تین ہزار سائنس دانون نے
…ون کے مختصر خلاصے اخبارات مین آئے ہین، جنھین ذیل مین ملخص پیش کیا جاتا ہے
…خری حصہ مین علم الحیوان (Biology) کی اہمیت پر زور دیا،
…ہے، اور اس امر پر افسوس کا اظہار کیا، کہ آج کل جو کتابین سائنس پر
…ین علم الحیوان کا یا تو ذکر ہی نہین آتا، یا اگر آتا بھی ہو، تو محض نام کیلئے اس علم
…نے فرمایا:۔
…م گذشتہ سال ایک روشن خیال صاحب فکر سے محروم ہو گئی ہے، اپنے اس
…ادی حد تک امن و ترقی حاصل کر سکتے ہین جس حد تک فن مملکت کے
…ستیار کرین، فن مملکت اور علم الحیوان کا باہمی تعلق اکثر سامعین کے لئے
…سفی ڈاکٹر براڈ (Broad) نے سائنس کی غیر مساوی
…تی (Inorganic) نیچر پر تو ہمین بہت کچھ قابو حاصل

ہو گیا ہے، لیکن علم الحیوان اور نفسیات سے ہم نسبۃً بے خبر ہین، بہر حال ضرورت ہو، کہ فرد اور مملکت دونون کی رہنمائی کیلئے علم الحیوان کی حقیقت پر آج بھی زور دیا جائے، اپنے پر مغز اور بلیغ خطبۂ صدارت مین سر الفرڈ ایونگ نے خاص طور پر زور دیکر ہمین یہ بتایا تھا، کہ انسان کے ہاتھ مین نیچر کی حکومت دیدی گئی ہے قبل اس کے کہ وہ اپنی ذات پر حکومت کرنا معلوم کرے، اسمین جو خطرات شامل ہین، موصوف نے ہمین اُن سے متنبہ کر دیا تھا، اور اس مین جو صداقت موجود ہے، اس سے وہ حضرات ناواقف نہین ہین جنکی کوششون سے انسان نیچر پر روز بروز زیادہ قدرت حاصل کرتا جاتا ہے۔

انجمن کے اجلاس کی ایک دوسری نشست مین جس مین تین ہزار سائنس دان موجود تھے ایک ماہر سائنس مسٹر ڈفٹن (A. F. Dufton) نے اس دلچسپ نظریہ کا اعلان کیا، کہ جو لوگ اپنے والد کے سن کہولت مین پیدا ہوتے ہین، اون کی استعداد بہ نسبت دوسرے لوگون کے زیادہ اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے، موصوف نے اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کیا کہ جن والدین کی عمرین (۴۵) سال سے زیادہ تھین شہرت کے اعتبار سے اُن کے بچون کا تناسب دوسرے بچون کے مقابلہ مین دُوگنا تھا، اسی طرح ۶۰ سال سے زیادہ عمر والون کے بچون کا تناسب لیاقت اور شہرت کے لحاظ سے دس گنا، اور (۷۰) سال سے زیادہ عمر والون کے بچون کا پچاس گنا تھا، اس نظریہ کی جانچ کی غرض سے مسٹر ڈفٹن نے رائل سوسائٹی، اور پارلیمنٹ کے ممبرون، اور مدارس نسوان کی اُستانیون کو خطوط لکھے تھے، ان سب جوابات کا خلاصہ یہی تھا، کہ ممتاز اشخاص کا بڑا حصہ انہی لوگون پر مشتمل ہے، جن کے والدان کی پیدایش کے وقت پختہ عمر کو پہنچ چکے تھے، چنانچہ اس نظریہ کی تصدیق مین موصوف نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی مثال پیش کی اور بتایا کہ آپ کی پیدایش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر (۱۰۰) سال اور حضرت سارہ کی (۹۰) سال تھی،

اسی طرح ڈاکٹر ہیری کیمبل (Dr. H. Campbell) نے اپنے خطبہ مین تعدد ازدواج کے مسئلہ پر سائنس کے نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی، اور فرمایا کہ سردارون مین جو لوگ سب سے زیادہ شجاع اور ذہین ہوتے تھے، وہی سب سے زیادہ شادیان کرتے تھے، اور اپنے بعد سب سے زیادہ اولاد چھوڑ جاتے تھے، موجودہ تہذیب مین تعدد ازدواج کو قائم کرنے مین دقتین ضرور ہین، لیکن بہتر اولاد پیدا کرنے کے نقطۂ نظر سے اسکی حمایت مین بہت کچھ کہا جا سکتا ہے

ادی نہین کرتین، اور ممتاز اشخاص کی بہت بڑی تعداد لاولد مرجاتی ہے، کچھ
نطاط نمایان ہو رہا ہے، جسکی وجہ یہ ہے، کہ جو لوگ دماغی حیثیت سے بلند ہین اُن
ن کے توالد ذہنی اعلی نہین ہین، اُن مین بڑھتا جا تا ہے، ڈاکٹر ہرسٹ (HURST)
کر ذہین خاندانون مین اوسط پیدائش کی روز افزون تخفیف کے باعث موجود
ہے، کہ حکومت کو اس معاملہ مین مداخلت کرنی چاہئے،، اور ایسے خاندانون
ذہین بچے پیدا ہون، والدین اونکی پرورش کی طرف سے مطمئن ہوجائین،

ع ز۔

کومت ایوبیہ کی دو علامات قبر

علامتین سنگ مرمر وغیرہ کی لمبی لمبی تختیون کی صورت مین قائم کی جاتی تھین، اسی لئے
اس قسم کے چار ہزار لوح مزار دارالآثار عربیہ مین موجود ہین، جن مین ایک قدیم
شتہ ھ کی ہے، چالیس لوح مزار دوسری صدی کے اخیر کی ہین، جن کی
سلطنت فاطمیہ کے آخری زمانہ یعنی ۵۶۷ھ تک ختم ہوتی ہین، اسی طرح اس
اس سے زیادہ لوح مزار ہے، جن سے خط کوفی کی ترقی کی تاریخ معلوم ہو سکتی ہے،
ین لوح کے بجائے سنگ مرمر کے ستونون کا رواج ہوا، جن پر تحریرین
حروف مین لکھ دی جاتی تھین، چنانچہ دارالآثار عربیہ مین اس قسم کی قدیم
ن ہے جس کی تاریخ ۵۰۹ھ ہے، اس کے بعد اگرچہ لمبی لمبی تختیون کا رواج
یہ اور اوس کے بعد سلطنت ممالیک مین ستونون نے بہت زیادہ رواج
مین زمین کے اندر سے کھود کر نکالے گئے ہین، جن مین پہلا ستون ڈیڑھ میٹر
س سنٹیمیٹر کا ہے، اور اوس کے ایک طرف ۱۳ سطرون مین خط نسخ ایوبی

مین یہ عبارت منقوش ہی:۔

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم (۲) کل من علیہا فان ویبقا (کذا) (۳) وجہ ربک ذوالجلال (۴) والاکرام ھذا قبر (۵) المعتز بشبابہ الموخوذ (کذا) (۶) من بین اھلہ واترابہ الحسن (۷) الصحیح الحسن السیرۃ (۸) الحسن السریرۃ الامیر الاجل (۹) زین الدین ابن الامیر المجاھد المرابط (۱۰) الحاج الی بیت اللہ حسام الدین (۱۱) الحاجب لولو توفی یوم الاحد (۱۲) ثالث عشر صفر سنہ ثمان تسعین (۱۳) وخمس مائۃ رحمہ اللہ ورحم من ترحم علیہ.

دوسری طرف خط کوفی مشجر کے ابھرے ہوئے حروف مین ایک سطر مین یہ عبارت منقوش ہے، "الدائم الباقی اللہ" اس کے نیچے ایک ہار کے وسط مین ایک طاق لٹکا ہوا ہے، جس کے نیچے اسی قسم کے خط مین یہ عبارت ہے "الملک للہ"

دوسرے ستون کی بلندی ایک میٹر اور اسی سنٹیمیٹر کی ہے، اور اس کا قطر ۲۰ سنٹیمیٹر ہے، اور اوس کے ایک طرف خط نسخ ایوبی کے ابھرے ہوئے حروف مین ۱۷ سطرون کی یہ عبارت ہے:۔

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم (۲) للہ العزۃ والبقاء ولہ (۳) ماذرا وما برا وعلی خلقہ (۴) کتب الفناء فی رسول (۵) اللہ اسوۃ وعزاء، فمن کان (۶) یرجوا (کذا) لقاء ربہ فلیعمل (۷) عملا صالحا ولا یشرک (۸) بعبادۃ ربہ احدا، ھذا (۹) قبر الفقیر الی رحمۃ ربہ (۱۰) الزکی عبد الوھاب (۱۱) ابن عبد الکریم بن محمد (۱۲) بن الشخیون، (؟) الدمشقی (۱۳) توفی ثالث ربیع الآخر (۱۴) سنہ ست وستمائۃ (۱۵) رحم اللہ من قرا ولا (۱۶) ودعا لہ بالرحمۃ (۱۷) والمغفرۃ ولجمیع المسلمین،

دوسری طرف ابھرے ہوئے خط کوفی مین دو سطرون مین یہ عبارت ہی:۔

(۱) انعم المسکن (۲) لمن احسن.

ان دونون کے نیچے ایک کھدا ہوا طاق ہے، جس کے نیچے خط ایوبی مین یہ آیت کھدی ہوئی ہے،

"کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ

الفرد...

ور دوسری کی سنہ ہے، اس لئے یہ دونوں سلطنتِ ایوبیہ کے زمانے کے ہین

ن،

ور تاریخی دونون حیثیون سے بحث کیجا سکتی ہے، فنی حیثیت سے اس ستون مین

س نے تاریخی عبارت خطِ نسخ ایوبی مین لکھی ہے، اور دوسری طرف کوکوفی تحر

لطنتِ فاطمیہ کے زمانے مین خط کوفی نے بڑی اہمیت حاصل کرلی تھی لیکن

ن صلاح الدین نے شیعیت کو مٹاکر صرف احیائے سُنت ہی نہین کیا، بلکہ اون

ن کین، اور اوس کا اثر فنونِ لطیفہ تک پہنچا، اور خط کوفی مشجر خط نسخ ایوبی کی

خط استعمال کئے گئے ہین، معمولی تحریرین تو خط نسخ ایوبی کا استعمال کیا گیا ہو،

جو عبارت جنائزیہ اور تعظیمی القاب منقوش ہین، اون پر حسب ذیل نظر ڈالی جاسکتی ہے

م کی جو عبارتین منقوش ہوتی تھین، اون سے توحید، رسالت، جنت و دوزخ

یہ ظاہر کرنا مقصود تھا، کہ متوفی مسلمان ہے، اور شریعت کے تمام اصول د

ائرہ وسیع ہوا اور اسلام عام طور پر پھیل گیا، تو یہ طرزِ عبارت بدل گیا، اور

جو متوفی کی مدح و ثنا، اور تعظیمی القاب پر بھی مشتمل ہوتی تھین، اور اون سے متوفی

ب پہلی علامت قبر مین پر اس قسم کے تسلی بخش الفاظ موجود ہین، واما الآثار عربیہ مین

ل کرتا تھا، تو علامت قبر پر ایسی عبارتین منقوش کی جاتی تھین جن سے اوس کے

بچپن یا جوانی کا اظہار ہوتا تھا، مثلاً اللھم ان فلاناً توفی طفلاً علی فطرۃ الاسلام الخ وھذا قبر النضر بشابۃ اس کے بعد اوس کی اور اسکے والد کی مدح و ثنا ہوتی تھی اور خوش قسمتی سے اس علامتِ قبر مین تعظیمی القاب ایسے شخص کے لئے استعمال کئے گئے ہین، جو تاریخی حیثیت سے بالکل گمنام ہے، البتہ اس کا باپ لولو حاجب ایک تاریخی حیثیت رکھنے والا آدمی ہے، اور مقریزی نے اوس کا تذکرہ کیا ہے، اور اوس کے حالات لکھے ہین،

دوسری علامتِ قبر پر بھی جو عبارت منقوش ہے، وہ خطِ نسخ ایوبی مین ہے، اور اس خط کی امتیازی خصوصیتین اوس سے صاف طور پر نمایاں ہین، اور اوس کی عبارت جنائزیہ سے متوفی کی شانِ تقشف ظاہر ہوتی ہے، مثلاً الفقیر الی رحمۃ ربہ یا رحم اللہ من قرا و دعا بالرحمۃ وغیرہ فقرون سے ظاہر ہوتا ہے، کہ متوفی ایک زاہد و متورع شخص تھا، اگرچہ تاریخون مین اوس کا تذکرہ نہین ملتا، اور اوسکی شہرت و گمنامی کا حال معلوم نہین ہوتا،

قرآن مجید کی جو آیتین اس پر منقوش ہین، اون سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اون سے عمل صالح اور زہد و تقشف اختیار کرنے کی ترغیب ہوتی ہے، مثلاً فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و کل نفس ذائقۃ الموت وغیرہ آیتین ایک مناسبتِ خاص سے انتخاب کیگئی ہین، اور وہ مناسبت متوفی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے، غالباً وہ صوفیہ سے ہونگے۔

"ع"

چند الفاظ کی اصلیت

لفظ دیپ کے مشتقات

دفتر، دبیر، دوات، دبستان، دیوان،

دفتر، دبیر، دوات، دبستان اور دیوان عربی، فارسی، ترکی، اور دوسری شرقی زبانون مین، بلکہ دبستان کو چھوڑ کر بقیہ الفاظ ہماری زبان مین بھی مستعمل ہین، ابتک ان لفظون کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان مین سے ہر لفظ الگ مادہ سے مشتق ہے، اور یکا خود مستقل ہے، عربی مین یہ تمام الفاظ یقیناً فارسی سے آئے ہین، مگر خود فارسی مین بھی انکی ٹھیک اصلیت کا پتہ نہین چلتا تھا، قدیم فارسی زبان کی تحقیقات اور علم لغت (فیلالوجی) نے جو ترقی کی ہے، اوس سلسلہ مین ان الفاظ کی اصلیت کا بھی پتہ چلا لیا گیا ہے، فارسی رسالہ ایرانشہر کے سال اول نمبر ۸ مین اس پر ایک تقریر چند سال پہلے شائع ہوئی تھی، اوس کی تلخیص درج ذیل ہے:۔

زمانہ مین رائج تھی، "دیپ" کے معنی لکھنے اور خط کھینچنے کے تھے اور یہ لفظ سنسکرت کے

یوش (دارا) کے کتبون مین اوسکو "دیپیں" لکھا ہی جس سے کتبون کے خطوط مراد لیے

لکھے نہین گئے، بلکہ کھودے گئے ہین لیکن چونکہ اوس زمانہ مین دستور تھا کہ خطوط کھود کر

طرح گویا خطوط کو دوبارہ لکھ دیتے تھے، اس لئے "دیپیں" کا لفظ خط اور نوشتہ کے معنی

ہوتے ہین،

ے، اور اسی دیپ سے نکلا ہے، قدیم یونانی مورخون نے اسکو "دیپترا" اور "دفترا" لکھا ہی،

ار جو کہ ایران آیا، اور سترہ سال تک ایرانی دربار مین طبیب رہا تھا، اوس نے تاریخ

لکھا ہی کہ ایرانی سلطنت کے سالنامون کو "دفترا" کہتے ہین، مشہور یونانی مورخ ہیرودوٹ

خط کے معنی مین استعمال ہوتا تھا،

کہتے تھے جو لکھنے سے آشنا ہوتا تھا، کیونکہ قدیم زمانہ مین لکھنا بہت عام نہ تھا، بعد

کہنے لگے جو لکھنے کے علاوہ مضمون آفرینی پر بھی قادر ہو، (یعنی منشی) اور "دبیرستان"

ہے، جہان لکھنا سکھایا جاتا ہو،)

کی بات ہو کہ عثمانی ترک دوات کو "دویت" لکھتے اور پڑھتے ہین جو اصل لفظ (دیپ) سے بہت قریب ہے،

سمجھتے ہین کہ دبستان، ادبستان یا ادیبستان کا مخفف ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہو دبستان

اس طرح "مکتب" کا مرادف ہو،

زمانہ مین مدارس مین صرف لکھنا اور پڑھنا بتلایا جاتا تھا، کتاب نہین ہوتی تھی،

و مرتب نہ تھے، اس لئے اگر کوئی شخص نوشت و خواند سے آشنا ہو جاتا، صاحب ہنر و

ابتدائی مدارس کا ایسا نام موجود ہے، جس سے صرف لکھنے کے معنی ظاہر ہوتے ہین،

۵ - دیوان یعنی وہ جگہ جہان تحریرین اور اوراق محفوظ رہتے ہون، بالفاظ دیگر "دفترخانہ" شاہان ساسانی کے زمانہ مین حکومت کے دفترخانہ کو دیوان کہتے تھے، کیونکہ خراج، مالیات اور صادرات حکومت کے تمام دفاتر یہین محفوظ رہتے تھے، بعد مین خود اون دفاتر اور اوراق کو دیوان کہا گیا، پھر اشعار کے مجموعہ کا یہی نام رکھا گیا، عربون نے اس لفظ کو ایرانیون سے لیکر مختلف مشتقات پیدا کئے، مثلاً دواوین اور تدوین، پھر لاطینی قومون نے اوس کو عربون سے لیکر دوان (Douane) کرلیا، جو فرانسیسی مین آج بھی ادارۂ گمرک (چنگی کے محکمہ) پر اطلاق ہوتا ہے، پہلوی مین یہ لفظ "دیوان" (دیوان) اور ارمنی مین "اتیان" ہے، فخری نے آداب السلطانیہ مین عربون کے ایرانیون سے دفترداری کے سیکھنے کا تذکرہ کیا ہے، (اس کے بعد فخری کی عبارت کا فارسی ترجمہ ہے اور حاشیہ پر فتوح البلدان بلاذری کے مطالعہ کی بھی سفارش کی گئی ہے)

حضرت عمرؓ کے عہد مین ان دفاتر کے ادارہ یعنی محاسبات خارج و صادر (آمد و خرچ کے حسابات) کو دیوان کہتے تھے، جو آج کل کی وزارت مالیہ کا قائم مقام تھا، (شاید اسی بنا پر) عثمانی ترک بھی قدیم زمانہ مین وزیر مال یا مستوفی کو "دفتر دار" کہتے تھے،

بعد مین جب خلافت مبدل بسلطنت ہو گئی اور ہر محکمہ وسیع پیمانہ پر قائم کیا گیا، تو سلطنت کے ہر ادارہ کیلئے ایک دیوان کی بنیاد رکھی گئی، مثلاً دیوان رسائل، دیوان کتابت، دیوان فوج، دیوان برید وغیرہ جو آج کل کے وزارت خانون کی ابتدائی شکلین تھین، ان دائرون کا صدر صاحب دیوان کہلاتا تھا، اس طرح لفظ "دیوان" اپنے تنگ معنی (دفترخانہ) سے نکلکر حکومت کے ادارہ و محکمہ تک وسیع ہو گیا، عثمانی ترکون نے قلم کے معنی مین اسی قسم کی تبدیلی کی ہو، پہلے دفترخانہ کو "قلم اوطہ سی" یعنی قلم و تحریر کا کمرہ کہتے تھے، کبھی کبھی "اطاق" کا لفظ حذف ہو جاتا، اور صرف "قلم" دفترخانہ اور ادارہ کے معنی مین مستعمل ہوتا تھا آج بھی کہتے ہین "از قلم ہی آئیم" یعنی قلم ہی میرم، "فلان در قلم "سیع" مستخدم است،

معارف یہی لفظ **دیوان** ہے، جس کے معنی پہلے تحریرون اور یادداشتون کے بحفاظت رکھنے کا مقام تھا، جس کو آج دفتر اور آفس کہتے ہین، ہماری زبان مین اس کے معنی اوس صاحب منصب کے ہو گئے ہین، جو سرکاری مالی کاغذات اور حسابی تحریرون کا ذمہ دار ہوتا ہو یعنی جسکے متعلق مالیات کا حساب کتاب ہوتا ہو، آجکل کی اصطلاح مین اوسکو وزیر مال کہہ سکتے ہین اور اسی سے ترقی کر کے بعض ہندی ریاستون مین دیوان کے معنی مطلق وزیر کے ہو گئے ہین، غور کیجئے کہ الفاظ کس طرح اپنا قالب اور جولانگاہ بدلا کرتے ہین،

اخبار علمیہ

…کی نئی یونیورسٹی

…سطنطنیہ لکھتا ہے کہ یکم اگست ۳۳ء کو استنبول کی ہفتاد سالہ یونیورسٹی جو دارالفنون
…ں کی جگہ ایک نئی یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے، پہلے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ نئی یونیورسٹی
…یا کہ وہاں ایک دوسری یونیورسٹی قائم کی جائے گی، فی الحال قسطنطنیہ کے قدیم
…قائم کردیا جائے، چنانچہ اس جدید یونیورسٹی کو جدید اصولوں پر قائم کرنے کی خدمت
…کام تین سال میں انجام دیں گے، اس یونیورسٹی کا مقصد نوجوان ترکوں کے لئے
…ا کردینا ہے، اسمین چار شعبے اور آٹھ صیغے رکھے گئے ہیں، وہ چاروں شعبے لٹریچر،
…ل تقسیم پر مشتمل ہیں،
…و عمرانیات قومی، (۳) جغرافیہ، (۴) ترکیبات، (۵) نفسیات، (۶) علم کیمیا

…ین تھا توڑ دیا گیا ہے، اور اوسکی جگہ اوس سے وسیع تر اسلامیات کا صیغہ
…نون کا بھی ایک صیغہ ہے، اور جامعہ کے طلبہ کے لئے کم سے کم دو غیر زبانون
…دی قرار دیا گیا ہے، تقریباً پچاس غیر ملکی پروفیسر مقرر کئے گئے ہیں، انگریزی
…یا جائے گا، اور غیر ملکی زبانوں کی تعلیم ثانوی مدارس میں بھی جاری کیجائے گی

ان ترمیمات کی بناپر قدیم یونیورسٹی کے جو پروفیسر کثیر تعداد میں علحدہ کردئے گئے ہیں، ان سے مترجمین کی ایک جماعت قائم کیجارہی ہے، یہ لوگ تمام دنیا کے علوم و فنون کی اعلیٰ تصانیف اور یورپ کے جدید علوم کی بہترین درسی کتابوں کا ترجمہ جدید ترکی زبان میں کرینگے۔

نسل انسانی کی قدامت

مسٹر آرتھر اسمتھ ووڈورڈ مشہور انگریز ماہر انسانیات نے حال میں بین الاقوامی انجمن ارضیات، واشنگٹن کے سامنے بیان کیا ہے کہ جنوبی شرقی افریقہ کے علاقہ ٹنگانائیکا (Tanganyika) میں ڈاکٹر لیکی نے چند ما قبل تاریخ انسانی ہڈیون کے جو ٹکڑے پائے ہیں، اُن سے صرف اسی قدر نہیں معلوم ہوتا، کہ نسل انسانی کی موجودہ قسم بہت قدیم ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ انسان کی جائے پیدائش افریقہ ہی میں ہے، موصوف کی رائے ہے کہ نسل انسانی کی عمر دس لاکھ سال نہیں بلکہ دو کرور سال ہے، یہ دونوں رائیں اُن خیالات کے خلاف ہیں جو ابتک اس مسئلہ میں قائم تھے، اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا، کہ نسل انسانی کو انسانی یا نصف انسانی حالت میں آئے ہوئے تقریباً دس لاکھ برس ہوئے، ٹنگانائیکا کی انسانی ہڈیون کی قدامت کا تعین بعض جانورون کی ہڈیون کی قدامت سے کیا جاتا ہے، یہ جانور اب ناپید ہیں، لیکن اون کی ہڈیان انسانی ہڈیون سے ملتی جلتی ہیں، سر آرتھر کے نظریہ کی تائید ایک اور نظریہ سے بھی ہوتی ہے، جو ڈاکٹر جیتھیو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

قدیم نظریات کے روسے انسان کی آفرینش یورپ یا ایشیا میں ہوئی ہے، ایک دوسرے سائنس دان گرگری جیسن ماہر اثریات پنسلوینیا یونیورسٹی میوزیم (امریکہ) نے ایک بالکل مختلف نظریہ پیش کیا ہے، اون کو اس امر کی شہادت مل رہی ہے، کہ نسل انسانی کی ابتدا یورپ، ایشیا، افریقہ میں نہیں، بلکہ امریکہ میں ہوئی، انسانی نسل کے بندر جو ہانڈوراس (وسطی امریکہ) میں پائے جاتے ہیں، اور ٹارسیس (Yaz …) نامی ایک جانور کی ہڈیان، جو ویومنگ (شمالی امریکہ) میں پائی گئی ہیں، یہ دونوں پروفیسر جیسن کے خیال میں انسان سے ملتے جلتے ہیں، اور ممکن ہے کہ انسانی ارتقاء کی ابتدائی کڑیاں ہوں، پروفیسر موصوف ان بندروں کے مطالعہ کے لئے وسطی امریکہ گئے ہوئے ہیں،

زحل پرنیا داغ

ان ہیئت دان مسٹر جان ویلیس (John Willis)

خط استوا پر ایک بڑا سفید داغ دریافت کیا ہے، یہ داغ تقریباً بیس ہزار

یہ داغ ہمارے کرۂ ارض سے بہت زیادہ بڑا ہے، لیکن زحل کی وسعت کے

میل ہے، یہ وسیع خط زحل کی زردی مائل سطح پر محض ایک بڑے سفید

یات کا فخر اول اول ایک برطانوی شخص ول ہے (Will. Hay)

وقت ہوئی جب ویلیس نے بحری رصد خانہ واشنگٹن میں اُسکو بطور خود دریافت

سالمہ کی مقدار

نے سالمہ (Molecules) کی کثرت (Aston)

اس پانی کے سالمون پر کوئی ایسا نشان بنا دیا جائے، جس سے وہ پہچانے

ے، تو اس کے سالمے بالآخر کرۂ ارض کے تمام آبی حصون مین برابر برابر پھیل

اس پانی نکالا جائے، تو اُس مین اُن نشان شدہ سالمون مین سے دو ہزار سے

لکڑی کی شکر

(Prof. Erik. Haeggl) نے حال مین حکومت

نے کی ایک تجویز پیش کی ہے، جسمین بیان کیا ہے، کہ ۱۵ لاکھ ٹن خشک لکڑی

(نمک کا تیزاب) کے ذریعہ سے تیار ہو سکتی ہے، لیکن یہ شکر انسانون کی

غذا مین استعمال نہین کی جا سکتی، پروفیسر مذکور کی تجویز ہے، کہ ایک ایسے چوپایون کو کھلا سکتے ہین، اور الکحل نمبر (EAB ۲)
اور موٹر کا تیل بنانے مین استعمال کر سکتے ہین،

غیر مرئی تار

نازک برقی سامان کی حفاظت کیلئے پلاٹینم کا ایک ایسا باریک تار بنایا گیا ہے جس کی دبازت انسانی بال کی دبازت کا تیسوان حصہ ہے، ایک انچ کی وسعت مین ایسے (۱۲۳۰۰) تار ایک دوسرے سے ملا کر رکھے جا سکتے ہین، ایک پونڈ پلاٹینم مین (۲۵۱۰۰۰۰) فٹ لمبا تار تیار ہو جائے گا، یعنی اوسکا طول کرۂ ارض کے نصف قطر سے بقدر ۱۰۵۰ میل زیادہ ہوگا

بیخوابی کا علاج،

جرمنی کے ایک طبیب ڈاکٹر مارلوتھ نے اپنے ملک والون کے لئے بیخوابی کے علاج کیلئے کچھ ہدایتین شائع کی ہین جو ہر ملک کیلئے مفید ثابت ہو نگی، یہ ہدایتین بیخوابی کے مستقل مریضون کے لئے نہین ہین، بلکہ صرف اُن کے لئے ہین جنھین خارجی اثرات کے باعث نیند نہین آتی، ڈاکٹر موصوف نے حسب ذیل دفعات مین اس شکایت کے اسباب اور اسکو رفع کرنیکے طریقے بتائے ہین،:- مثلاً شور و غل کی آوازون سے دور رہنا، سونے سے پہلے زیادہ نہ کھانا، سونے وقت دلچسپ قصّون کو نہ پڑھنا، کھیل تماشون سے قوت متخیلہ کو برانگیختگی سے بچانا، فکر و رنج، غصہ یا دوسرے تردّدات سے پرہیز کرنا وغیرہ اسی طرح ڈکھتا ہے بیخوابی کا بہترین علاج یہ کہ زندگی خوش اوقات طریقہ پر بسر کیجائے، یا اگر کتاب بہت زیادہ دلچسپ ہو تو شب مین نیند لانے کیلئے اُس وقت تک پڑھی جائے، جب تک کہ آنکھین بند نہ ہونے لگین، شام کو کافی ورزش کر لینے سے بھی شب مین نیند اچھی آتی ہے، اور نیند لانیکا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بستر پر لیٹ کر اپنے بدن کو بالکل ڈھیلا دے اور آنکھ بند کر کے یہ خیال کرے کہ نیند آ رہی ہے، دوسری طرف فرانس کے ایک طبیب نے بیخوابی کی شکایت رکھنے والون کیلئے ایک مختلف علاج پیش کیا ہے، اس کا خیال ہے کہ سوتے وقت اگر سر شمال کی جانب اور پیر جنوب کی طرف رکھا جائے، تو نیند بہت اچھی آتی ہے سبب یہ کہ مقناطیسی رو شمال سے جنوب کی طرف بہتی ہے، اور اس طرح سونے مین آسانی اور آزادی کے ساتھ جسم کے اندر سے گذر جائیگی، جس سے سکون اور آرام ملیگا، پیرس کے ایک اخبار کا بیان ہے کہ اس نظریہ کی اشاعت کے بعد عام طور پر لوگون نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے اور اس سے فائدہ محسوس کر رہے ہین،

"ع ز"

ادبیات

[م]سجد نبوی مین نماز تہجد

(ازحکیم اشرف اتحد حیدرآبادی)

[...]ت کا وقت   وہ زخمہ دل مسلم، بلالؓ کی آواز،
[...]الاّھو   ہرایک قال سے ظاہر ہو حال کی آواز،

[...]و مزمل   وہ نور اس مین سراجاً منیراً کی تفسیر،
[...]قدرت نے   قلم سے نور کے کھینچی ہے نور کی تصویر،

[...]دیکھے مین   نظر ذراسی چمک پر ہے کان آہٹ پر،
[...]ی بات سنو   چمک کے حسن کا کہنا، "ادھر بھی ایک نظر"

[...]ربک کا   وہ وقت خاص، وتبتل الیہ تبتیلا
[...]قرآن   دعا وہ صدق سے مصداق اقوم قیلا

[...]ۂ الحمد   خدا کی حمد، محمدؐ کے ساتھ ہوتی ہے،
[...]ی ہے،   مخاطب فتہجد کے ساتھ ہوتی ہے،

آہ رسا

([...]جناب حفیظ ہوشیارپوری بی اے)

[...]پہنچے،   بات بڑھ کر یہ خدا جانے کہان تک پہنچے،
[...]اللہ!   جلوے آنکھون سے اُتر کر دل و جان تک پہنچے،

[...] مقاماً محموداً

تیری منزل پہ پہنچنا کوئی آسان نہ تھا،   سرحد عقل سے گذرے تو یہان تک پہنچے،
غیرت عشق مری جنبش کا آئینہ ہے،   دیکھنے والے کہان سے ہین کہان تک پہنچے،
کھل گیا آج نگاہین ہین نگاہین اپنی   جلوے ہی جلوے نظر آئے جہان تک پہنچے،
آہ! وہ حرف تمنا کہ نہ لب تک آئے،   ہائے وہ بات کہ رک رک کے زبان تک پہنچے،
کس کا دل ہے کہ سُنے قصۂ فرقت میرا   کون ہے جو مرے اندوہ نہان تک پہنچے،
خلش انگیز تھا، کیا کیا تری مژگان کا خیال   ٹوٹ کر دل مین یہ نشتر رگ جان تک پہنچے،
نہ پتہ سنگ نشان کا نہ خبر رہبر کی،!   جستجو مین تری دیوانے یہان تک پہنچے،
نہ غبار رہ منزل ہے، نہ آواز جرس،   کون مجھ رہرو گم کردہ نشان تک پہنچے،
صاف توہین ہے یہ درد محبت کی حفیظ،   حسن کا راز ہو، اور میری زبان تک پہنچے،

اسرار توحید

از مولوی حکیم امداد حسین صاحب توحید ندوی، منشی فاضل، اولی ہیڈ اورنٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول سیالکوٹ

کہتے ہین مجھے خموش رہتا ہون مین،   چپ چاپ سبو بدوش رہتا ہون مین،
دل دور تلاش مین نکل جاتا ہے،   (۱) پھر منتظر سر دوش رہتا ہون مین،

موجین اٹھتی ہین، دل مین طغیانی ہے،   یارب میرا آس پاس بر فانی ہے،
آنکھون مین اثر عطا ہو، گھلا دون مین،   (۲) دنیا دیکھے یہ شعلہ افشانی ہے،

اسلام سے درگذر نہین ہونے کا،   تم لاکھ کچھ مفر نہین ہونے کا لو
ہے پیش اسمبلی مین قانون طلاق،   (۳) فطرت ہے اگر گر نہین ہونے کا لو

آؤ کرین مل کے آشنائی کی باتین،   کچھ دل کی ہون کچھ ہون دلربا کی باتین،
سنتا رہتا ہون اُن کو مل جاتا ہے   (۴) کرتے رہتے ہین جو خدا کی باتین،

...ت
...وعاجدِ

...کے ماخذ (بزبان انگریزی) از پروفیسر سید مظفر الدین صاحب ندوی

...چھوٹی، لکھائی چھپائی، خوشخط ٹائپ مین، قیمت مجلد للعہ، پتہ:- جناب

...ش سورس" کے نام سے ہی، اس مین اسلام کے مختلف فرقون اور مسلکون،
...ت محققانہ اور سلیس انداز مین بیان کئے گئے ہین، نیز دلائل سے اون متشرقین
...دوسرے مذاہب اور دوسرے غیر مسلم گروہون کے عقائد کی خوشہ چینی
...نگریزی تعلیم یافتہ جماعت کے سنجیدہ علمی حلقون مین وقعت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی،

...ناشر رام نراین لال، کٹرا روڈ، الہ آباد، حجم چھوٹی تقطیع کے ۱۲۴ صفحے،

...قزوینی کے وتیع وطویل حواشی کے ساتھ ۱۹۰۹ء مین ایک ضخیم جلد مین چھپ
...ی اور نسخہ کے بآسانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے طلبہ کو
...محمد رفیع صاحب (فاضل دیوبند) شکریہ کے مستحق ہین، کہ قزوینی کے
...ی شکل مین چھپوانے کا اہتمام کیا، اب وہی نسخہ سستے دام مین دستیاب
...تعلیقات مین سے اختلاف نسخ کے حصہ کو اس مین شامل کر لیا ہی، اور ابتدا

مین دو مضمون کا دیباچہ لکھا ہی جسمین نظامی کے سوانح حیات اور چہار مقالہ کا سرسری تعارف ہی،

موازنہ ہلال وصلیب

مولفہ جناب محمد عبد السمیع خان صاحب نکہت شاہجہانپوری بی اے،

حجم چھوٹی تقطیع کے ۲۰۷ صفحے، قیمت: - عہ، مولف سے بتوسط اسسٹنٹ سکریٹری انجمن اسلام بازار ہائی روڈ، فورٹ نمبرا بمبئی سے طلب کرین،

موازنۂ ہلال وصلیب ہمارے نوجوان انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنی رجحانات مین خوشگوار تبدیلی پیدا ہونیکے آثار کے طور پر دیکھی جاسکتی ہی، اس رسالہ مین نوجوان مؤلف نے اسلامی تمدن اور یورپ پر اوس کے اثرات کو دلپذیر انداز مین پیش کیا ہے، اور اس سے مقصود یورپ کی موجودہ خیرہ کن تمدنی ترقیون سے مبہوت مسلمانون کو بیدار کرنا ہے کہ آج یورپ مین علم وفن کے جو چکا چوند پیدا کرنے والے مناظر ہمین دکھائی دے رہے ہین، وہ ہماری ہی تعمیر کی ہوئی عمارت پر مزید نقش ونگار ہین، مؤلف نے اوس کو عیسائی دنیا کے ممتاز مؤرخین، لیبان، مکیب، ارنلڈ، جوزف ہیل اور اسکاٹ وغیرہ کی تالیفات سامنے رکھکر مرتب کیا ہے، اور اون کی شہادتون سے اسلامی تمدن کے برکات دکھائے ہین، کتاب آٹھ دس ابواب مین ہی جنمین تقریباً اسلامی مدنیت کے اکثر شعبون کا اجمالی خاکہ سامنے آگیا ہی،

افسانۂ نواب جمیل الشان

از جناب عبد الرؤف صاحب عباسی اڈیٹر حق لکھنؤ، حجم ۲۰۰ صفحے،

قیمت عہ، پتہ:- منیجر جدید برقی پریس اشتیاق منزل نمبر ۳۴ ہیوٹ روڈ لکھنؤ،

"نواب جمیل الشان" لکھنؤ کے ایک وثیقہ دار نواب ہین، نوابی کے کارخانے بگڑ چکے ہین، پر آن بان ابھی تک قائم ہی، عیش ونشاط کے اوسی طرح دلدادہ ہین، مصاحبین کا جمگھٹ بھی رہتا ہے، پیری مین عشق کی سوجھتی ہی، لکھنؤ کی ایک طوائف کے گرویدہ ہوتے ہین، بدایون کے ایک "سرکار" رئیس سے مقابلہ ہوتا ہی، اسی ضمن مین نواب صاحب کے ایک ہم عمر عزیز خاص اور بچپن کے ساتھی نواب ضیاء حسین سے تعارف ہوتا ہی، یہ بڑے داؤ پیچ کے آدمی نکلتے ہین، ان مین اور رئیس مین خوب خوب داغی مقابلہ ہوتا ہی، اور حیلون اور سازشون کے عجیب عجیب دلچسپ واقعات سامنے آتے ہین، جسمین لکھنؤ کی اس طوائف کی ذہانت کے دلچسپ مظاہر بھی ہوتے ہین، آخر بوالہوسی وہوسناکی کے نتائج بد سامنے آتے ہین، وہی طوائف درس نصیحت دیتی ہی، اور فریب کار پر دہ ایک اچانک ہوجاتا ہی، قصہ کے پلاٹ کو ... دلچسپ

...ں کا گمان ہوتا ہو اس افسانہ پر مولینا عبد الماجد صاحب دریابادی نے شروع میں دو تین صفحون میں دیباچہ لکھا ہے

...یستانی اکمن مجرہ ۵۰ صفحے قیمت درج نہیں، پتہ: منیجر صاحب جامعہ ملیہ بک ڈپو قرولباغ، دہلی،

...انون کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً رسالون میں شائع ہوتے رہے ہین کیمیاگر اور دوسرے افسانے

...ین معاشرتی زندگی کے کسی نہ کسی ایک خاص پہلو یا معاشرتی زندگی کے کسی ایک

...ش کیا ہو، اور یہی ان افسانون کی نمایان خصوصیت ہو، یون عمومی دلچسپی کے لحاظ سے

...ین لیکن کہین پر محض اپنے اصلاحی خیالات سمجھانے کیلئے فسانہ مین اونکو اس طرح

...و غائب ہونیکے علاوہ شاید نظریاتی عنوان بحث بھی گم ہو کر رہ گیا ہو،

...جناب مولوی سید محمد میان صاحب دیوبندی، ناشر منیجر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند،

...، لکھائی چھپائی بچون کے مناسب، قیمت درج نہین،

...ل کا ایک سلسلہ طلبہ کیلئے لکھنا شروع کیا ہے، اوس کا یہ پہلا حصہ ہے، اس

...ن کئے گئے ہین، رسالہ درسی کتاب کے طور پر مکالمہ کی شکل مین قلمبند کیا گیا ہے

...، رسالہ بچون کیلئے مفید ہوگا،

...ی قاری خلیل احمد صاحب لکھنوی (فاضل دینیات) حجم بہ ترتیب چھوٹی

...یمت ہر ایک سالہ ۳ر پتہ: بشری بکڈپو نمبر ۲۱، کتاب خانہ اسٹریٹ ماونٹ روڈ مدراس،

...زبان کے سکھانے کیلئے انگریزی ریڈرون کے طرز پر کلید عربی کے نام سے

...نظر ہے اسمین جملون کے ذریعہ عربی بنانے اور صرف و نحو کے مسائل مستحضر

...صحیح کو استعمال کرایا گیا ہو، اور آخر مین نحو و صرف کے چند قواعد اور گردانین درج ہین،

...س مین اونا قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھنے اور تجوید کے حاصل کرنیکی ضرورت دکھائی گئی ہو،

...کر بیان کئے گئے ہین،

"ض"

ضمیمہ

تاریخ خطیب البغدادی،

ابوحنیفہ النعمان بن ثابت

گذشتہ سے پیوستہ

از نواب صدر یار جنگ مولنا حبیب الرحمن خانصاحب شروانی

النعمانؒ بن ثابت، ابوحنیفہ تیمی امام صاحب الرای، فقیہ اہل عراق، انس بن مالکؓ کو دیکھا، عطا بن ابی رباح نافع مولیٰ ابن عمر، حماد بن ابی سلیمان، ہشام بن عروہ، علقمہ بن مرثد وغیرہم سے سماعت حدیث کی، عبد اللہ بن المبارک وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، ابویوسف القاضی، محمد بن حسن وغیرہم نے اُنسے روایت کی، نسب کی بابتہ منجملہ دیگر مختلف روایتون کے امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل بن حماد کی روایت ہے کہ ہم ابنائے فارس سے ہین، غلامی نے کبھی ہم کو مس نہین کیا (اہل البیت ادری بمانی البیت، شروانی)

ولادت ۸۰ھ، حلیہ میانہ قد، خوشرو، خوش لباس، عطر کا استعمال بکثرت کرتے کہ مکان سے برآمد ہونے پر فضا معطر ہو جاتی، نیک صحبت، بڑے کرم کرنے والے، اپنے بھائیون کے دلی غمخوار، خوش بیانی مین فائق، شیرین آواز، بلند ہمت

۱؎ واضح ہو کہ خطیب بغدادی نے امام صاحب کے حال مین پورے سو صفحے لکھے ہین، مضمون ذیل مین مذاق حال کے مناسب مضامین اقتباس کرکے لکھے گئے ہین (شروانی) ۲؎ دیکھو اسکی تائید مین تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ جلد اول، تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر العسقلانیؒ الخیرات الحسان، مرآۃ الجنان امام یافعیؒ، امام یافعی چار صحابہ کرام کی روایت کے قائل ہین، (شروانی)

کے حلقۂ درس میں ان کے سوا کوئی اور استاد کے سامنے نہ بیٹھتا، دس برس انکی
کو بیٹھا کر حماد باہر گئے، یہ لوگون کے سوالون کا جواب دیتے رہے، ایسے مسئلے بھی
پر مسائل مذکور خدمت میں پیش کئے جو ساٹھ تھے، استاد نے چالیس سے اتفاق
کی کہ ساری عمر حاضر رہونگا، چنانچہ استاد کی وفات تک ساتھ رہے، کل زمانۂ
کہتے ہین کہ ایک بار والد سفر مین گئے اور کچھ دن باہر رہے، واپسی پر
کس کے دیکھنے کا شوق تھا (ان کا خیال تھا کہین گے بیٹے کے دیکھنے کا)
کبھی لگا، ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤن تو یہی کرتا،
کی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ مین امیر المومنین خلیفہ منصور کے پاس گیا تو
کہا حماد سے انھون نے ابراہیم (نخعی) سے انھون نے عمر بن الخطاب،
عبد اللہ بن العباس سے منصور نے سنکر کہا، خوب خوب، ابو حنیفہ تم نے بہت
طاہرین تھے، سب پر اللہ کی درود،
منصور سے عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ یہ (ابو حنیفہ) آج دنیا کے عالم ہین، پوچھا
اصحاب عمرؓ سے عمر کا، اصحاب علیؓ سے علی کا، اصحاب عبد اللہ سے عبد اللہ کا، او
روئے زمین پر نہ تھا،
حنیفہ نے عبد اللہ کا قول عتق الامۃ طلاقہا کیون ترک کیا جواب دیا کہ اس حدیث کی بنا
ہے کہ بریرہ جب آزاد کی گئین تو ان کو اختیار دیا گیا، اعمش یہ سنکر تعجب
ان اباحنیفۃ لفطن،
ہے کہ مین نے کوفہ پہنچکر پوچھا کہ کوفہ والون مین سب سے زیادہ پارسا کون ہے
مین نے ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی پارسا نہین دیکھا، ما رأیت احدا

اورع من ابی حنیفۃ۔ تیسرا قول ہے کہ مین نے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ پارسا نہین پایا، حالانکہ درمون سے، مال ودولت سے اُن کی آزمایش کیگئی (اپنے زمانہ مین امام صاحب کے سب سے زیادہ عابد و پارسا ہونے کی تائید مین اور بھی متعدد قول خطیب نے نقل کئے ہین) سفیان بن عینیہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت مین کوئی آدمی مکہ مین ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہین آیا، اُن کا یہ بھی قول ہے کہ وہ نماز اول وقت ادا کرتے تھے، ابو مطیع کا قول ہے کہ مین قیام مکہ کے زمانے مین رات کی جس ساعت مین طواف کو گیا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کو طواف مین مصروف پایا، ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرتِ نماز کی وجہ سے ابو حنیفہ کو لوگ میخ (وتد) کہنے لگے تھے،

شب بیداری و قرآن خوانی | یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ کان ابوحنیفۃ لا ینام اللیل، ابو حنیفہ شب بیدار تھے، اسد بن عمر کا قول ہے کہ ابو حنیفہ شب کی نماز مین ایک رکعت مین پورا قرآن ختم کر دیتے تھے ان کے گریہ وزاری کی آواز سُنکر پڑوسیون کو رحم آنے لگتا تھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ انھون نے جس مقام پر وفات پائی وہان سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے، ابو الجویریہ کا قول ہے کہ صحبتُ حماد بن ابی سلیمان ومحارب بن دثار وعلقمۃ بن مرثد وعون بن عبد اللہ وصحبتُ اباحنیفۃ فما کان فی القوم رجل احسن لیلا من ابی حنیفۃ، لقد صحبت اشہرا فما منہا لیلۃ وضع فیہا جنبہ، مین حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد اور عون بن عبد اللہ کی صحبت مین بیٹھا ہون اور ابو حنیفہ کی صحبت مین بھی رہا ہون مین نے اس جماعت مین کسی کو ابو حنیفہ سے بہتر شب گذار نہین پایا، مین مہینون ان کی صحبت مین رہا، اس تمام زمانے مین ایک رات بھی پہلو لگاتے نہین دیکھا، مسعر بن کدام کا قول ہے کہ مین ایک رات مسجد مین داخل ہوا، تو کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز کان مین آئی جس کی شیرینی دل مین اثر کر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھ کو خیال ہوا کہ اب رکوع کرین گے، انھون نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، نصف ختم کیا، اسی طرح پڑھتے رہے کہ کلام مجید ایک رکعت مین ختم ہو گیا، مین نے دیکھا تو وہ ابو حنیفہ تھے، خارجہ بن مصعب کہتے ہین کہ خانۂ کعبہ مین چار امامون نے پورا قرآن پڑھا ہے، عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابو حنیفہ، زائدہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے ابو حنیفہ کے ساتھ عشا کی نماز مسجد مین پڑھی

واکہ مین مسجد مین ہون، حالانکہ تنہائی مین ایک مسئلہ مین اُن سے پوچھنا

ان مجید پڑھنا شروع کیا، مین انتظار مین کھڑا رہا کہ فارغ ہون تو مسئلہ

پہنچے (فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ) تو اس کو بار بار

ہی، یہانتک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی، یزید بن الکمیت جو برگزیدہ

س) کہتے ہین، کہ ابوحنیفہ کے دل مین اللہ تعالیٰ کا خوف شدید تھا،

زلت پڑھی، ابوحنیفہ جماعت مین تھے، جب نماز ختم کرکے آدمی چلے

ے ہین، تنفس جاری ہے، مین نے دل مین کہا چپکے سے اٹھ چلو ان کے

ں چھوڑ کر مین چلا آیا، اس مین تیل تھوڑا تھا، طلوع فجر کے وقت جب

ھی پکڑے کھڑے ہین، اور کہہ رہے ہین، یا من یجزی بمثقال

ل ذرۃ شر شراً، اجر النعمان عبدك من النار وما

سعة رحمتك، اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے اور

و نعمان کو آگ سے اور اسکے لگ بھگ عذاب سے بچائیو، اور اپنی رحمت

ر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے، مجھکو دیکھکر کہا

ان دے چکا، کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا، یہ کہکر صبح کی سنتین پڑھین

ریک ہوئے، ہمارے ساتھ صبح کی نماز اول شب کے وضو سے

ات ابوحنیفہ نے نماز مین یہ آیت پڑھی (بل الساعۃ موعدھم

و قیامت پر ہے، اور قیامت بڑی آفت اور بہت تلخ ہے) تمام رات

تے رہے،

تعلق خطیب نے اور بھی بہت سی روایتین لکھی ہین، نمونہ کے لئے

اوپر کے بیان کافی ہین، یہ بھی خیال ہے کہ ہم پست ہمت مردہ دل ان کو اپنے حال پر قیاس کرکے مبالغہ اور بے اصل تصور نہ کر بیٹھین،

قیس بن ربیع کا قول ہے کہ ابوحنیفہ پرہیزگار، فقیہ، محسود خلائق تھے، جو ان کے پاس التجا لیجاتا اس کے ساتھ بہت سا سلوک کرتے، بھائیون کے ساتھ بکثرت احسان کرتے، انھی کا قول ہے کہ ابوحنیفہ مال تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے، سالانہ منافع جمع کرکے شیوخ محدثین کے لئے ضرورت کی چیزین خریدتے، خوراک اور لباس غرض جملہ ضروریات کا انتظام کرتے، اس سے جو روپیہ بچتا وہ نقد جملہ سامان کیساتھ یہ کہکر ان کے پاس بھیجتے کہ "اس کو خرچ کرو اور سوائے اللہ کے کسی کی تعریف نہ کرو اس لیے کہ مین نے اپنے مال مین سے تم کو کچھ نہین دیا، یہ اللہ کا تمھارے معاملے مین مجھ پر فضل ہے کہ تمھاری قسمت کا نفع ہوا، یہ وہ فیض ہے جو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے تم کو پہنچاتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ جو اللہ بخشے اس مین دوسرے کی قوت کا کیا دخل ہو سکتا ہے"، ابو یوسف کا قول ہے کہ ابوحنیفہ ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، ابوحنیفہ دربار کے عطیون سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے ان کو بدفعات تیس ہزار درہم دیئے، انکار مین برہمی کا اندیشہ تھا، کہا امیرالمومنین مین بغداد مین غریب الوطن ہون، اجازت دیجئے کہ خزانہ شاہی مین یہ رقم میرے نام سے جمع ہوتی رہے، منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے مین رہی، بعد وفات جب منصور نے یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کی حفاظت مین لوگون کے پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو بعد وفات بجنسہ واپس دیئے گئے، تو اس نے کہا ابوحنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے، امانت داری مسلم تھی، وکیع کا قول ہے، کان واللّٰہ ابوحنیفۃ عظیم الامانۃ وکان اللّٰہ فی قلبہ جلیلاً وکبیراً، واللہ ابوحنیفہ بڑے امین تھے، اللہ کی جلالت اور کبریائی ان کے دل مین بھری ہوئی تھی، ان کا یہ بھی قول ہے کہ جب ابوحنیفہ اپنے بال بچون کیلئے کپڑے بناتے تو ان کی قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے، اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اسکی قیمت کی برابر شیوخ علما کے لئے لباس تیار کراتے، جب کھانا سامنے آتا تو اول اپنی خوراک کی مقدار سے دونا نکال کر کسی محتاج کو دیدیتے، صفائی معاملہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی، ایک بار کپڑے

اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بچو تو اس کا عیب جتا دینا
یاد نہ رہا کہ عیب والا تھان کسکے ہاتھ فروخت کیا، ان کو معلوم ہوا تو سارے
بیٹے علی نے یہ روایت کی ہے، ابن صہیب کا قول ہے کہ ابوحنیفہ اکثر یہ

انکو	وسیبہ واسع یرجی وینتظر

کمو	واللہ یعطی بلا من ولا کدر

سے بہتر ہے، اور اس کا جود بہت وسیع ہے کہ سب اس کے امیدوار
نا مکدر کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا میں نہ احسان رکھنا ہے نہ کدورت
قل قائم کیا ہے، عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا کہ لے
ت سے کسی قدر دور بھاگتے ہیں، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے
سے بڑھکر ہے، کہ وہ اپنی نیکیون پر ایسی بلا مسلط کرین جو اُن کو
حنیفہ کی عقل روئے زمین کے آدھے آدمیون کی عقل سے تولی
ب نے ایک موقع پر ابوحنیفہ کے ذکر کے سلسلے مین کہا کہ مین نے
ی پائے، ان مین سے ایک ابوحنیفہ ہین، یزید بن ہارون کا قول ہے
زیادہ عاقل زیادہ فاضل اور زیادہ پارسا نہین پایا، محمد بن عبداللہ
کلام، ارادہ، نقل وحرکت سے عیان ہوتی تھی، کان ابو حنیفة
یہ ومدخلہ ومخرجہ،
گئے، حاجب ربیع نے (جسکو ان سے مخالفت تھی) کہا ابوحنیفہ
مخالفت کرتے ہین، ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر انسان اگر ایکدن

یا دو دن کے بعد استثناء کر دے تو جائز ہے، یہ کہتے ہین کہ نہین وہی استثناء جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کیا جاوے، ابوحنیفہ نے کہا، امیرالمومنین! ربیع کا خیال فاسد یہ ہے کہ آپکی فوج پر آپکی بعیت کی پابندی نہین، اس لئے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے ہین، مگر جاکر اس سے استثناء کر لیتے ہین، لہذا بعیت کا حلف باطل ہوجاتا ہے، منصور یہ سنکر ہنس پڑا اور کہا دیکھ ربیع! ابوحنیفہ کے منھ مت لگ، باہر نکل کر ربیع نے شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہایا تھا، ابوحنیفہ نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، مین نے تم کو بھی بچا لیا، اور اپنی جان بھی بچائی، عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ مین نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابوحنیفہ کی رکاب تھامے ہوے کھڑے تھے، واللہ ہم نے کوئی انسان نہین دیکھا کہ جو فقہ مین تم سے زیادہ بالغ النظر ہو یا زیادہ صابر ہو یا زیادہ حاضر جواب ہو، تم اپنے وقت کے مسلم پیشوا ہو، تم پر جو اعتراض کرتے ہین وہ حاسد ہین،

حق پر استقامت | اسمٰعیل بن مزاحم کا قول ہے کہ دنیا ابوحنیفہ کے قدمون پر گری، انھون نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا، ان کے لینے پر کوڑون کے ذریعہ سے مجبور کئے گئے، مگر قبول نہ کیا، دو مرتبہ ابوحنیفہ نے حق کی حفاظت پر جسمانی تکلیفین برداشت کین، اول مرتبہ بنوامیہ کے زمانے مین، جب ابن ہبیرہ عامل کوفہ نے کوفہ کی قضا کا عہدہ قبول کرنے پر ان سے اصرار کیا، انکار پر تو کوڑے لگوائے، بالآخر چھوڑ دیا، ہر روز دس کوڑے مارے گئے، ایکدن کوڑے لگنے کے دوران مین روئے، چھوٹنے کے بعد رونے کا سبب کسی نے پوچھا تو کہا کہ مجھ کو اپنی والدہ کے صدمہ کا خیال آیا جو کوڑون سے زیادہ ایذارسان تھا، اس پر رو دیا، احمد بن حنبل اپنی مصیبت کے بعد جب ابوحنیفہ کی مصیبت کا ذکر کرتے روتے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے، دوسری مرتبہ خلیفہ منصور نے اسی عہدہ کے قبول کے لئے بغداد بلایا، اور اصرار کیا، ابوحنیفہ انکار کرتے رہے، خلیفہ نے قسم کھا کر کہا کہ کرنا ہوگا، انھون نے انکار پر قسم کھائی، یہ بھی مکرر ہوا، حاجب ربیع نے موقع پاکر کہا کہ ابوحنیفہ امیرالمومنین بار بار قسم کھاتے ہین، پھر بھی تم انکار کئے جاتے ہو، جواب دیا، امیرالمومنین کو قسم کا کفارہ دیدینا مجھ سے زیادہ آسان ہے، بالآخر منصور نے قید کا حکم دیدیا، دوران قید مین ایکدن بلا کر پھر فرمایش کی، انھون نے کہا" اصلح اللہ امیرالمومنین ما انا اصلح للقضاء، خدا امیرالمومنین کا

ں منصور نے کہا تم جھوٹے ہو، جواب دیا خود امیر المؤمنین نے میری
ں جھوٹا ہون تو عہدۂ قضا کے قابل نہین، اور اگر سچا ہون تو
ے یہ سنکر پھر قید خانہ بھیجدیا، اسی قید خانہ مین چھ دن علیل رہکر
ن جریج نے خبرِ وفات سنکر انا للہ پڑھی، اور کہا ای علم ذہب،

ن بظھر العلم" کی تفسیر مین حسن بن سلیمان نے کہا ہے کہ وہ
ں احادیث کی کی ہے، خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ
یا، صحابہ نے تابعین کو تابعین کے بعد ابو حنیفہ اور اُن کے

و حنیفہ کا مثل نہین دیکھا،
ابو حنیفہ اللہ کی ایک نشانی تھے، کسی نے کہا خیر کی یا شر کی؟
ہ آیۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے، یہ کہکر یہ آیت پڑھی "وجعلنا
ں بھی ہے، کوئی مجلس ابو حنیفہ سے زیادہ باوقار نہ تھی، اُنکی
پاس تھے، ہم ایک روز جامع مسجد مین تھے، ایک سانپ
کو مین نے دیکھا کہ بدستور بیٹھے رہے، سانپ کو جھٹکگر پھینکدیا
ہ اور سفیان کے ذریعے سے نہ کی ہوتی تو مین عام آدمیون
یفۃ وسفیان کنت کسایر الناس، عبد اللہ بن مسعود
لامذہ مین داخل ہونا پسند کرتے ہو جواب دیا ان کی محفل سے

زیادہ فیض رسان کوئی مجلس نہین ہے، چلو تم بھی چلکر دیکھ لو، چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا، مجلس مین بیٹھا تو وہین کا ہو رہا اور کہا مین نے اس سے بہتر صحبت نہین پائی،

عبد اللہ بن المبارک کا قول ہے کہ مین اوزاعی سے ملنے شام گیا، بیروت مین اُن سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا کہ اے خراسانی کوفہ مین یہ کون بدعتی پیدا ہوا ہے، یہ سنکر مین مکان پر آیا، ابو حنیفہ کی کتابین نکالین اور ان مین سے چیدہ چیدہ مسائل چھانٹ کر نکالے، اس مین تین دن لگ گئے، تیسرے روز ان کے پاس پھر گیا وہ مسجد کے مؤذن بھی تھے، امام بھی، میرے ہاتھ مین کتاب دیکھکر کہا یہ کیا ہے، مین نے ہاتھ بڑھاکر حوالہ کردی، انھون نے ایک مسئلہ پر نظر ڈالی جسپر لکھا تھا، قال النعمان، اذان کہکر کھڑے کھڑے پہلا حصہ پڑھ لیا، پڑھکر کتاب آستین مین رکھ لی، پھر تکبیر کہکر نماز پڑھی، نماز پڑھکر کتاب نکالی اور سب پڑھ لی، دیکھکر کہا یہ نعمان بن ثابت کون ہین، مین نے کہا ایک شیخ ہین جنسے عراق مین ملاقات ہوئی تھی، کہا بڑی شان کے شیخ ہین، جاؤ اور اُن سے بہت سا فیض حاصل کرو، مین نے کہا یہ وہی ابو حنیفہ ہین جنسے مجھکو آپ نے روکا تھا، مسعر بن کدام کا قول ہے، کوفے مین صرف دو آدمیون پر مجھکو حسد ہے ابو حنیفہ پر اُن کے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر اُن کے زہد کی وجہ سے، ابراہیم سے روایت ہے، کہ ایک بار ہم مسعر بن کدام کے پاس بیٹھے تھے کہ ابو حنیفہ وہان سے گذرے، تھوڑی دیر ٹھہر کر مسعر کو سلام کیا، اور چلے گئے، کسی نے کہا ابو حنیفہ کس قدر جھگڑالو ہین، یہ سنکر مسعر سنبھلکر بیٹھ گئے، اور کہا سمجھکر بات کرو، مین نے ابو حنیفہ کو جس کسی سے بحث کرتے دیکھا اونہی کو غالب پایا، اسرائیل کا قول ہے کہ نعمان اچھے آدمی تھے، اُن سے زیادہ کسی کو وہ حدیثین یاد نہ تھین جنمین فقہ ہے، نہ ان سے زیادہ کسی نے کاوش کی تھی، نہ اُن سے زیادہ حدیث کی فقہ کا کوئی جاننے والا تھا، انھون نے حدیثین حماد سے یاد کی تھین، اور خوب یاد کی تھین، اسی لئے خلفا وامرا، وزرا نے ان کی عزت کی، جو شخص فقہ مین ان سے بحث کرتا اس کی جان مشکل مین پڑجاتی، مسعر کا قول تھا کہ جو کوئی اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہ کو واسطہ کریگا، مجھکو امید ہے کہ اس کو خوف نہ ہوگا، اور اُس نے احتیاط کا حق ادا کردیا ہوگا، عبد الرزاق کا بیان ہے کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ ابن المبارک پہنچے، ان کے آنے پر معمر نے کہا مین کسی شخص کو نہین جانتا جو فقہ پر ابو حنیفہ

لے ، یا اُن سے زیادہ قیاس پر اور لوگون کے لئے فقہ کی راہین کھولنے پر قادر ہو،
ت پایا کہ اللہ کے دین مین کوئی بات بے تحقیق داخل کرین، ابو جعفر کا قول ہے کہ مین نے
و نہین دیکھا فضیل بن عیاض کا قول ہے، ابو حنیفہ مرد فقیہ تھے فقہ مین معروف
بھادر وارد کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے شب و روز صبر کے ساتھ تعلیم مین
والے ، خاموشی پسند، کم سخن ، جب کوئی مسئلہ حلال یا حرام کا پیش آتا تو کلام
سلطانی مال سے بھاگنے والے ، ابن صباح نے ابن مکرم کی حدیث پر فضیل بن
وقت کوئی مسئلہ اُن کے سامنے آتا تو اس کے باب مین اگر کوئی صحیح حدیث ہوتی
العین کی حدیث ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور بہت اچھا قیاس کرتے ، ابو یوسف
حدیث کے فقہی نکات جاننے والا ابو حنیفہ سے زیادہ نہین دیکھا ، ان کا یہ بھی
یفہ سے مخالفت کی اور پھر غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب آخرت کی نجات
جانب جھکتا حال یہ تھا کہ وہ حدیث صحیح مین مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے،
لئے اپنے باپ سے پہلے دعا کرتا ہون ، حماد بن زید کا قول ہے کہ مین نے حج کا
ہونے گیا ، انھون نے کہا ، مین نے سنا ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ مرد صالح یعنی
سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا ، ابوبکر بن عیاش کا قول ہے کہ سفیان کے بھائی
ہم تعزیت کے لیے گئے ، مجلس آدمیون سے بھری ہوئی تھی ، عبداللہ بن
نیفہ مع اپنی جماعت کے وہان پہنچے ، سفیان نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ خالی
یا اُن کو بٹھایا ، خود سامنے بیٹھے ، یہ دیکھکر مجھ کو سخت غصہ آیا ، ابن ادریس نے
بیٹھے رہے کہ آدمی متفرق ہو گئے ، اب مین نے سفیان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ
م ہوا نیز ہمارے دوسرے ساتھیون کو ، پوچھا کیا بات ، مین نے کہا ، آپکے

پاس ابو حنیفہ آئے ان کے لئے آپ کھڑے ہوئے اپنی جگہ بٹھایا ، ان کے ادب مین مبالغہ کیا یہ ہم لوگون کو ناپسند ہوا ،
کہا تم کو یہ کیون ناپسند ہوا ، وہ علم مین ذی مرتبہ شخص ہین ، اگر مین اُن کے علم کے لئے نہ اٹھتا تو ان کے سن وسال کے لئے
اٹھتا ، اور اگر ان کے سن وسال کے لیے نہ اٹھتا تو ان کی فقہ کے واسطے اٹھتا ، اگر فقہ کے لئے نہ اٹھتا تو ان کے تقویٰ
کے واسطے اٹھتا ، راوی کا بیان ہے کہ انھون نے مجھکو ایسا ساکت کیا کہ جواب نہ بن آیا ، ابو مطیع کا قول ہے کہ مین نے
کسی محدث کو سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ نہین دیکھا ، ابو حنیفہ ان سے بھی زیادہ فقیہ تھے ، یزید بن ہارون نے اس
سوال کے جواب مین کہ دونون مین کون زیادہ فقیہ ہے ، کہا سفیان ثوری حفظ حدیث مین بڑھے ہوئے ہین ، ابو حنیفہ
فقہ مین ، ایسا ہی ایک قول ابو عاصم نبیل کا ہے ،

ابن المبارک کا قول ہے کہ اگر حدیث معلوم ہو اور رائے کی ضرورت ہو تو مالک ، سفیان ، اور ابو حنیفہ
کی رائے ماننی چاہئے ، ابو حنیفہ کی نظر زیرکی مین ان سے بہتر اور باریک تر ہے ، فقہ مین زیادہ گہری جاتی ہے ، اور
وہ ان تینون مین زیادہ فقیہ ہین ، ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرای فرای مالک وسفیان
وابی حنیفۃ ، وابو حنیفۃ احسنہم وادقہم فطنۃ واغوصہم علی الفقہ وھو افقہ الثلاثۃ ،

محمد بن بشر کا قول ہے کہ مین ابو حنیفہ اور سفیان ثوری دونون کے پاس جاتا تھا ، جب ابو حنیفہ کے پاس
جاتا پوچھتے کہان سے آئے ، سفیان کا نام سنکر کہتے ، تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر آج علقمہ اور اسود زندہ
ہوتے تو سفیان کے محتاج ہوتے ، جب سفیان سوال کے جواب مین سنتے کہ ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہون ، تو کہتے
تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ ہے ، عبداللہ بن داؤد الخریبی کا قول ہے
کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز کے بعد ابو حنیفہ کے حق مین اس حفاظت کے صلے مین جو انھون نے سنت اور
فقہ کی کی ہے ، دعاے خیر کرین ، نضر بن شمیل کا قول ہے کہ لوگ علم فقہ سے غافل تھے ، ابو حنیفہ کی عقدہ کشائی تشریح
و تلخیص نے چونکا دیا ، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ مین نے یحیی القطان کو کہتے سنا ، ہم اللہ کا نام لے کر جھوٹ نہ بولینگے
ہم ابو حنیفہ کی رائے مین سے اکثر چیزین اختیار کر لیتے ہین ، یہ بھی ان کا قول یحییٰ بن معین نے نقل کیا ہے کہ ہم

نیفہ سے بہتر رائے ہم نے کسی کی نہیں پائی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال اختیار

یحیٰ بن سعید (قطان) فتوی مین کوفیون کے قول کی جانب جاتے تھے اور

کا قول لیتے تھے، اور اُن کے معاصرون مین سے ان کی رائے کا اتباع کرتے

ال فقہ حنفی کے متعلق نقل کئے ہین،

نیفۃ فی الفقہ — لوگ فقہ مین ابوحنیفہ کے محتاج ہین،

حنیفۃ - — مین نے ابوحنیفہ سے بڑھکر فقیہ نہین دیکھا،

ارادہ کرے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے،

وفق لہ — ابوحنیفہ ان لوگون مین سے تھے جنکو فقہ مین حق کے ساتھ موافقت بخشی گئی ہے،

ابوحنیفہ اور ان کے شاگردون کا دامن پکڑنا چاہئے، اس لئے کہ سارے انسان فقہ

ے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ ابوحنیفہ کی فقہ ہے، سفیان

دو چیزین کوفے کے پل کے ادھر نہ جائنگی، مگر وہ آفاق پر چھا گئین، حمزہ

ن الربیع کا قول ہے، پانچ سال مین ابوحنیفہ کے پاس رہا اُن سے زیادہ

کوئی مسئلہ پیش آتا اس وقت کھلتے اور سیل دریا کی طرح روان ہوتے حکم بن

ت رائے پوچھی تو انھون نے کہا، ابوحنیفہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ وہ خود اسی دروازہ سے نہ نکل جائے جس سے وہ داخل ہوا تھا، وہ بہت

چاہا کہ اُن کو خزانے کی کنجیان سپرد کردے، نہ ماننے کی صورت مین دُرّون کی

نا للہ اللہ کے عذاب کے پسند کیا، ابن مزاحم کا قول ہے، ابوحنیفہ اکثر یہ کہا کرتے

تھے، اللھم من ضاق بنا صدرہ فان قلوبنا قد اتسعت لہ، بار الٰہا جو لوگ ہماری طرف سے تنگدل ہین، ہمارے دل ان کے لئے کشادہ ہین، حسن بن زیاد اللولوی کا قول ہے، مین نے ابوحنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہمارا قول رائے ہے، اور وہ ہماری قدرت کی بہترین صورت ہے، جو اس سے بہتر بیان کرے وہ ہم سے زیادہ باصواب ہے

وکیع کا قول ہے کہ ایک روز مین ابوحنیفہ کے پاس گیا تو وہ سر جھکائے ہوئے غور کر رہے تھے، مجھ کو دیکھکر کہا کہان سے آئے، مین نے کہا، شریک کے پاس سے، یہ سنکر سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھے،

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم — قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم مابی ومابھم — ومات اکثرنا غیظا بما یجد

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہین تو کرین مین انکو ملامت نہین کرنے کا، مجھ سے پہلے بھی انسانون مین سے اہل فضل پر حسد کیا گیا ہے، وہ اپنے حال پر قائم رہین، مین اپنے حال پر، ہم مین سے اکثر حالات پر غصہ کھا کر مر گئے ہین، یہ بیان کرکے وکیع نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ شریک کی طرف سے کوئی بات ابوحنیفہ کے کان تک پہنچی تھی،

ایک اور قول جو اس موقع کے مناسب ہے ہم تاریخ خطیب کے ایک دوسرے مقام سے (امام ابویوسف کے حالات مین سے) یہان نقل کرتے ہین،

ایک روز وکیع کی مجلس مین کسی نے کہا ابوحنیفہ نے خطا کی، وکیع نے کہا، ابوحنیفہ کس طرح خطا کر سکتے ہین حالانکہ ابویوسف و زفر جیسے صاحب قیاس، اور یحیٰ بن زائدہ اور حفص بن غیاث اور حبان اور مندل جیسے حافظان حدیث اور القاسم بن معن سا لغت اور ادب کا جاننے والا، اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و پارسا ان کے ساتھ ہین جس کے ایسے ہمنشین ہون وہ غلطی نہین کر سکتا اگر کبھی غلطی کر جائے اس کے جلیس رد کر دینگے،

جرح ۴۴ صفحات پر مناقب بیان کرنے کے بعد خطیب نے وہ اقوال لکھے ہین جو امام صاحب کے خلاف کئے گئے ہین، ان اقوال کو نقل کرنے سے پہلے خطیب نے یہ تمہید بیان کی ہے،

والمحفوظ عند نقلۃ الحدیث عن ھؤلاء المذکورین منھم فی ابی حنیفۃ خلاف

...نیفۃ حفظت علیہ یتعلق بعضہا باصول الدیانات

...نیفۃ اللہ ومعتذرون علی من وقف علیہا وکرہ

...لہ قدرہ اسوۃ غیرہ من العلماء الذین دونا ذکرہم

...ا اقوال الناس فیہم علی تباینہا واللہ الموفق للصواب

...یسے اقوال بھی ابوحنیفہ کے متعلق محفوظ ہیں جو بیانِ بالا کے خلاف

...، اس کلام کے باعث وہ امور شنیعہ ہیں جو ان کے متعلق محفوظ ہیں

...روع کے متعلق، ہم انشاء اللہ ان کا ذکر کرینگے، جو لوگ اسکو سنکر

...ہ کی جلالتِ قدر کے قائل ہیں تاہم ان کو اس بارہ میں دوسرے

...ن کی گئی ہیں، ان کو بھی ہم بیان کردیں، جیسا کہ ہم نے دوسرے

...گئے ہیں جو ۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں،

...ہے بعض تو ان میں سے عقائد کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق

...ب ہوا، ان سے کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی، مرجیہ جہمی، خلق

...ہونا،

...ر دینا، ربوٰ کا حلال کردینا، خونریزی حلال کردی، سنن کی کساد

...ور غیر مبین السبب ہیں، ان کے راویوں کی عدالت کی توثیق

خطیب نے نہیں کی ہے، یہ دونوں امر اصولاً لازم ہیں،

مناسب ہوگا، کہ امام صاحب پر جو جرحین کیگئی ہیں اس موقع پر ایک تحقیقی نظر اُن پر ڈالی جائے، بحث کے دو پہلو ہو سکتے ہیں، نقلی و عقلی، نقلی بحث یہ ہے کہ خود خطیب ان جرحوں کی ذمہ داری لینے پر تیار نہیں، چنانچہ انکے نقل کرنے سے پہلے جو تمہید لکھی ہے وہ اس کی شاہد ہے جرحین نقل کرنے کی معذرت یہ کی ہے کہ چونکہ وہ روایت کیگئی ہیں اور تمام علما کے متعلق وہ موافق و مخالف امور کی نقل کرتے آئے ہیں، اسلئے ان اقوال کو بھی نقل کرتے ہیں، اسکے ساتھ امام صاحب کی جلالتِ قدر کو مانتے ہیں، ظاہر ہے کہ اگر مذکورہٗ بالا جرحوں میں سے فروع یا عقائد کے متعلق ایک جرح بھی ان کے نزدیک ثابت ہوتی تو جلالتِ قدر درکنار امام صاحب کی قدر بھی ان کے دل میں نہ ہونی چاہئے تھی، اس کے علاوہ جرحین نقل کرنے کے ساتھ ساتھ جابجا ان کے تردیدی اقوال بھی نقل کرتے جاتے ہیں، حالانکہ جرح میں تعدیل کے ذکر کا موقع نہ تھا کہ باب تعدیل و مناقب ختم ہو چکا تھا، مثلاً خلق قرآن کے عقیدہ کے روایت بیان کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے، لم یصح عندنا ان اباحنیفۃ کان یقول القرآن مخلوق، ہمارے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ ابوحنیفہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے، اس کے بعد جوزجانی اور معلی بن منصور کا قول نقل کیا ہے "یقولان ما تکلم ابو حنیفۃ ولا ابو یوسف ولا زفر ولا محمد ولا احد من اصحابھم فی القرآن وانما تکلم بشر المریسی وابن ابی داؤد فہؤلاء شانوا اصحاب ابی حنیفۃ۔ ان دونوں کا قول تھا کہ نہ ابوحنیفہ نے نہ ابویوسف نے نہ زفر نے نہ محمد نے اور نہ اور کسی نے ان میں سے قرآن میں کلام کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ بشر مریسی اور ابن ابی داؤد نے کلام کیا ہے، اور اصحاب ابوحنیفہ کو بدنام، خود امام صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے، ایک بار عبداللہ بن المبارک ابوحنیفہ کے پاس گئے، پوچھا کہ تم لوگوں میں یہ کیا چرچا ہو رہا ہے، جواب دیا ایک شخص جہم نامی کا چرچا ہے، پوچھا کیا کہتا ہے، کہا کہتا ہے، القرآن مخلوق، انھوں نے سنکر یہ آیت پڑھی، کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا، جنت اور نار کے غیر موجود ہونے کی جرح نقل کر کے خطیب کہتے ہیں کہ قولِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ خود راوی

ین حنبل کی طرف جو جرح امام صاحب کے کذاب ہونے کی منسوب ہے،
ثقہ
ا گیا کہ آیا ابو حنیفہ ثقہ ہین، قال نعم ثقۃ ثقۃ، کہاہان ثقہ ہین
نیفۃ ثقۃ لایحدث بالحدیث الاما یحفظ ولایحدث
یت کرتے جوان کو بخوبی یاد ہوتی اور جو بخوبی یاد نہ ہوتی، اسکو
نے
ت یہی راے قائم ہوسکتی ہے کہ خطیب نے مخالف اقوال نقل کر
ائل نہ تھے، یا یہ کہئے کہ وہ خود ان کی رائے نہ تھی،
ہوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہین. کتاب[1] المغنی للشیخ طاہر
ہو جو جرح بالا کا جواب شافی ہے، یہ واضح رہے کہ یہ
ے نہیں ہین، سب غیر حنفیون کے ہین، ترجمہ ملاحظہ ہو،
ے گئے ہین جسے ان کی شان بالاتر ہے، وہ اقوال غلق
ہین کہ ان اقوال کے منسوب کرنے والون کے نام لین
پاک تھا[2]، اللہ تعالیٰ کا ان کو ایسی شریعت کا دینا جو سا ے
ڈھک لیا، اوران کے مذہب و فقہ کا قبول عام ان کی
مر مخفی نہ ہوتا، نصف[3] یا اس کے قریب اسلام ان کی تقلید
ے زمانے تک جسکو ساڑھے چار سو برس[۴۵۰] ہو چکے،

بھی نقل کی ہے،

(یعنی گیارھوین صدی کے) حنفیون کا اندازہ بر بنا ر آبادی مرم
لث ہونے کا کیا ہے، اور یہ قرین قیاس ہے، (دیکھو کتاب مذکور

(معلوم ہوتا ہے کہ کاپی نویس نے تسعمائۃ کو اربعمائۃ کر دیا ہے) ان کے فقہ کے مطابق اللہ کی عبادت ہورہی ہے، اوران کی راے پر عمل ہو رہا ہے، اس مین انکی صحت کی اوّل درجے کی دلیل ہے، اور ابو جعفر طحاوی نے (جو ان کے مذہب کے سب سے زیادہ اخذ کرنے والون مین ہین) ایک کتاب مسمی بہ عقیدہ ابو حنیفہ لکھی ہے یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے، (خاکسار شروانی کہتا ہے کہ عقائد نسفی بھی اس کی تائید مین پیش کیجا سکتی ہے، جو آج عقائد کی مدار علیہ کتاب ہے) اس مین کوئی عقیدہ ان عقیدون مین سے موجود نہین جو ابو حنیفہ کی طرف منسوب کئے گئے ہین، طحاوی نے اس کا سبب بھی لکھا ہے کہ کیون وہ قول اُن کی طرف منسوب کئے گئے، ہم کو ان کے ذکر کرنے کی اسلئے حاجت نہین کہ ابو حنیفہ کی شان کا آدمی اوران کا مرتبہ جو اسلام مین ہے اس کا محتاج نہین کہ انکی طرف سے کوئی معذرت کیجائے؛ (المغنی صـ۳ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، حاشیہ تقریب التہذیب)

خیال بالا کی تائید خود خطیب نے بھی کی ہے، وہ اپنی اصولِ حدیث کی کتاب الکفایہ فی علم الروایہ مین جرح کے قاعدہ کے تحت امام مالک بن انس و امام سفیان ثوری سے شروع کرکے یحیٰی بن معین تک ایک طبقہ قائم کرتے ہین اس کے بعد لکھتے ہین، "اور جو اصحاب بلندیِ ذکر، استقامتِ حال، اور صداقت کی شہرت اور بصیرت و فہم مین اصحابِ بالا کی مثل ہون اُن کی عدالت کی بابتہ سوال نہین کیا جاسکتا" اسی سلسلے مین یہ روایت لکھی ہے کہ امام احمد بن حنبل سے اسحٰق بن راہویہ کی بابتہ سوال کیا گیا تو جواب مین کہا کہ کیا اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت سوال کیا جاسکتا ہے، ایسا ہی ایک قول یحیٰی بن معین کا ابو عبید کے بارہ مین روایت کیا ہے، (دیکھو الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۱۱۳ و ۱۴۴، میرے کتابخانے کا قلمی نسخہ) کتاب مذکور مین خطیب نے یہ روایت کرکے کہ جرح وہی مقبول ہو گی جو مشرح ہو لکھا ہے کہ یہی قول ہمارے نزدیک صحیح ہے، اور یہی مذہب حفاظ حدیث مین اماموں کا ہے، یہ لکھکر امام بخاری و امام مسلم وغیرہما کے احتجاج کی مثالین دی ہین (دیکھو الکفایہ صـ۱۲۲) اب اس قاعدے کی کسوٹی پر اگر ان جرحون کو آپ کسین گے جو خطیب نے تاریخ مین امام اعظم کے متعلق غیر مشرح نقل کی ہین تو صاف عیان ہو جائیگا کہ وہ خود ان کے نزدیک قابلِ قبول نہین، اسلئے کہ جب اس طبقے کی عدالت سوال سے بالاتر ہے جس مین اسحٰق بن

ے مرتبہ بالاتر ہے، جب اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت تقول

و امام اعظم کی شان تو اس سے بہت زیادہ ارفع ہے،

شافعیہ مین ایک لطیف بحث جرح وتعدیل کے متعلق لکھی ہے، جسکا خلاصہ

ع قاعدہ، . . . . ہمارے نزدیک قول صواب یہ ہے کہ جس کی امامت

ے والے بہت ہون، جرح کرنے والے نادر اور اس بات کا قرینہ ہو کہ سبب

طرف التفات نہ کرین گے، تعدیل کو مان لین گے، ورنہ اگر یہ دروازہ

لاق مقدم کرنا شروع کر دین تو کوئی امام المُرادین مین سے اسکی زد سے نہ

والون نے طعن نہ کیا ہو اور اسکی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہلاک

لے مین یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت اور علم مین اسکی امامت اور علم کی

قول کیجانب التفات نہ کرین گے، اگر اُس صورت مین کہ صاف عادۃ

ن کا استدلال یہ ہے کہ سلف مین بعض کا کلام بعض پر رہا ہے، بعض

صورتون مین تاویل واختلاف اجتہاد اسکا باعث ہوا ہے، حالانکہ

ب ہوتا ہے، انتہا یہ ہے کہ تاویل و اجتہاد کی بنیاد پر ایک نے دوسرے

ین کی جماعت کے ایک دوسرے کی نسبت کلام کرنے کا ذکر کیا ہے

اسی بحث مین یحییٰ بن معین کی جرح کا ذکر آتا ہے جو امام شافعی پر کیے

یب تھا، اسی سلسلے مین یحییٰ بن معین کے متعلق امام احمد بن حنبل کا

جرت بالقول الشافعی ومن جہل شیئا عاداہ" وہ نہ

ین، اور قاعدہ ہے کہ انسان جو نہین سمجھتا اس کا دشمن ہو جاتا ہے،

آگے جاکر لکھتے مین کہ کسی نے ابن المبارک سے کہا کہ فلان شخص ابو حنیفہ پر اعتراض کرتا ہے، انھون نے یہ شعر پڑھا،

حسدوا ان رأوک فضلک اللہ بما فضلت بہ النجباء

لوگون نے یہ دیکھکر تجھ سے حسد کیا کہ اللہ نے تجھ پر وہ نوازش کی جو شرفا پر ہوتی ہے،

اور یہ وہ اصول ہے جس پر تمام علما کا اجماع ہے، چنانچہ ان کا قول ہے کہ جرح جب تک مفسر نہ ہو مقبول نہ ہوگی، شیخ الاسلام سید المتاخرین تقی الدین ابن دقیق العید نے اپنی کتاب الاقتراح مین لکھا ہے کہ اعراض المسلمین حفرۃ من حفر النار وقف علی شفیرھا طائفتان من الناس، المحدثون والحکام؛ مسلمانون کی عزتین جہنم کے گڑھون مین سے ایک گڑھا ہین جس کے کنارہ پر دو گروہ کھڑے ہوئے ہین، ایک محدثین دوسرے حکام، ہمارے پاس دو اصول ہین جنکو ہم پکڑے رہین گے، جب تک کہ ان کے خلاف قطعی یقین نہ ہو جائے، ایک اصول اس امام مجروح کی عدالت ہے جس کی عظمت قائم ہو چکی ہے، دوسرا اصول جارح کی عدالت جو جرح کرتا ہے، لہذا ایسے امام کی جرح کی جانب توجہ نہ کیجائیگی نہ اس جرح سے وہ مجروح کیا جائے گا اس قاعدہ کو یاد رکھو کہ بہت ضروری قاعدہ ہے" انتہی طبقات الشافعیہ خلاصۃً - جز اول (مطبوعہ مصر مطبع الحسینیہ) صفحہ ۱۸۸-۱۸۹،

امام سبکی کے آخر الذکر قاعدے کی تائید امام نووی نے بھی اپنے رسالہ اصول حدیث التقریب کی نوع الثالث والعشرین مین کی ہے، حافظ ابن صلاح نے لکھا ہے "جکی عدالت اہل نقل یا ان کی امثال اہل علم مین مشہور ہو اس کے ثقہ اور امین ہونے کی تعریف عام ہو تو اس کی عدالت پر کسی کی شہادت کی ضرورت نہین، یہی مذہب صحیح شافعی کا ہے، اور اسی پر فن اصول فقہ مین اعتماد ہے، ابوبکر خطیب نے یہی قول اہل حدیث کا نقل کیا ہے، اور ایسے بزرگون کی مثال مین مالک، شعبہ، سفیانین، اوزاعی، لیث، ابن المبارک، وکیع، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، وامثالہم کے نام لئے ہین، صرف ان لوگون کی عدالت سے سوال کیا جائیگا جنکا حال مخفی ہو، . . . . . . رہی جرح وہ صرف ایسی مقبول ہو گی جو مشرح ہو اور طالبین کے لیے اس کا سبب بیان کیا گیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان آئین مختلف الخیال ہین، کہ کون سی بات جارح ہے اور کونسی نہین، ان مین سے کوئی کسی ایسی وجہ کی بنیاد پر جرح کر دیتا ہے

وہ وجہ جرح نہیں ہوتی، پس لازم ہے کہ سبب جرح بیان کیا جائے، تاکہ یہ دیکھا

طلا ہوا اصول نقد اور اصول فقہ میں مسلم ہے،

اظ حدیث میں اماموں کا ہے، جیسے کہ بخاری و مسلم وغیرہما ہیں، اسی لئے بخاری

جس پر ان سے قبل جرح ہو چکی تھی، مثلاً عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما

قدمہ ابن صلاح نوع ۲۳)

ئمہ رجال نے اپنی کتابوں میں امام اعظم کے متعلق جرح کو غیر مقبول قرار

ہے، چنانچہ ذیل کے مستند ائمہ رجال کی کتابیں اسکی شاہد ہیں،

میں امام اعظم کے صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں

مطابق لکھ سکے ان کو لکھکر کہتے ہیں کہ میں نے امام اعظم کے مناقب میں

ذیب التہذیب میں جرح نقل نہیں کی، حالات و مناقب لکھنے کے بعد

ی حنیفۃ کثیرۃ جداً فرضی اللہ عنہ واسکنہ الفردوس من

کثرت سے ہیں، ان کی جزا میں اللہ ان سے راضی ہو اور فردوس میں

ذیب میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی،

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال میں صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ذکر نہیں

تب سے یاد کیا ہے، واضح ہو کہ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال کے مطالب

تذہیب امام ذہبی، تہذیب الکمال امام ابوالحجاج المزی، اور الکمال

رح یہ مسلک جرح و تعدیل کے جائز اماموں کا متفقہ مسلک ہے،

کتاب الکمال کی بابت حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب کے خطبے میں لکھتے ہیں: کتاب الکمال فی اسماء الرجال ..... من اجل المصنفات فی معرفۃ حملۃ الآثار وضعًا واعظم المعی لثقات فی بصائر ذوی الالباب وقعًا، خطبے کے آخر میں مؤلف الکمال کی بابت لکھا ہے، ھو واللہ العدیم النظیر المطلع النحریر۔ تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی نے سات صفحے امام صاحب کے حالات میں لکھے ہیں جنکا اکثر حصہ تاریخ خطیب بغدادی سے ماخوذ ہے، صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ایک لفظ نقل نہیں کیا، مراٰۃ الجنان میں امام یافعی شافعی نے امام صاحب کے حالات میں جرح نہیں لکھی، حالانکہ تاریخ خطیب کے حوالے متعدد دیئے ہیں، اس سے صاف واضح ہے کہ خطیب کی منقولہ جرح ان کی نظر میں ثابت نہ تھی، فقیہ ابن العماد الحنبلی نے اپنی کتاب شذرات الذہب میں صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح نقل نہیں کی،

خلاصہ۔ مذکورہ بالا مستند پندرہ کتابوں کے، (جنمیں سے پانچ اصول حدیث کی ہیں، اور دس رجال کی) بیان سے صاف واضح ہے کہ جن اماموں کی عدالت اور جلالتِ مرتبہ اہل علم و اہل نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول و مسموع نہیں، ایسے ائمہ کا جو طبقہ مثالاً پیش کیا گیا ہے وہ امام مالک سے لے کر امام اسحٰق بن راہویہ تک ممتد ہے، اصولِ حدیث کے فیصلے کا ماخذ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، حافظ ابن عبدالبر، و شیخ الاسلام ابن دقیق العید کے اقوال ہیں، یہ بھی تصریح ہے کہ یہی مذہب و مسلک فن اصول فقہ میں معتمد اور اہل حدیث و حفاظِ حدیث کا مقبولِ عام مذہب ہے، اسی اصول کے اثر سے متاخرین ائمہ رجال نے امام اعظم کے متعلق جرح کا ذکر اپنی کتابوں میں بالکل متروک کر دیا،

غالباً اس قدر بحث نقلی پہلو کے اثبات کے لیے کافی ہے، نقلی بحث کے بعد عقلی و مورخانہ بحث ملاحظہ ہو،

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ امام صاحب کے متعلق خطیب بغدادی نے جس قدر جرحیں نقل کی ہیں ان کا مآلِ کار خود ان کے قول کے مطابق صرف دو پہلو ہیں، اصول دین کے متعلق یا فروع کے متعلق، ان جرحوں کا وزن و اثر آپ نقلی بحث میں پڑھ چکے ہیں، امام صاحب کے جو حالات و واقعاتِ زندگی خطیب نے نقل کئے

نہین کی، لہذا وہ واقعات وحالات بجاے خود قائم ہین،

ے قائم کرنے کی مضبوط ترین بنیاد اس کے واقعات وحالات ہو سکتے ہین، اسی

یب نے لکھے ہین ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین مین بہت سے

ے بڑا شرف اُن کی تابعیت تھی، اس کے بعد ان کی وہ عقل وفہم تھی جو قدرت نے

ی شریعت سمجھنے کی ودیعت رکھی تھی، دیکھو خطیب نے انکی "وفور عقل" تیز فہمی و

یدا گانہ باب قائم کیا ہے، علی بن عاصم کا یہ قول نقل کیا ہے، کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل

تو اونہی کا پلہ بھاری رہتا۔ خارجہ ابو مصعب ایک ہزار عالمون سے مل کر

یار عاقل تھے ان مین ایک ابو حنیفہ تھے، یزید بن ہارون بہت سے انسانون

حنیفہ سے زیادہ عاقل کوئی نہین پایا، اوپر تم سن چکے کہ امام اعمش نے انکی

بار تجارت کا دائرہ بہت وسیع تھا، اس سلسلہ مین ان کی امانت، حوصلہ

ہ کی تصدیق واقعات کرتے ہین، "حسن معاملہ" کا باب مستقل خطیب نے قائم

زمانہ مین سب سے زیادہ پارسا اور عابد ہونا ان کا مسلم ہے، حسنِ معاشرت،

ن، اولوالعزمی، مخلوق کی ہمدردی وغمخواری، اظہارِ حق مین جرأت،

ار کی بے غرضانہ خدمت عظیم، اور اس خدمت کی بدولت اپنے استاد

ن اولاد سے زیادہ عزیز ہونا، یہ وہ اوصاف ہین جنہین کسی نے کلام

ان کو معاصرین کے طبقے مین بہت بلند کر دیا تھا، اس کا ایک نتیجہ یہ تھا

دیت اس حد سے بڑھ گئی تھی کہ ان کے حالات مین اس کا ذکر نمایان

ین کہتے ہین، کان ابو حنیفۃ رجلا ورعا فقیہا محسودا،

ابو حنیفہ مرد پارسا فقیہ ومحسود تھے، تم حضرت ابن المبارک کا پڑھا ہوا شعر امام مکی کے بیان مین پڑھ چکے جس مین معترض

کے اعتراض کا منشا حسد ظاہر فرمایا ہے، خود امام صاحب نے جو شعر پڑھے تھے وہ شاہد ہین کہ ان کے پاکیزہ قلب

مین حاسدین کے حسد کا صدمہ تھا، حسن بن عمارہ کا قول ہے کہ لوگ ابو حنیفہ کی نسبت جو کلام کرتے ہین، ان کا

منشا حسد ہے، تفقہ مین ان کی فضیلت مسلم تھی، حضرت عبداللہ بن المبارک نے حسن بن عمارہ کا وہ قول نقل فرمایا

ہے، جو وہ امام صاحب کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے تھے، اس مین یہ بھی تھا کہ تم سے زیادہ بلیغ کلام فقہ مین

کسی نے نہین کہا، امام شافعی کے اقوال اس بارہ مین آپ پڑھ چکے، امام محمد بن حسن کے حالات مین امام احمد بن

حنبل کا اعتراف پڑھ چکے، کہ دقت نظر امام محمد سے حاصل کی،

ان اوصاف کا دوگونہ اثر ہوا، امام صاحب کی احکام شرعیہ کی تحقیق اور ان کا اجتہاد معاصرین کی فہم

سے بالاتر ثابت ہوا، فہم کی نارسائی باعث ہوئی اختلاف کا، اختلاف نے جرح کا رنگ اختیار کیا، اسی پر مبنی

ہے، وہ جرح جو اہل حق نے امام صاحب کے متعلق اصول دین وفروع کی بنیاد پر کی ہے، تم اوپر اصول حدیث کا

مسلمہ قاعدہ پڑھ چکے کہ اختلاف اجتہاد جس جرح کا منشا ہو وہ جرح نامقبول ہے، امام احمد بن حنبل نے فیصلہ

فرما دیا، "ومن جہل شیئًا عاداہ"

دوسرا اثر حسد کے رنگ مین نمایان ہوا، اصول حدیث نے دوسرا فیصلہ یہ صادر کیا کہ جو جرح حسد کے

اثر سے ہو وہ بھی غیر مسموع ہے،

نظر کو بلند تر کیجئے کہ کیا امت مرحومہ کا سواد اعظم (جس کی تعداد کا اندازہ نصف یا دو ثلث اہل اسلام

کیا گیا ہے) ایک یہودی زندیق یا مشرک کے تابع ہو گئی اور اپنی دنیا وآخرت کو اس کے دامن سے باندھ دیا،

اگر معاذ اللہ ایسا ہوا تو خود اسلام کے اثر پر کلام کرنا ہوگا،

کوئی فہم سلیم جو نارسائی یا حسد سے مکدر نہ ہو کبھی باور نہ کریگی کہ ہزارہا علمائے ربانی اس ڈیڑھ ہزار

برس کے زمانے مین امت مرحومہ مین اس تعلیم کے اثر سے پھیلے جو ایک ایسے شخص کے دل ودماغ سے نکلی جس کے

[کتابت کی] نظم بار باران کے اعادہ سے تحاشی کرتا ہے، علمار ربانی سے بڑھکر گروہ

قرب پر فائز ہوئے، ولایت کے دو بڑے سلسلون چشتی اور نقشبندی

سے لیکر علامہ ابن عابدین تک فقہا کی ہزارون کتابین فروع حنفی مین اور

ند مین حاضر ہین، ان کی بنیاد پر ثابت کیا جائے کہ جو عقائد و مسائل

ہین وہ کہان ہین، آج کروڑون حنفی مختلف ممالک مین موجود ہین

ائد یا حلت زنا وغیرہ مسائل فرعی کا قائل ہے؟ جواب یہی ہے کہ ایک

ج یا غلط فہمی ہے یا حسد اور ان دونون بنیادون پر جو عمارت قائم

چنانچہ یہی ہوا، سو، فہم اور حسد کے غبار کے چھٹ جانے کے بعد

ان جرحون کے بے اصل اور غیر مقبول ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا،

تاریخی حقیقت سے بھی بحث کیجائے، آپنے اور پر خلف بن ایوب

صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا حضرت سید المرسلین سے صحابۂ کرام کو، صحابہ

العالمین مین اس کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے

یک حفاظ حدیث۔۔۔۔ جنھون نے دین کے خزانون کی حفاظت

مات رکھا، انھی کی کوششون کا اثر تھا کہ جن لوگون کی طرف اللہ

ن بر دارد ہوئے۔۔۔۔ دوسری قسم فقہائے اسلام ہین

، یہ گروہ استنباط احکام کے ساتھ مخصوص ہے، انھون نے قوا[عد]

حلال وحرام کے انضباط کا اہتمام کیا، وہ زمین پر آسمانون کے تارون کی مثال ہین کہ ان کی وجہ سے تاریکی مین بھٹکنے والے

ہدایت پاتے ہین، کھانے پینے سے بھی زیادہ انسان اُن کے محتاج ہین، اور اُن کی اطاعت نص کے روسے آباپ سے

بھی زیادہ فرض ہے، ایک روایت مین اولی الامر سے مراد علماء ہین دوسری مین امراء، سب سے اول سید المرسلین نے

تبلیغ کے منصب شریف کو ادا کیا، آپکے بعد صحابہ نے، اس بارہ مین بعض صحابہ مکثر تھے بعض متوسط، بعض مقل، صحابہ

مین سے جن کے فتوی محفوظ ہین وہ ایک سَو کچھ اوپر تیس تھے، ان مین مرد اور بی بی دونون شامل ہین، انھین سے جن کے

فتوے کثیر ہین وہ (حضرات) عمرؓ بن خطاب، علی بنؓ ابی طالب، عبد اللہ بنؓ مسعود، عائشہ امّ المومنین، زیدؓ بن ثابت

عبد اللہؓ بن عباسؓ، اور عبد اللہ بنؓ عمر ہین، ان مین سے ہر ایک کے فتوون سے ایک ضخیم جلد مرتب ہوسکتی ہے،

مسروق کا قول ہے کہ مین صحابہ کی صحبت مین رہا، ان کا علم چھ کو پہنچا، علیؓ عبد اللہ، عمرؓ، زید بن ثابت، ابو الدرداؓ

اُبیؓ ابن کعب (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان چھ کا علم دو کو پہنچا، علیؓ و عبد اللہؓ،

یہ بھی مسروق کا قول ہے کہ صحابہ کی مثال پانی کے تالابون کی ہے، ایک ایسا تالاب ہے جس سے ایک

سوار سیراب ہو، ایک ایسا جس سے دس سوار سیراب ہون، ایک ایسا جس سے روے زمین کے آدمی سیراب ہو جا[ئین]

عبد اللہ (بن مسعود) انھی مین سے ہین، جن چار سے قرآن حاصل کرنے کا ارشاد نبوی ہوا ان مین [ابن]

ام عبد کا نام اول لیا، اعمش نے ابراہیم سے یہ روایت نقل کی ہے، کہ جب کسی معاملے مین (حضرت) عمرؓ و عبد اللہؓ جمع

ہو جاتے تھے تو وہ اونکی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، اگر دونون مین اختلاف ہوتا تو عبد اللہ کے قول کو زیادہ پسند کرتے

اس لئے کہ وہ زیادہ باریک بین تھے، لانہ کان الطف،

ابن مسعودؓ کے متعلق (حضرت عمرؓ کا) قول ہے، کنیف مُلِاءَ علما۔ علم سے بھرا ہوا ایک تھیلا ہے،

ابو موسیٰ کا قول ہے کہ عبد اللہؓ کی ایک مجلس مین بیٹھنا ایک سال کے عمل سے زیادہ میرے نفس مین تاثیر کرتا ہے،

[1] امام نووی التقریب اصول حدیث مین لکھتے ہین، صحابہ کا علم چھ پر منتہی ہوا، عمرؓ، علیؓ، اُبیؓ، زید بن ثابت، ابو الدرداءؓ، ابن مسعودؓ،
اس کے بعد ان چھ کا علم علی و عبد اللہ پر منتہی ہوا، (دیکھو التقریب النوع ۴۳)

علیہ السلام کے احکام وفتاوی پہلے گرعد اشیون کو . . . . کرے انھون نے ان کا

سد کردیا، اس لیے مجبور روایتون مین ان کی وہی حدیث یا فتوی معتبر خیال کرتے مین جو

کے ذریعہ سے پہنچا ہے، خود حضرت کو اس کا شکوہ تھا کہ اُن کے علم کے حامل نہین، کما

ت لہ الحملہ، یہان بڑا علم ہے اگر لینے والے اس تک پہنچین [۱] محمد بن جریر طبری کا قول

ے ایک بھی ایسا نہ ہوا جس نے ان کے فتاوی اور مذاہب فی الفقہ لکھے ہون سوائے

ہب قول عمر کے مقابلے مین ترک کر دیتے تھے، ان کی مخالفت کسی مسائلے مین نہین

ن مین اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ، اصحاب زید بن ثابتؓ، اصحاب عبداللہ بن عمرؓ اور اصحاب عبداللہ

ت سارے آدمیون کو علم پہنچا ہے، صحابہ کے بعد انکے تلامذہ . . . . کوفہ مین علقمہ بن قیس النخعی، اسود عمرو

یح . . . تھے، یہ سب کے سب اصحاب علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ مین، اور اکابر تابعین

ین فتوی دیتے تھے اور وہ اسکو جائز رکھتے تھے،

و عامر الشعبی و سعید بن جبیر . . . . ہوئے، ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان سلیمان

دام، ان کے بعد محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی . . . . . . سفیان ثوری، اور

بعد حفص بن غیاث، وکیع بن الجراح اور اصحاب ابو حنیفہ مثل ابو یوسف القاضی

ن بن زیاد القاضی اور محمد بن حسن قاضی رقہ ہوئے" (انتہی اعلام الموقعین خلاصۃً)

ی نے بھی حجۃ اللہ البالغہ مین یہ بحث لکھی ہے، حافظ ابن قیم اور شاہ صاحب کی

ہے،

علم مین کی ہے، لکھا ہے کہ المغیرہ ان روایتون مین سے جو حضرت علیؓ سے کیجاتین صرف

اللہ بن مسعود کی سند سے ہوتی، یہ بھی لکھا ہے کہ اصحاب علی نے ان کا علم فاسد کر دیا

(صفحہ ۱۱۲)

اقوالِ بالا کی بنیاد پر فقہ حنفی کا سلسلہ حسب ذیل بصورت شجرہ قائم کیا جا سکتا ہے،

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

علقمہ — اسود النخعی — شریح — عمرو بن شرحبیل — حارث بن قیس — عبیدہ السلمانی

ابراہیم النخعی

حماد بن ابی سلیمان

ابو حنیفہ

ابو یوسف قاضی — محمد بن حسن القاضی — زفر بن ہذیل — حسن بن زیاد اللؤلؤی القاضی — حماد بن ابی حنیفہ
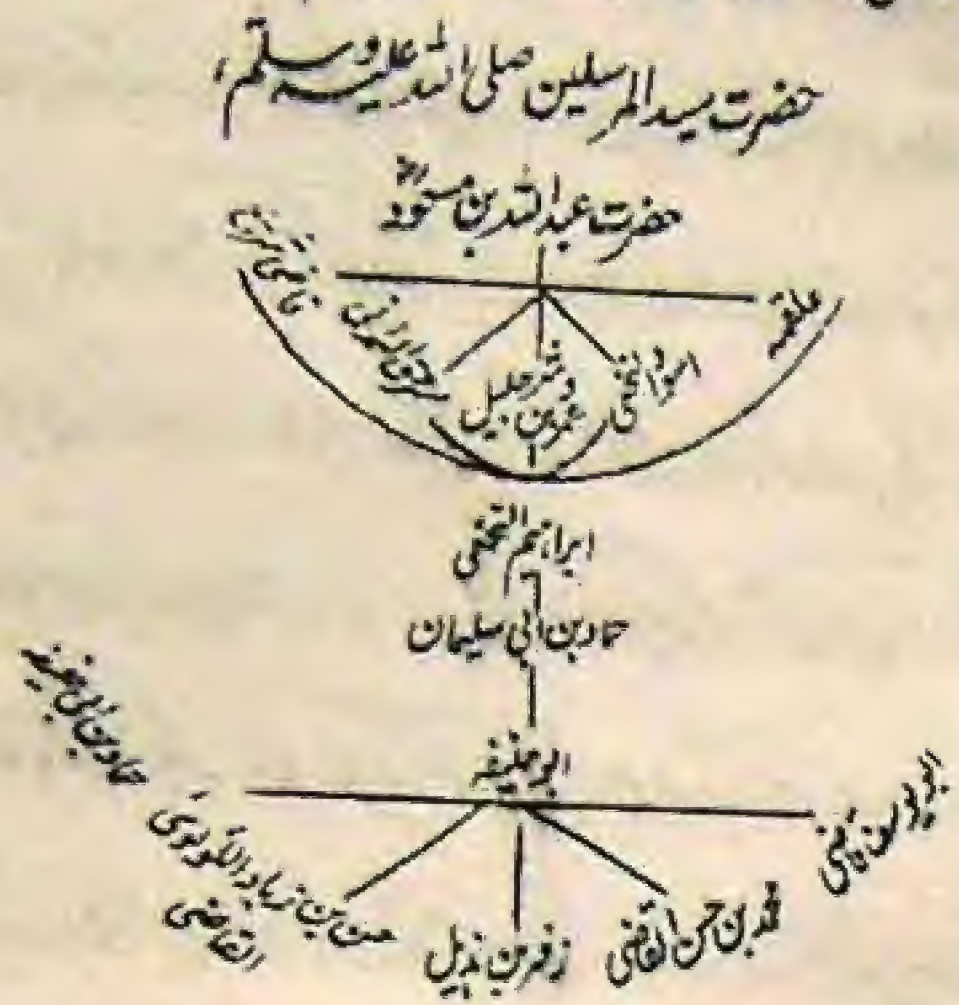
فقہ حنفی پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ رجال فقہ موصوف کے حالات مختصراً بیان کر دیے جائین جنسے ان حضرات کا مرتبہ علمی و عملی معلوم ہو سکے،

یہ آپ معلوم کر چکے ہین کہ فقہ کے مرجع کل آنحضرتؐ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہین،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ [۱] کنیت ابو عبدالرحمن، قدیم الاسلام، اُن سے پہلے صرف پانچ حضرات اسلام لا چکے تھے، اسلام لانے کے وقت عمر کا تخمینہ بیس سال کے قریب ہوتا ہے، مشرف باسلام ہونے کے وقت ہی تعلیم قرآن کی التجا پیش کی ارشاد ہوا انك لغلام معلم، بے شک و شبہہ تم نوجوان معلم ہو، ستر سورتین خود ذات اقدس سے حفظ کین، پہلے شخص ہین جنھون نے آنحضرتؐ کی طرف سے کفار قریش کو قرآن مجید (سورۂ الرحمن) حرم مین سنایا، سخت زحمت اٹھائی، کفار منہ پر ضربین مارتے تھے اور یہ سورۂ الرحمن سنائے جاتے تھے، کسی نے اس تکلیف پر اظہار افسوس کیا تو فرمایا کہو تو پھر سنا دون، اب کفار سے زیادہ کوئی میری نظر مین ناچیز نہین، یہ گویا پہلا سبق معلمی کا تھا،

اسلام سے مشرف ہونے کے بعد بھی حضرت سرور عالمؐ نے انکو اپنی خدمت سے مخصوص کر لیا تھا، اذن عام تھا کہ پردہ اٹھا کر خدمت مین چلے آئین، راز کی باتین بھی سنین، مگر جب کہ روک دیے جائین، باہر تشریف آوری کے

[۱] ان حالات کا ماخذ، طبقات ابن سعد، تاریخ الخطیب، اسد الغابہ، الاستیعاب، الاصابہ، اعلام الموقعین، اور نزہۃ الابرار فی الاسامی والاخبار ہین، شروانی،

ائین جانب آگے چلتے مجلس کے قریب پہنچکر نعلین مبارک اتار کر بغل مین
وقت بھی یہی عمل ہوتا، واپسی پر اول حجرہ مین داخل ہوتے، وضو کے وقت
ب النعلین والسواک والسواد اُن کا لقب تھا یعنی نعلین مبارک، مسواک
ہارت کا پانی، مسواک، نعلین مبارک ان کی تحویل مین رہتین، حضرت
پہنچے مین، تو کثرت باریابی دیکھکر حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہلبیت
دوبارہ مدینہ منورہ کو، تمام غزوون مین شریک ہوے، بدر مین ابوجہل
ن عطا ہوئی، ضعیف الجثہ تھے، ایک موقع پر ان کی باریک پنڈلیان
ے فرمایا عبداللہ قیامت کے دن میزان مین احد سے بھی زیادہ بھاری
بداللہ کا ایک پانون اُحد سے زیادہ بھاری ہوگا، جنت کی بشارت پائی،
فات پائی، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، بقیع مین دفن ہوئے
ں، ما ترک خلفہ مثلہ اپنا مثل نہین چھوڑ گئے، عمر کچھ اوپر ساٹھ برس کی ہوئی،
بت لگاتے، رات مین عطر کی خوشبو سے پہچان لئے جاتے، دولتمند تھے،
ں ہزار درہم خزانۂ خلافت مین جمع تھے، وہ بھی ورثا کو ملے،
ن مجید پڑھوا کر سنتے تھے، حیات مبارک کے سال آخر مین جب حضرت
پ کو سنایا تو یہ بھی حاضر تھے، اسطرح آخر نسخ و تبدیل سے آگاہی کا موقع
و کہ قرآن اسی طراوت و تازگی سے پڑھے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اسکو
ے، ارشاد ہے و تمسکوا بعهد ابن ام عبد، ابن مسعودؓ کی ہدایت
ن سے قرآن سیکھنے کا حکم فرمایا گیا ان مین اول ان کا نام لیا، باقی تین
ابی بن کعبؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ، حافظ قرآن تھے صحابۂ کرام مین

ان کا اقرب الی اللہ وسیلہ ہوتا، اور اقربهم زلفی (سب سے زیادہ اللہ سے قریب) ہونا مسلم تھا، ہیئت ظاہری، سیرت
اور طریقے مین اور شان و وقار مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اسیطرح علقمہ حضرت ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے۔
حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت مین حضرت عمارؓ بن یاسر کو امیر کوفہ اور ان کو وزیر و معلم بنا کر بھیجا۔ اہل
کوفہ کو اس موقع پر لکھا، مین ان دو صاحبون کو بھیجتا ہون جو نجباء صحابہ سے ہین، اور اہل بدر مین ان کی
اقتدا اور اطاعت کرو اور حکم مانو، عبداللہ بن مسعودؓ کو مین نے قسم ہے رب کی اپنے اوپر ایثار کرکے تمہارے
پاس بھیجا ہے، ان کی نسبت حضرت عمرؓ کا قول ہے، کُنیف ملاء علمًا۔ ایک تھیلا ہین علم سے بھرے ہوئے
یہ قول تین بار مکرر فرمایا، حضرت علیؓ کا قول ہے: قرأ القرآن فاحل حلاله وحرم حرامه فقيه
الدين عالم السنة "۔ ابن مسعود نے قرآن پڑھکر جو اس مین حلال تھا اس کو حلال کیا اور جو حرام تھا اسکو حرام،
دین کے فقیہ ہین، سنت کے عالم، امام شعبیؒ کا قول ہے، ماکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم افقه من صاحبنا عبد اللہ بن مسعود، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہمارے استاد عبد
بن مسعودؓ سے بڑھکر کوئی فقیہ نہ تھا،
روایت حدیث بہت کم کرتے تھے، الفاظ حدیث مین سخت احتیاط کرتے تھے، جس وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زبان سے نکلتا کانپ اٹھتے، فرماتے تھے لیس العلم بکثرة الروایة ولکن العلم الخشیة، علم کثرت روایت کو نہین
کہتے بلکہ علم خدا سے ڈرنے کو کہتے ہین، عمرو بن میمون کا قول ہے کہ مین ایک برس عبداللہ بن مسعود کے پاس رہا، ایک دن بھی انھون
نے رسول اللہؐ سے حدیث روایت نہین کی، نہ یہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صرف ایک بار حدیث بیان کی اور
ان کی زبان پر لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا، بیقرار ہوگئے، مین نے دیکھا کہ ان کی پیشانی
سے پسینہ ٹپک رہا تھا، الفاظ بالا کہکر یہ الفاظ کہے، ان شاء اللہ اما فوق ذاک واما قریب من ذاک او دون ذاک،
ان شاء اللہ یا اس سے بڑھکر یا اس کے قریب یا اس سے کم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے حدیث سنی، حضرات ابن عباسؓ،
ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ نے منجملہ دیگر صحابہ کے ان سے حدیث سنی، تابعین مین علقمہ، اسود، مسروق، ابو وائل شقیق، شریح وغیرہم

ے حسب ذیل اوصاف نمایاں ہیں، قدیم الاسلام ہونا، ابتدا سے انتہا تک ذات

قد و محرم اسرار ہونا، وفورِ علم و شانِ علمی و خوبیِ تعلیم، حافظ و اعلم بکتاب اللہ ہونا،

ریک نظری، قرب الی و وسیلہ الی اللہ ہونے میں امتیاز، ہیئت ظاہری، سیرت

ے زیادہ آپ سے مشابہ ہونا، آنحضرتؐ کا ارشاد تمسکوا بعھد ابن ام عبد،

رہو، حضرت عمرؓ کا ان کے علم و تفقہ پر اعتماد کلی، اہل کوفہ کو ان کی اقتدا و اطاعت

کے علم کتاب و فقہ و سنت کی توثیق، فقہ میں باریک نظری، روایت حدیث کی

کے حامل چھ حضرات تھے، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت

ہر رضی اللہ عنہم اجمعین، یہ بھی سُن چکے ہو کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا علم

پاس رہا، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے ان سے حدیث سنی،

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کو، یہ بھی سُن چکے کہ حضرت علیؓ کا علم وہی

یا حضرت ابن مسعودؓ کے، نتیجہ ظاہر ہے کہ علم صحابہ کے مرجع اخیر اور خزینہ دار

ودؓ کے وجود کی عظمت علم و تعلیم کی جلالت ثابت ہوتی ہے، اسی کا اثر تھا

ھم علما کثیرا وفقہ منھم جما غفیرا، عبد اللہ نے اہل کوفہ

حضرت ابن مسعودؓ کے شاگردوں کی بابتہ حافظ ابن قیمؒ کا قول پڑھ چکے

گی میں فتوی دیتے تھے، جس کو وہ حضرات جائز رکھتے،

لیل الفقیہ البارع، بڑی شان کے جلیل القدر تابعی فقیہ عقل و

ماے ربانی میں سے تھے، اجمعوا علی جلالتہ وعظم محلہ

دوفور علمہ وجمیل طریقتہ، ان کی جلالتِ شان، عالی قدری اور خوبیِ طریقہ پر اجماع ہے، ابراہیم

النخعی کا قول ہے، کان علقمۃ یشبہ با بن مسعود، علقمہ ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے، (تہذیب الاسماء نووی)

دیکھو عہد اسلام کی سیر حاصل، ان کے دو بھتیجے، اسود اور عبد الرحمٰن بلند مرتبہ تابعی ہیں، اور ایک نواسہ ابراہیم

نخعی، ایک گھر میں چار عالی قدر تابعی!

مسروق الہمدانی | اتفقوا علی جلالتہ وتوثیقہ وامامتہ، ان کی جلالت، امامت اور ثقہ ہونے پر اجماع

ہے، حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ سے ملاقات کی، امام شعبی کے استاد ہیں (۔۔۔۔۔)

اسود النخعی | تابعی فقیہ امام صالح، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ

وغیرہم سے روایت کی، اتفقوا علی توثیقہ وجلالتہ۔ ان کے ثقہ ہونے اور جلالت پر اتفاق ہے، اسی

حج اور عمرے علیحدہ علیحدہ کئے، (۔۔ ۔۔ ۔۔)

عمرو بن شرحبیل | الہمدانی، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے اُن سے روایت کی، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ

سے روایت کی، (خلاصہ تذہیب) ثقہ عابد تھے (تقریب التہذیب)

شریح القاضی | زمانۂ نبوت پایا، حضوری سے مشرف نہ ہوئے، حضرت عمرؓ نے ان کو قاضی کوفہ مقرر کیا، وہاں ساٹھ

برس تک قاضی رہے، حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا انت اقضی العرب تم عربوں میں قضا میں فائق ہو، ان کی

روایتوں کے حجت ہونے اور اُن کے ثقہ ہونے اور دین و فضل پر اور ذکاوت پر اتفاق ہے، نیز ان کے سب سے زیادہ عالم

قضا ہونے پر (تہذیب الاسماء)

ابراہیم النخعی | تابعی جلیل القدر، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں باریاب ہوئے، ان کے ثقہ ہونے، جلالت شان اور فقہ

میں فائق ہونے پر اتفاق ہے، شعبی نے اُن کی وفات کے وقت فرمایا ما ترک احدا اعلم منہ وافقہ،

انھوں نے اپنے آپ سے زیادہ عالم اور فقیہ نہیں چھوڑا، اعمش کا قول ہے، کان النخعی صیرفی الحدیث،

نخعی حدیث کے نقاد تھے، (۔۔ ۔۔ ۔۔)

نعیل کنیت، حضرت انس اور ابن المسیب اور ابراہیم سے روایت کی
(الذہبی)
ز امام مجتہد تھی و جواد تھے، ابو اسحٰق کا قول ہے کہ وہ شعبی سے فقہ مین فائق تھے، (الکاشف)

حنفی پر ایک نظر،

بعین
ی علم صحابۂ کرام کے مرجع آخر و خزینہ دار حضرت ابن مسعودؓ تھے، وہ تا
د بن ابی سلیمان کو، ان سے امام ابوحنیفہ کو ان سے ابو یوسف و محمد بن حسن
و ترویج کا اہتمام اکابر صحابۂ کرام نے اہتمام کتاب اللہ کے بعد اس زمانے
کی جاتی تھی، خلفائے راشدین کا دور اسی کے اہتمام مین صرف ہوگیا، ام
دین کو مدون و مرتب کر کے ایک ایسا آئین شریعت ملک و ملت کے
دنیاے اسلام کی عبادات و معاملات کی ضرورتون اور حاجتون کو روا
ور آمادہ تھا، اس علم کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ چار پشت تک تابعین کے
ہی یہ ہے کہ امام اعظم کا علم صحابۂ کرام کے علم کا مجموعہ ہے اور وہ فقہ حنفی کی
سانون کے لیے آخری دین الٰہی ہے، اس کا اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے
بھی
ہے کہ وہ تمام ادیان پر حق و ہدایت کی قوت سے غالب رہیگا، اور یہ

لے کی بڑی دلیل اسین ہے کہ وہ کبھی دیر پا غلبہ روئے زمین پر نہ پا سکے،
ن نے اپنے وجود کو قائم رکھا، مثال کے لیے دیکھو فرقۂ باطنیہ کی تاریخ،
ب حنفی کو ابتدا سے آج تک حاصل رہا ہے، مورخین و محدثین اس کے شیوع
سفیان بن عیینہ کا قول تم نے پڑھا ہے کہ ابوحنیفہ کی رائے آفاق مین پہنچگئی،
ت کے حالات مین لکھا ہے، وبث علم ابی حنیفۃ فی اقطار الارض

اُنھون نے ابوحنیفہ کا علم زمین کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک پہنچا دیا،
تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ شیخ طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار نے المغنی مین فقہ حنفی کا وصف سارے آفاق مین پھیلنا
اور روئے زمین کو ڈھک لینا لکھا ہے، ان کے الفاظ ہین:" العلم المنتشر فی الآفاق وعلم طبق الارض
یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مذہب و فقہ حنفی مین اللہ تعالیٰ کا سر خفی نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب اسلام اس کے تقلید
کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہو جاتا، ملا علی قاری نے دو ثلث اہل اسلام کا گیارہوین صدی ہجری مین حنفی ہونا لکھا ہے،
اس کی قوت ظہور اور خوبیِ تدوین و کمالِ ترتیب کا اندازہ اس سے کرو کہ امام اعظم کی وفات کے ٹھیک
سولہ برس بعد خلیفۂ بغداد ہادی کے عہد مین امام ابو یوسف ۱۶۶ھ مین قاضی مقرر ہوتے ہین، وہ قوت ان کے
علم مین ہو کہ عہدِ اسلام مین اول مرتبہ قاضی القضاۃ کی طیلسان ان کے وجود پر راست آتی ہے، اور فقہ حنفی روئے زمین
پر کارفرما ہو جاتی ہے، ہارون الرشید کی خلافت کے شایان قاضی القضاۃ اول امام ابو یوسف ہی ٹھہرے، خلافت
عباسیہ کے بعد جتنی ایسی قوتین برسر کار آئین جنکی قوت اور غلبہ کو بین الاقوام اور بین الممالک مرتبہ حاصل ہوا وہ قریبًا
سب کے سب حنفی تھین، مثلاً آل سلجوق، آل عثمان، عالمگیری ہندوستان بجائے خود ایک براعظم تھا، یاد تازہ کرو حافظ
ابن قیم کے اس بیان کی کہ مسروق کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا علم وہ خلیج ہے کہ اگر اس پر روئے زمین کے تشنہ کام
وارد ہو جائین تو سیراب ہو سکین، ملاؤ اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کا کشف کہ نظر کشفی مین دوسرے مذاہب
حیاض و جداول کی شکل مین منکشف ہوتے ہین، مذہب حنفی بشکل دریاے زخار جو عرش سے گر رہا ہے، دوسرے
مذاہب حقہ عمومًا یا ملک سے مخصوص رہے یا نسل سے، بین الاقوامی مرتبہ کمتر پا سکے،

اسلام کی قوت و حقانیت کی کھلی ہوئی دلیل اس مین ہے کہ اس کے احکام مین مختلف ممالک و مختلف نسلہاے
انسانی کی ضرورتون کا لحاظ پایا جاتا ہے، اور ان کے حامل مذاہب حقہ ہین، اگر کبھی یہ بحث لکھی جائے کہ مذاہب
اربعہ مختلف ممالک اور مختلف نسلون مین کس مناسبت سے پھیلے تو علم نفسیات کا دلچسپ باب ہوگا،
دیکھو تابعین و تبع تابعین کے دور مین ہزارون نہین تو سینکڑون صاحب مذہب امام و مجتہد تھے، جنکے